کراماتِ صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

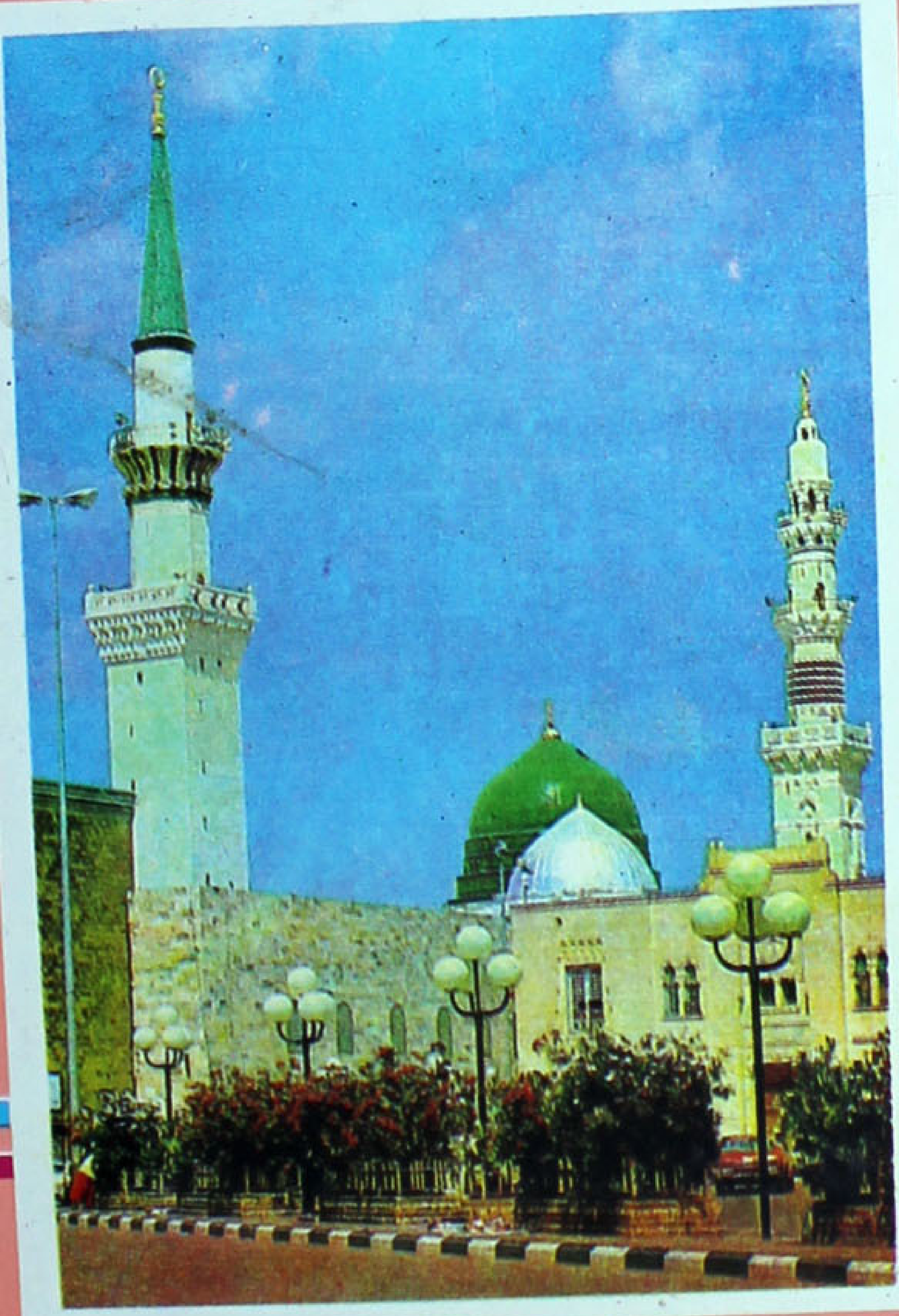

رومی پبلیکیشنز ○ لاہور

Marfat.com

کراماتِ صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : کراماتِ صحابہ

مصنف : علامہ عبدالمصطفیٰ الاعظمی

تقدیم وتمہید : محمد عالم مختارِ حق

کتابت : محمد نعیم کیلانی

مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور

ہدیہ : -/[redacted] روپے

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

فون نمبر 042-7312173 ، فیکس نمبر 092-042-7224899

ای۔میل نمبر faridbooks@hotmail.com

Marfat.com

تعارفِ مُصنّف

حضرت الحاج مولانا عبد المصطفٰے الاعظمی مدظلہ العالیٰ ذی قعدہ ۱۳۲۲ ہجری کو اپنے آبائی وطن گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ شجرہ نسب یہ ہے:۔

محمد عبد المصطفٰے ابن شیخ حافظ عبد الرحیم بن شیخ حاجی عبد الوہاب بن شیخ یحییٰ بن شیخ نور محمد بن شیخ مٹھو بابا رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ کے والد گرامی حضرت حافظ عبد الرحیم صاحب حافظ قرآن، اردو خواں، واقف مسائل دینیہ متقی پرہیز گار تھے۔ گاؤں کے مشہور بزرگ حافظ عبد الستار صاحب سے شرف تلمذ حاصل تھا جو حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے بڑے بھائی حضرت شاہ سید اشرف حسین صاحب قبلہ کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے مرید تھے، چند سال ہوئے انتقال فرما گئے۔

تعلیم علامہ اعظمی صاحب قرآن مجید اور اردو کی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے مدرسہ اسلامیہ گھوسی میں داخل ہوئے اور اردو فارسی کی مزید تعلیم پائی، چند ماہ مدرسہ ناصر العلوم گھوسی میں بھی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ معروفیہ معروف پورہ میں میزان سے شرح جامی تک پڑھا۔ پھر ۱۳۵۱ھ میں مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ ضلع مراد آباد (یوپی)، کا رُخ کیا اور وہاں شیخ العلما حضرت مولانا شاہ اویس حسن عرف غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ (شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف متوفی ۱۳۹۷ھ) اور حضرت مولانا حکمت اللہ صاحب قبلہ امروہوی اور حضرت مولانا سید محمد خلیل صاحب چشتی کاظمی امروہوی کی خدمت میں ایک سال رہ کر اکتسابِ فیض کیا۔

Marfat.com

اس کے بعد ۱۳۵۲ھ میں حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمہ دارالرضوان کے ہمراہ بریلی شریف تشریف لے گئے اور مدرسہ منظر اسلام، سوداگران بریلی میں داخل ہو کر تعلیمی سلسلہ شروع فرمایا۔ ملا حسن، میبذی، وغیرہ چند کتابیں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب چشتی گورداسپوری علیہ الرحمہ سے پڑھیں باقی کتابیں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔

اس دوران حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ (خلف اکبر سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ) کی خدمت میں حاضری دی اور شرفیاب ہوئے، موصوف آپ پر بڑا کرم فرمایا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے برادر خورد حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب عرف ننھے میاں علیہ الرحمہ سے فرائض کی مشق کی اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں نوری دامت برکاتہم القدسیہ (زیب سجادہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف، خلف اصغر حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کے دارالافتاء میں بھی حاضری دی۔

بریلی شریف میں دوران طالب علمی آپ کی اقتصادی حالت اچھی نہیں تھی۔ مسجد کی امامت اور ٹیوشن سے اخراجات پورے کرتے تھے۔

جب حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمہ بریلی سے رخصت ہو کر مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں مسند تدریس پر جلوہ فرما ہوئے تو مولانا اعظمی صاحب بھی بریلی شریف نہ رہ سکے اور ۱۰ شوال ۱۳۵۵ھ کو علی گڑھ حضرت صدر الشریعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں داخلہ لیا اور امتحانات میں اچھی پوزیشن سے کامیاب ہو کر انعامات بھی حاصل کیے۔

علی گڑھ کے دوران قیام حضرت مولانا سید سلیمان اشرف بہاری پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (خلیفہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کی خدمت میں بھی حاضری دیتے

Marfat.com

اور علمی اکتساب فرماتے رہے۔

۱۳۵۶ھ میں مدرسہ حافظیہ سعیدیہ داودوں سے سندِ فراغ حاصل کیا۔ حضرت مولانا سید شاہ مصباح الحسن صاحب مودودی چشتی علیہ الرحمہ نے سر پر دستارِ فضیلت باندھی۔

بیعت

۷ ارصفر المظفر ۱۳۵۲ھ میں حضرت قاضی ابن عباس صاحب عباسی نقشبندی علیہ الرحمہ کے پہلے عرس میں حضرت الحاج حافظ شاہ ابرار حسن خاں صاحب نقشبندی شاہ جہانپوری (جو قاضی صاحب موصوف کے پیر بھائی تھے) سے مرید ہوئے۔

۲ ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ کو حضرت شاہ ابرار حسن صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ کا انتقال ہوگیا، تو اس کے بعد آپ کے خلیفۂ برحق الحاج قاضی محبوب احمد صاحب عباسی نقشبندی سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔

چونکہ شروع ہی سے موصوف کا رجحان سلسلہ نقشبندیہ کی طرف زیادہ تھا، اسی لیے اس سلسلے میں مرید ہوئے، مگر دیگر سلاسل کے بزرگوں سے بھی اکتسابِ فیض و برکات کا سلسلہ جاری رکھا۔

۲۵ صفر المظفر ۱۳۵۸ھ میں عرسِ رضوی کے مبارک و مسعود موقع پر حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب (م ۱۳۶۲ھ) نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

سلسلۂ تدریس

فارغ ہونے کے بعد سب سے پہلے مدرسہ اسحاقیہ جودھ پور (راجستھان) میں مدرس ہوئے۔ درسِ نظامی کا افتتاح فرمایا اور مدرسہ ترقی کی راہ پر چل نکلا تھا کہ اچانک جودھ پور میں ہندو مسلم فساد ہونے کی وجہ سے بہت سے بیرونی علماء کے ساتھ آپ کو گرفتار کیا گیا اور بعد میں اشتعال انگیز تقریر کرنے کا الزام لگا کر حکومت نے شہر بدر کر دیا جس سے مدرسہ کو بھی نقصان ہوا اور مولانا موصوف کو بھی وہاں سے آنا پڑا۔

Marfat.com

ستمبر ۱۹۳۹ء میں حضرت قاضی محبوب احمد صاحب کی دعوت پر امروہہ تشریف لے گئے اور وہاں مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں جس کا سلسلہ تین سال تک رہا۔ اس وقت وہاں پر مولانا سید محمد خلیل صاحب کاظمی امروہوی صدر مدرس تھے۔ اس دوران بھی موصوف سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۲ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا اور گیارہ سال تک یہاں بھی درس دیتے رہے اور اس کی تعمیر و ترقی میں بھرپور حصہ لیا۔

۱۹۵۲ء میں آپ کا احمد آباد گجرات بسلسلۂ تقریر دورہ ہوا۔ متعدد تقاریر کے سبب لوگ گرویدہ ہوئے اور جب وہاں پر ایک دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا تو باصرار مبارک پور سے بُلوا کر دارالعلوم شاہ عالم میں رکھا اس سلسلے میں حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب نبیرۂ اعلیٰ حضرت اور حضور مفتیٔ اعظم ہند مدظلہ الاقدس نے بھی دارالعلوم کے قیام اور ترقی میں بھرپور حصہ لیا۔

مولانا نے اس دارالعلوم کی ترقی اور بقا میں بھرپور اور جان توڑ کر کوشش کی اور اس کو عروج تک پہنچا کر دم لیا۔

بعض ناگفتہ بہ حالات اور ارکان میں سے بعض کے درپے آزار ہونے کی وجہ سے ۷ ارشعبان ۱۳۷۸ھ کو وہاں سے استعفاء دے کر وطن آ گئے۔ اس کے بعد حج بیت اللہ کو روانہ ہوئے۔ واپسی پر دارالعلوم حمدیہ بھونڈی (مہاراشٹر) کی طلبی پر مارچ ۱۹۶۰ء کو طلبہ کی ایک جماعت کے ساتھ مدرسہ مذکور میں تشریف لے گئے اور چار برس تک جم کر وہاں تدریسی خدمات کو انجام دیا اور مدرسہ مذکور کی تعمیر میں بھی بھرپور کوشش فرمائی، جس کے طفیل ایک شاندار عمارت آج بھی موجود و شاہد ہے۔

مگر جب وہاں کے بھی بعض حضرات سے تعلقات معمول پر نہ رہے، تو خاطر برداشتہ ہو کر ۱۹۶۴ء میں مستعفی ہو گئے، اس کے بعد فوراً دارالعلوم مسکینیہ دھوراجی گجرات سے طلبی آ گئی اور

Marfat.com

مولانا حکیم علی محمد صاحب اشرفی کے اور دوسرے لوگوں کے اصرار پر وہاں مع جمعیۃ طلبہ تشریف لے گئے، مگر وہاں بھی زیادہ دنوں قیام نہ کر سکے اور بالآخر دارالعلوم منظرِ حق ٹانڈہ فیض آباد (یوپی) میں بعہدہ صدرالمدرسین و شیخ الحدیث تشریف لے گئے، جہاں تقریباً دس سال سے علوم معارف کے گوہر لٹا رہے ہیں۔ خدا نے تفہیم کی خوب خوب صلاحیت بخشی ہے۔ تمام متداول کتابوں پر یکساں قدرت رکھتے ہیں اور پوری مہارت سے درس دیتے ہیں اور طلبہ خوب مانوس ہوتے ہیں۔ ملک و بیرونِ ملک کے تلامذہ کی خاصی تعداد مصروفِ عمل ہے۔

افتاء تدریس کے ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ تحریر کردہ فتوؤں کی نقلیں کم محفوظ ہیں، پھر بھی ۶۰۰ سے زیادہ فتاوے منقول ہیں، جو کبھی شائع کیے جا سکتے ہیں۔

وعظ مولیٰ تعالیٰ نے وعظ و نصیحت کی بھی خوب صلاحیت بخشی ہے۔ ملک کے گوشے گوشے میں آپ کے مواعظِ حسنہ کی دھوم مچی ہوئی ہے اور بہت سے مواعظ تو مطبوعہ بھی ہیں جن سے عوام ہمیشہ فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔

ذوقِ سخن زمانہ طالب علمی ہی سے شعر و شاعری کا ذوق ہے۔ نعت شریف قومی نظمیں اور غزل میں بھی طبع آزمائی فرمائی ہے۔ کوئی مجموعۂ کلام مطبوعہ نہیں ہے اور نہ اب پہلے سا ذوق ہی باقی ہے۔

تصنیف و تالیف تدریس، افتاء، وعظ وغیرہ کے ساتھ آپ نے تصنیف و تالیف کا بھی بہت اچھا اور خوب ذوق پایا ہے اور اس کی طرف خاصی توجہ مبذول فرمائی ہے۔ مختلف موضوعات پر آپ کی مطبوعہ اردو تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ موسمِ رحمت (سب سے پہلی تصنیف جو متبرک راتوں اور مبارک ایام کے فضائل پر مشتمل ہے)

Marfat.com

۲۔ معمولات الابرار بمعانی الآثار (تصوف کے بیان میں)

۳۔ اولیاء رجال الحدیث (اولیائے محدثین کی سوانح)

۴۔ مشائخ نقشبندیہ (نقشبندی بزرگوں کا سلسلہ وار تذکرہ)

۵۔ روحانی حکایات (دو حصے)

۶۔ ایمانی تقریریں ۷۔ نورانی تقریریں

۸۔ حقانی تقریریں ۹۔ عرفانی تقریریں

۱۰۔ قرآنی تقریریں ۱۱۔ سیرۃ المصطفےٰ

۱۲۔ نوادر الحدیث (چالیس حدیثوں کی عمدہ اور مفید شرح)

۱۳۔ کراماتِ صحابہ ۱۴۔ جنتی زیور

۱۵۔ قیامت کب آئے گی۔

یہ وہ گراں قدر تصانیف ہیں جن میں سے کچھ تو دی پبلکیشنز لاہور نے چھاپ دی ہیں اور بقیہ ادارہ کی شاندار روایات کے مطابق زیورِ طبع سے جلد آراستہ ہو رہی ہیں۔

کتاب "سیرۃ المصطفےٰ" سیرت کے موضوع پر قلمبند فرمائی گئی ہے جو تقریباً ..۸ صفحات پر مشتمل ہے اور خوب ہے۔ اس کے علاوہ تمام کتابیں متعدد بار طبع ہو کر اہلِ ذوق کے لیے تسکین کا سامان بن چکی ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ اس وقت بھی آپ کی تمام کتابیں بآسانی مل جاتی ہیں۔ کوئی بھی کتاب نایاب اور مشکل الحصول نہیں، خود ہی اپنے اہتمام سے طبع کراتے اور شائع فرماتے ہیں۔ کتابت و طباعت کا معیار بھی عام کتابوں سے بہتر ہے جو کہ مقبولیت کی ایک خاص وجہ ہے۔ آپ کی تقریر و تصنیف میں مفید لطائف کی خاصی آمیزش ہوتی ہے جو عوامی دلچسپی کا باعث ہے۔

حج و زیارت ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں حج کعبہ و زیارت مدینہ طیبہ کا عزم کیا اور شاد کام ہوئے اور پوری صحت و توانائی کیساتھ تمام ارکان

Marfat.com

کی ادائیگی سے سرفراز ہوئے۔

جدہ میں آپ کے برادرِ طریقت الحاج عبدالحمید کے مکان پر محفلِ وعظ کا انعقاد ہوا، جس میں آپ نے نہایت ہی رقت انگیز تقریر فرمائی۔ اس محفل میں قائدِ اہلِ سنت مولانا الحاج شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی (خلف الصدق حضرت مولانا عبدالعلیم میرٹھی قدس سرہ)، نے بھی شرکت فرمائی تھی۔

دونوں مقامات متبرکہ میں کثیر علماء و مشائخ سے ملاقات فرمائی اور بہتوں نے آپکو اپنے سلاسلِ طریقت، دلائل الخیرات، حزب البحر اور اوراد و وظائف نیز حدیث کی سندیں و اجازتیں مرحمت فرمائیں۔ حضرت شیخ مفتی محمد سعد اللہ المکی نے باوجود ضعف و پیری کے آپ کو خود لکھ کر سندیں عطا کیں اور دیگر تبرکات و آثار سے بھی نوازا۔ مولانا الشیخ السید علوی عباس المکی مفتی المالکیہ و مدرس الحدیث بالحرم شریف سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

حج کو جاتے وقت مولانا موصوف نے حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ سے شیخ مذکور کے نام ایک تعارفی خط لکھوا لیا تھا جس سے توجہات عالیہ کو منعطف کرانے میں مدد ملی۔ شیخ کی بارگاہ میں پہنچ کر جب آپ نے خط پیش کیا اور شیخ اس جملہ پر پہنچے ھذا تلمیذ الشیخ مولانا احمد رضا خان الھندی۔ تو فرمایا عبدالمصطفےٰ آپ ہی ہیں؟ آپ نے عرض کیا، ہاں میں ہی ہوں! پھر تو بڑی ہی گرم جوشی سے معانقہ فرمایا اور دعائیں دیں اور کچھ دیر تک سرکار مرشدی حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کا ذکر کرتے رہے، سرکار اعلیٰحضرت کا تذکرہ فرمایا، پھر اپنے گھر بلایا۔

جب آپ ان کے گھر پہنچے تو آپ بہت ہی توجہ اور مہربانی سے پیش آئے اور اپنی تمام تصانیف کی ایک ایک جلد عنایت فرما کر صحاح ستہ کی سند حدیث عطا فرمائی۔

مولانا الشیخ محمد بن المغربی الجزائری کے نام بھی سرکار مفتی اعظم ہند مدظلہ الاقدس کا

Marfat.com

خط لے کر حاضر ہوئے تو آپ کی مسرت کی انتہا نہ رہی، بڑے تپاک سے ملے اور صحیح بخاری شریف اور موطا کی سند حدیث عطا فرمائی اور حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا تذکرہ جمیل ان الفاظ میں فرمایا۔

"ہندوستان کا جب کوئی عالم ہم سے ملتا ہے تو ہم اس سے شیخ احمد رضا خاں ہندی کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ اگر اس نے تعریف کی تو ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ اہلِ سنت سے ہے اور اگر اس نے کبیدگی کا اظہار کیا تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ اہلِ بدعت سے ہے اور یہی ہمارے ہاں معیار ہے۔"

مولانا الشیخ ضیاء الدین مہاجر مدنی خلیفہ اعلیٰ حضرت سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ ہی نے دیگر حضرات سے بھی ملاقات کرائی جن میں شیخ الدلائل حضرت سید یوسف بن محمد المدنی بھی ہیں۔

ان متعدد شیوخ کی اسناد کی نقلیں حضرت علامہ اعظمی صاحب نے اپنی کتاب "معمولات الابرار" میں نقل فرمائی ہیں، جو کئی صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔

مذکورہ بالا مضمون میں نے "معمولات الابرار" کے حصہ سوانح اور ذاتی معلومات کی بنیاد پر قلم بند کیا ہے۔ ۱۲۔ (محمد عبد المبین نعمانی مصباحی)

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	تعارف مصنف	۳
	منقبت صحابہ کرام	۲۴
	تمہیدی تجلیاں	۲۵
	تحقیقِ کرامات	۲۹
	کرامت کیا ہے	
	معجزہ اور کرامت	۳۰
	معجزہ ضروری، کرامت ضروری نہیں	
	کرامت کی قسمیں	۳۱
	مُردوں کو زندہ کرنا	
	مُردوں سے کلام کرنا	۳۲
	دریاؤں پر تصرف	۳۳
	انقلابِ ماہیت	
	زمین کا سمٹ جانا	
	نباتات وغیرہ سے گفتگو	
	شفاء امراض	۳۴
	جانوروں کا فرمانبردار ہو جانا	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	زمانہ کا مختصر ہو جانا	
	زمانہ کا طویل ہو جانا	
	مقبولیتِ دُعا	۳۵
	خاموشی و کلام پر قدرت	
	دلوں کو اپنی طرف کھینچ لینا	
	غیب کی خبریں	
	دانہ پانی کے بغیر زندہ رہنا	
	نظامِ عالم میں تصرفات	۳۶
	بہت زیادہ مقدار میں کھا لینا	
	حرام غذاؤں سے محفوظ رہنا	
	دُور کی چیزوں کو دیکھ لینا	
	ہیبت و دبدبہ	۳۷
	مختلف صورتوں میں ظاہر ہو جانا	
	دشمنوں کے شر سے بچنا	۳۸
	زمین کے خزانوں کو دیکھ لینا	
	مشکلات کا آسان ہو جانا	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	دھماکات کا اثر نہ کرنا	
	صحابی	۴۰
	افضل الاولیاء	
	عشرہ مبشرہ	۴۱
	کرامات صحابہ	۴۳
۱	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	کھانے میں عظیم برکت	۴۴
	شکم مادر میں کیا ہے؟	۴۵
	ضروری انتباہ	۴۶
	نگاہِ کرامت	
	کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار	۴۸
	خون میں پیشاب کرنے والا	
	سلام سے دروازہ کھل گیا	۴۹
	کشفِ مستقبل	
	دفن کے بارے میں غیبی آواز	۵۱
	دشمن خنزیر و بندر بن گئے	۵۲
	دشمن شیخین کتا ہو گیا	۵۳
	تبصرہ	۵۴
۲	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۵۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	قبر والوں سے گفتگو	۵۷
	مدینہ کی آواز نہاوند تک	
	تبصرہ	۵۸
	دریا کے نام خط	۶۰
	تبصرہ	
	چادر دیکھ کر آگ بجھ گئی	۶۱
	تبصرہ	
	مار سے زلزلہ ختم	
	تبصرہ	
	دور سے پکار کا جواب	۶۲
	تبصرہ	۶۳
	دو غیبی شیر	
	تبصرہ	
	قبر میں بدن سلامت	۶۴
	تبصرہ	
	جو کہہ دیا، وہ ہو گیا	۶۵
	لوگوں کی تقدیر میں کیا ہے	
	تبصرہ	۶۶
	دعا کی مقبولیت	۶۷
۳	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶۹

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	زنا کار آنکھیں	۷۰
	تبصرہ	۷۱
	ہاتھ میں کینسر	
	گستاخی کی سزا	۷۲
	تبصرہ	۷۳
	خواب میں پانی پی کر سیراب	
	اپنے مدفن کی خبر	۷۴
	تبصرہ	
	ضروری انتباہ	۷۵
	شہادت کے بعد غیبی آواز	۷۶
	مدفن پر فرشتوں کا ہجوم	
	گستاخ درندہ کے منہ میں	۷۷
	تبصرہ	
۴	حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۸
	قبر والوں سے سوال و جواب	۷۹
	تبصرہ	۸۰
	فالج زدہ اچھا ہوگیا	
	گرتی ہوئی دیوار تھم گئی	۸۲
	آپ کو جھوٹا کہنے والا اندھا ہوگیا	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	کون کہاں مرے گا؟ کہاں دفن ہوگا	
	تبصرہ	۸۳
	فرشتوں نے چکی چلائی	
	تبصرہ	
	میں کب وفات پاؤں گا؟	۸۴
	درِ خیبر کا وزن	۸۵
	کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا	
	شوہر عورت کا بیٹا نکلا	۸۶
	ذرا دیر میں قرآن ختم کر لیتے	۸۷
	اشارے سے دریا کی طغیانی ختم	
	جاسوس اندھا ہوگیا۔	۸۸
	تمہاری موت کس طرح ہوگی!	
	پتھر اٹھایا تو چشمہ نکل پڑا	
	تبصرہ	
۵	حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۰
	ایک قبر سے دوسری قبر میں	۹۲
	تبصرہ	
۶	حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	کرامت والی برچھی	۹۴
	تبصرہ	۹۵
	فتح فسطاط	
	حضرت زبیر کی شکل میں جبرائیل	۹۶
۷	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹۷
	حضرت عثمان کی خلافت	۹۸
	جنت میں جانے والا پہلا مالدار	۱۰۰
	ماں کے پیٹ ہی سے سعید	
۸	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰۱
	بدنصیب بڈھا	۱۰۲
	دشمن صحابہ کا انجام	۱۰۳
	گستاخ کی زبان کٹ گئی	۱۰۴
	چہرہ پیٹھ کی طرف ہو گیا	۱۰۵
	ایک خارجی کی ہلاکت	
	تبصرہ	
	ساٹھ ہزار کا لشکر دریا میں	۱۰۶
	تبصرہ	۱۰۷
	نعرہ تکبیر سے زلزلہ	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	عمر دراز ہو گئی	۱۰۸
	تبصرہ	۱۰۹
۹	حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	کنواں قبر بن گیا	۱۱۰
	تبصرہ	
۱۰	حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱۱
	بے مثال مچھلی	
	تبصرہ	۱۱۲
۱۱	حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱۳
	فرشتوں نے غسل دیا	۱۱۴
	تبصرہ	
	قبر کے اندر سے سلام کا جواب	
	تبصرہ	۱۱۵
	قبر میں قدم سے خون بہ نکلا	۱۱۶
	تبصرہ	
	حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	ان کے طفیل بارش ہوئی	۱۱۷

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۳	حضرت جعفر	۱۱۸
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	ذوالجناحین	۱۱۹
	تبصرہ	
۱۴	حضرت خالد بن الولید	۱۲۰
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	زہر نے اثر نہیں کیا	۱۲۱
	تبصرہ	۱۲۲
	شراب کی شہد	
	شراب سرکہ بن گئی	
	تبصرہ	
۱۵	حضرت عبداللہ بن عمر	۱۲۳
	رضی اللہ تعالیٰ عنہما	
	شیر دم ہلاتا ہوا بھاگا	۱۲۴
	ایک فرشتہ سے ملاقات	
	زیاد کیسے ہلاک ہوا؟	۱۲۵
	تبصرہ	
۱۶	حضرت سعد بن معاذ	۱۲۶
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	جنازہ میں ستر ہزار فرشتے	۱۲۸
	مٹی مشک بن گئی	
	فرشتوں سے خیمہ بھر گیا	
	تبصرہ	۱۲۹
۱۷	حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام	
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	فرشتوں نے سایہ کیا	۱۳۰
	کفن سلامت بدن تر و تازہ	
	قبر میں تلاوت	۱۳۱
	تبصرہ	۱۳۲
۱۸	حضرت معاذ بن جبل	
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	منہ سے نور نکلتا تھا	
۱۹	حضرت اسید بن حضیر	۱۳۳
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	فرشتے گھر کے اوپر اتر پڑے	
۲۰	حضرت عبداللہ بن ہشام	۱۳۴
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	تجارت میں برکت	۱۳۵
	تبصرہ	
۲۱	حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ	۱۳۶

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	بے موسم کا پھل	۱۳۷
	مکہ کی آواز مدینہ پہنچی	
	ایک سال میں تمام قاتل ہلاک	
	لاش کو زمین نگل گئی	۱۳۸
	تبصرہ	۱۳۹
۲۲	حضرت ابوایوب انصاری	
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	قبر شفا خانہ بن گئی	۱۴۰
۲۳	حضرت عبداللہ بن بسر	۱۴۱
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	رزق میں کبھی تنگی نہیں ہوئی	
۲۴	حضرت عمرو بن الحمق	۱۴۲
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	اسی برس کی عمر میں سب بال کالے	
۲۵	حضرت عاصم بن ثابت	۱۴۳
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	شہد کی مکھیوں کا پہرہ	
	سمندر میں تیر	
	تبصرہ	۱۴۴
۲۶	حضرت عبیدہ بن الحارث	۱۴۵
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	قبر کی خوشبو دور تک	۱۴۶
۲۷	حضرت سعد بن الربیع	
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	دنیا میں جنت کی خوشبو	۱۴۷
	تبصرہ	۱۴۸
۲۸	حضرت انس بن مالک	۱۴۹
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	سال میں دو مرتبہ پھلنے والا باغ	۱۵۰
	کھجوروں میں مشک کی خوشبو	
	دعا سے بارش	
	تبصرہ	۱۵۱
۲۹	حضرت انس بن نضر	۱۵۲
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	خدا نے قسم پوری فرمادی	۱۵۳
	تبصرہ	۱۵۴
۳۰	حضرت حنظلہ بن ابی عامر	۱۵۵
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	غسیل الملائکہ	۱۵۶
	تبصرہ	
۳۱	حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ	۱۵۷

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	لاش آسمان تک بلند ہوئی	
	تبصرہ	
۳۲	حضرت غالب بن عبداللہ لیثی	۱۵۸
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	خشک نالہ میں ناگہاں سیلاب	۱۵۹
۳۳	حضرت ابوموسیٰ اشعری	۱۶۰
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	غیبی آواز سنتے تھے	
	لحن داؤدی	
۳۴	حضرت تمیم داری	۱۶۱
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	چادر دکھا کر آگ بجھا دی	
۳۵	حضرت عمران بن حصین	۱۶۲
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	فرشتوں سے سلام و مصافحہ	
۳۶	حضرت سفینہ	۱۶۳
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	شیر نے راستہ دکھایا	
۳۷	حضرت ابوامامہ باہلی	۱۶۴
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	فرشتہ نے دودھ پلایا	
	امدادِ غیبی کی اشرفیاں	۱۶۵
۳۸	حضرت دحیہ بن خلیفہ	۱۶۶
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	حضرت جبریل ان کی صورت میں	
۳۹	حضرت سائب بن یزید	۱۶۷
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	چورانوے برس کا جوان	
۴۰	حضرت سلمان فارسی	۱۶۸
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	ملک الموت نے سلام کیا	۱۶۹
	خواب میں اپنے انجام کی خبر دینا	۱۷۰
	چرند و پرند تابع فرمان	۱۷۱
	فرشتہ سے گفتگو	
۴۱	حضرت عبداللہ بن جعفر	۱۷۲
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	سجدہ گاہ سے چشمہ ابل پڑا۔	۱۷۳
	قبر پر اشعار	
	تبصرہ	۱۷۴
۴۲	حضرت ذویب بن کلیب رضی اللہ عنہ	۱۷۵

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	آگ جلا نہیں سکی	۱۷۵
	تبصرہ	
۴۳	حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۷۶
	انگلیاں روشن ہوگئیں	
۴۴	حضرت یعلیٰ بن مُرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۷۷
	عذاب قبر کی آواز سُن لی	
۴۵	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	کفن میں پرند	۱۷۸
	غیبی آواز	۱۷۹
	حضرت جبرائیل کا دیدار	
۴۶	حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	موت کے بعد وصیت	۱۸۰
۴۷	حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸۱
	پیادہ اور سوار دریا کے پار	
	چمکتی زمین سے پانی نمودار ہوگیا	۱۸۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	لاش قبر سے غائب	۱۸۳
۴۸	حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	خواب میں حضورؐ کا دیدار	۱۸۴
۴۹	حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸۵
	سر لگتے ہی مرض غائب	
۵۰	حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	جنگل میں کفن	۱۸۶
	فقط زمزم پر زندگی	۱۸۷
۵۱	حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	خشک درخت پر تازہ کھجوریں	۱۸۸
	فرزند پیدا ہونے کی بشارت	۱۸۹
۵۲	حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۹۰
	کنویں میں سے پانی اُبل پڑا	
	بے ادبی کرنے والا آگ میں	
	نیزہ پر سر کی تلاوت	۱۹۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	تبصرہ	
۵۳	حضرت امیر معاویہ	۱۹۲
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	کبھی جنگ میں مغلوب نہیں ہوئے	۱۹۳
	دعا مانگتے ہی بارش	۱۹۴
	شیطان نے نماز کے لیے جگایا	
	تبصرہ	۱۹۵
۵۴	حضرت حارثہ بن نعمان	
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	حضرت جبرائیل کو دیکھا	۱۹۶
۵۵	حضرت حکیم بن حزام	۱۹۷
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	تجارت میں کبھی گھاٹا نہیں ہوا	۱۹۸
۵۶	حضرت عمار بن یاسر	۱۹۹
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	کبھی ان کی قسم نہیں ٹوٹی	
	تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑا	۲۰۰
۵۷	حضرت شرجبیل بن حسنہ	۲۰۱
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	قلعہ زمین میں دھنس گیا	۲۰۱
۵۸	حضرت عمرو بن جموح	۲۰۲
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	لاش میدان جنگ سے باہر نہیں گئی	۲۰۳
	تبصرہ	
۵۹	حضرت ابو ثعلبہ خشنی	۲۰۴
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	اپنی پسند کی موت	
۶۰	حضرت قیس بن خرشہ	۲۰۵
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	جان گئی مگر آن نہیں گئی	۲۰۶
۶۱	حضرت ابی بن کعب انصاری	
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	حضرت جبرائیل کی آواز سنی	۲۰۷
	بدلی کا رخ پھیر دیا	۲۰۸
	بخار میں سدا بہار	۲۰۹
۶۲	حضرت ابو الدرداء	
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	ہانڈی اور پیالے کی تسبیح	۲۱۰
۶۳	حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	ابر نے ان پر سایہ کیا	۲۱۱
۶۴	حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	مستجاب الدعوات	۲۱۲
۶۵	حضرت سائب بن اقرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	تصویر سے خزانہ بتایا	۲۱۳
۶۶	حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	فرشتہ سے ملاقات اور گفتگو	
۶۷	حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱۴
	خشک تھن دودھ سے بھر گیا	۲۱۵
۶۸	حضرت مقداد بن الاسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	چوہے نے ۱۷ اشرفیاں نذر کیں	۲۱۷
	تبصرہ	
۶۹	حضرت عروہ بن الجعد بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱۸
	مٹی بھی خریدتے تو نفع اٹھاتے	
۷۰	حضرت ابوطلحہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱۹
	لاش خراب نہیں ہوئی	۲۲۰
۷۱	حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۲۱
	انوکھی شہادت	
۷۲	حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۲۲
	فتح و شہادت ایک ساتھ	۲۲۴
۷۳	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۲۵
	کرامت والی تھیلی	
۷۴	حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۲۶
	لاٹھی روشن ہوگئی	۲۲۷
	کرامت والا خواب	
۷۵	حضرت اُسید بن ایاس عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۲۸
	چہرہ سے گھر روشن	۲۲۹
۷۶	حضرت بشر بن معاویہ بکائی رضی اللہ عنہ	۲۳۰

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	ہر مرض کی دوا ہاتھ	۲۳۰
۷۷	حضرت اسامہ بن زید	۲۳۱
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	بے ادبی کرنے والے کافر ہو گئے	
۷۸	حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۳۲
	سو برس تک دانت سلامت	
۷۹	حضرت عمرو بن طفیل دوسی	۲۳۳
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	نورانی کوڑا	
۸۰	حضرت عمرو بن مرہ جہنی	۲۳۴
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	دشمن بلاؤں میں گرفتار	
۸۱	حضرت زید بن خارجہ	۲۳۵
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	موت کے بعد گفتگو	
۸۲	حضرت رافع بن خدیج	۲۳۷
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	برسوں حلق میں تیر چبھا رہا	
۸۳	حضرت محمد بن ثابت بن قیس	۲۳۸
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	بچے کو دودھ کیسے ملا؟	
۸۴	حضرت قتادہ بن ملحان	۲۳۹
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	چہرہ آئینہ بن گیا	
۸۵	حضرت معاویہ بن مقرن	
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	دو ہزار فرشتے نماز جنازہ میں	۲۴۰
۸۶	حضرت اہبان بن صیفی	۲۴۱
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	قبر سے کفن واپس	
۸۷	حضرت نضلہ بن معاویہ انصاری	۲۴۲
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی	
۸۸	حضرت عمیر بن سعد انصاری	۲۴۴
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	زاہدانہ زندگی	
۸۹	حضرت ابو قرصافہ	۲۵۰
	رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
	سیکڑوں میل دور آواز پہنچتی تھی	۲۵۱
	تبصرہ	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۹۰	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۵۲
	حضرت جبرائیل مددگار	
	قوتِ شامہ	۲۵۳
۹۱	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۵۴
	ساتویں آسمان کا فرشتہ زمین پر	
	تبصرہ	۲۵۵
۹۲	حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۵۶
	ایک پکار سے درندے فرار	
	گھوڑے کی ٹاپ سے چشمہ جاری	۲۵۷
۹۳	حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۵۸
	سو برس کا جوان	
۹۴	حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۵۹
	پکار پر مویشی دوڑ پڑے	
۹۵	حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۰
	برکت والی سینی	۲۶۱
	شاہی دعوت	۲۶۲
۹۶	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۴
	حضرت جبریل ان کو سلام کرتے تھے	۲۶۵
	ان کے لحاف میں وحی اتری	
	آپ کے توسل سے بارش	
۹۷	حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۶
	کبھی پیاس نہیں لگی	
۹۸	حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۷
	غیبی ڈول	
	خالی کپہ گھی سے بھر گیا	
۹۹	حضرت ام سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۸
	دعا سے مردہ زندہ ہو گیا	
۱۰۰	حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۶۹
	اندھی آنکھیں روشن ہو گئیں	

Marfat.com

شرفِ انتساب

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کے دربار فضیلت میں ایک نیاز مند مسلمان کا

نذرانۂ محبّت

میرے آقا کے جتنے بھی اصحاب ہیں
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

خاکپائے صحابہ
عبدالمصطفےٰ اعظمی عُفی عنہٗ

کریم الدین پور۔ پوسٹ گھوسی
ضلع اعظم گڈھ

Marfat.com

منقبت صحابہ کرام

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

دو عالم نہ کیوں ہو نثارِ صحابہ
کہ ہے عرش منزل وقارِ صحابہ

امیں ہیں یہ قرآن و دینِ خدا کے — مدارِ ہدیٰ اعتبارِ صحابہ
رسالت کی منزل میں ہر ہر قدم پر — نبی کو رہا انتظارِ صحابہ
خلافت، امامت، ولایت، کرامت — ہر اک فضل پر اقتدارِ صحابہ
نمایاں ہے اسلام کے گلستاں میں — ہر اک گل پہ رنگِ بہارِ صحابہ
کمالِ صحابہ، نبی کی تمنا — جمالِ نبی ہے قرارِ صحابہ
یہ مہریں ہیں فرمانِ ختم الرسل کی — ہے دینِ خدا شاہکارِ صحابہ
صحابہ ہیں تاجِ رسالت کے لشکر — رسولِ خدا تاجدارِ صحابہ
انہیں میں ہیں صدیق و فاروق و عثماں — انہیں میں علی شہسوارِ صحابہ
انہیں میں ہیں بدر و احد کے مجاہد — لقب جن کا ہے جاں نثارِ صحابہ
انہیں میں ہیں اصحاب شجرہ نمایاں — جنہیں کہتے ہیں راز دارِ صحابہ
انہیں میں حسین و حسن فاطمہ ہیں — نبی کے جو ہیں گل عذارِ صحابہ

پسِ مرگ اے اعظمی یہ دعا ہے
بنوں میں غبارِ مزارِ صحابہ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہیدی تجلیاں

پندہا دادیم حاصل شد فراغ
ما علینا یا اخی الا البلاغ

بزرگانِ دین کی کرامتوں کا نورانی تذکرہ یوں تو ہر دور میں ہمیشہ ہوتا رہا اور اس عنوان پر تقریباً ہر زبان میں کتابیں بھی لکھی جاتی رہیں مگر اس زمانے میں اس کا چرچا بہت زیادہ بڑھ گیا ہے، چنانچہ تجربہ ہے کہ اکثر واعظین کرام اپنے مواعظ کی محفلوں میں اور بیشتر پیرانِ کبار اپنے مریدین کی مجلسوں میں بزرگانِ دین کے کشف و کرامات ہی کے ولولہ انگیز ذکر جمیل سے گرمیٔ مجالس کا سامان فراہم کیا کرتے ہیں اور سامعین ایک خاص جذبہ تاثر کے ساتھ سنتے اور سر دھنتے رہتے ہیں اور بعض مصنفین اور مضمون نگار بھی اس عنوان پر اپنی قلم کاریوں کے جوہر دکھا کر عوام سے خراجِ تحسین حاصل کرتے رہتے ہیں اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ بزرگانِ دین کی کرامتوں کا تذکرہ ایک ایسا موثر اور دل کش مضمون ہے کہ اس سے روح کی بالیدگی، قلب میں نورِ ایمان اور دل و دماغ کے گوشہ گوشہ میں ایمانی تجلیوں کا سامان پیدا ہو جاتا ہے جس سے اہلِ ایمان کی اسلامی رگوں میں ایک طوفانی لہر اور بدن کی بوٹی بوٹی میں جوشِ اعمال کا ایک عرفانی جذبہ ابھرتا محسوس ہوتا ہے اس لیے میرا نظریہ ہے کہ دورِ حاضر میں بزرگانِ دین کی عبادتوں، ریاضتوں اور ان کی کرامتوں کا زیادہ سے زیادہ ذکر و تذکرہ اور ان کا چرچا مسلمانوں میں جوشِ ایمان اور جذبہ عمل پیدا کرنے کا بہت ہی موثر ذریعہ اور نہایت ہی بہترین طریقہ ہے۔

Marfat.com

لیکن تذکرہ کرامات کے سلسلہ میں میرے نزدیک ایک سانحہ بہت ہی حیرت ناک بلکہ انتہائی المناک ہے کہ متاخرین اولیاء کرام بالخصوص مجذوبوں اور باباؤں کے کشف و کرامات اور خاص کر دورِ حاضر کے پیروں کی کرامتوں کا تو اس قدر چرچا ہے کہ ہر کوچہ و بازار بلکہ ہر مکان و دکان، ہوٹلوں اور چائے خانوں میں، کتابوں اور رسالوں کے اوراق میں ہر جگہ اس کا ڈنکا بج رہا ہے اور ہر طرف اس کی دھوم مچی ہوئی ہے مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ امت مسلمہ کا وہ طبقہ علیا جو یقیناً تمام امت میں "افضل الاولیاء" ہے یعنی "صحابہ کرام" رضی اللہ عنہم ان کی ولایت و کرامت کا کہیں بھی کوئی تذکرہ اور چرچا نہ کوئی سنتا ہے نہ کہیں سننے میں آتا ہے، نہ کتابوں اور رسالوں کے اوراق میں ملتا ہے، حالانکہ ان بزرگوں کی ولایت و کرامت کا عظیم درجہ اس قدر بلند و بالا ہے کہ اگر تمام دنیا کے اگلے اور پچھلے اولیاء کو ان کے نقشِ قدم چوم لینے کی سعادت نصیب ہو جائے تو ان کی ولایت و کرامت کو معراجِ کمال حاصل ہو جائے۔ کیونکہ درحقیقت تو یہی حضرات مدار ولایت و کرامت ہیں کہ ان کے نقشِ پا کی پیروی کے بغیر ولایت و کرامت تو کجا؟ کسی کو ایمان بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ بلاواسطہ آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے نورِ معرفت حاصل کر کے آسمانِ ولایت میں ستاروں کی طرح چمکتے اور گلستانِ کرامت میں گلاب کے پھولوں کی طرح مہکتے ہیں اور تمام دنیا کے اولیاء ان کی ولایت کے شاہی محلات کی چوکھٹ پر بھکاری بن کر نورِ معرفت کی بھیک مانگتے رہتے ہیں۔

اللہ اکبر! یہ وہ فضیلت مآب اور مقدس ہستیاں ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال و جمالِ نبوت کو اپنی ایمانی نظروں سے دیکھ کر اور حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے سرفراز ہو کر خوش بختی اور نیک نصیبی کے بادشاہ بلکہ شہنشاہ بن گئے اور صحابہ کرام کے معزز لقب سے سربلند ہو کر تمام اولیاء اُمت میں اسی طرح نظر آ رہے ہیں جس طرح ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کی محفل میں ہزاروں پاور کا جگمگاتا ہوا بجلی کا بلب یا ستاروں کی برات میں چمکتا ہوا چاند۔

Marfat.com

افسوس کہ نہ تو ہمارے واعظین کرام نے اپنی تقریروں میں صحابہ کرام کی کرامتوں کو بیان کیا نہ ہمارے مشائخ عظام نے اپنے مریدوں کو اس سے آگاہ کیا، نہ ہمارے علماء اہل سنت نے اس عنوان پر کبھی قلم اٹھانے کی زحمت گوارا کی، حالانکہ رافضیوں کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ اس عنوان پر لکھنے اور اس کا تذکرہ اور چرچا کرنے کی ضرورت تھی اور آج بھی ہے کیونکہ ہماری غفلتوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہمارے عوام جانتے ہی نہیں کہ صحابہ کرام بھی اولیاء ہیں اور ان بزرگوں سے بھی کرامتوں کا صدور و ظہور ہوا ہے۔

درحقیقت ایک عرصہ دراز سے میرا یہ تاثر میرے دل کا کانٹا بنا ہوا تھا، چنانچہ یہی وہ جذبہ ہے جس سے متاثر ہو کر میں اپنی کوتاہ دستی اور علمی کم مائگی کے باوجود فی الحال ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس حالات اور ان کے کمالات و کرامات کا ایک مجموعہ بصورت گلدستہ ناظرینِ کرام کی خدمت میں نذر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو "کرامات صحابہ" کے سیدھے سادھے نام سے موسوم ہے ؏

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سچ پوچھیے تو درحقیقت میری نظر میں یہ کتاب اس قابل ہی نہیں تھی کہ اس کو منظرِ عام پر لاؤں، کیونکہ اتنے اہم عنوان پر اتنی چھوٹی سی کتاب ہرگز ہرگز عظمتِ صحابہ کے شایانِ شان نہیں ہے۔ مگر پھر یہ سوچ کر کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دربارِ عظمت میں پھول نہ سہی، تو کم سے کم پھول کی ایک پنکھڑی ہی نذر کرنے کی سعادت حاصل کر لوں۔ اس کتاب کو چھاپنے کی ہمت کر لی ہے۔ پھر یہ بھی خیال آیا کہ شاید مجھ کم علم کی اس کاوش قلم کو دیکھ کر دوسرے اہلِ علم میدان تصنیف کی جولان گاہ میں اپنی قلم کاری کے جوہر دکھائیں تو اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کی سعادت مجھے نصیب ہو جائے گی۔

میں نے اس کتاب میں حضرت خلفائے راشدین و حضرات عشرۂ مبشرہ رضوان اللہ علیہم کے سوا دوسرے صحابہ کرام کے ناموں اور تذکروں میں قصداً کسی خاص ترتیب کا التزام نہیں

Marfat.com

کیا ہے، بلکہ دورانِ مطالعہ جن جن صحابۂ کرام کی کرامتوں پر نظر پڑتی رہی، ان کو نوٹ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میری نوٹ بک بڑھتے بڑھتے ایک کتاب بن گئی، کیونکہ میرا اصل مقصود تو صحابہ کرام کی کرامتوں کا تذکرہ تھا خواہ صغارِ صحابہ کا ذکر پہلے ہو یا کبارِ صحابہ کا۔ اس سے اصل مقصود میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔

تدوین کتاب کے بارے میں عزیز محترم مولانا قدرت اللہ صاحب مدرس دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کا ممنون ہو کر ان کے لیے دعا گو ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے چند اجزاء کے مسودوں کی تبییض کر کے میرے بارِ قلم کو کچھ ہلکا کر دیا۔

اسی طرح اپنے دوسرے مخلص تلامذہ خصوصاً اسعد العلماء مولانا الحاج مفتی سید احمد شاہ بخاری مبلغ افریقہ ساکن ونجھان ضلع کچھ اور مولانا سید محمد یوسف شاہ خطیب جامع مسجد چوک بھوج ضلع کچھ اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدرس مدرسۂ اہلِ سنت کوٹھارا ضلع کچھ کا بھی بہت بہت شکر گزار ہوں کہ ان مخلص عزیزوں نے ہمیشہ میری تصانیف کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور میری کتابوں کی اشاعت میں کافی حصہ لیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل میں میری اس حقیر علمی و قلمی خدمت کو اپنے فضل و کرم سے شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس کو میرے لیے اور میرے والدین و اساتذہ و تلامذہ و احباب سب کے لیے سامانِ آخرت و ذریعۂ مغفرت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم آمین یا رب العلمین۔

طالب دعا

عبدالمصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ

(شیخ الحدیث) دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی یوپی۔ ۲۵ شوال ۱۳۹۸ھ

Marfat.com

۷۸۶
۹۲

تحقیقِ کرامات

زمانہ نبوت سے آج تک کبھی بھی اس مسئلہ میں اہلِ حق کے درمیان اختلاف نہیں ہوا کہ اولیاء کرام کی کرامتیں حق ہیں اور ہر زمانے میں اللہ والوں کی کرامتوں کا صدور و ظہور ہوتا رہا اور ان شاء اللہ قیامت تک کبھی بھی اس کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا، بلکہ ہمیشہ اولیاء کرام سے کرامات صادر و ظاہر ہوتی ہی رہیں گی۔

اور اس مسئلہ کے دلائل میں قرآن مجید کی مقدس آیتیں اور احادیثِ کریمہ نیز اقوالِ صحابہ و تابعین کا اتنا بڑا خزانہ اوراقِ کتب میں محفوظ ہے کہ اگر ان سب پراگندہ موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا جائے، تو ایک ایسا گراں قدر و بیش قیمت ہار بن سکتا ہے جو تعلیم و تعلم کے بازار میں نہایت ہی انمول ہوگا اور اگر ان منتشر اوراق کو صفحاتِ قرطاس پر جمع کر دیا جائے تو ایک ضخیم و عظیم دفتر تیار ہو سکتا ہے۔

کرامت کیا ہے

مومن متقی سے اگر کوئی ایسی نادر الوجود و تعجب خیز چیز صادر و ظاہر ہو جائے جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتی تو اس کو "کرامت" کہتے ہیں۔ اسی قسم کی چیزیں اگر انبیاء علیہم السلام سے اعلانِ نبوت کرنے سے پہلے ظاہر ہوں تو "ارہاص" اور اعلانِ نبوت کے بعد ہوں تو "معجزہ" کہلاتی ہیں اور اگر عام مومنین سے اس قسم کی چیزوں کا ظہور ہو تو اس کو "معونت" کہتے ہیں اور کسی کافر سے کبھی اس کی خواہش کے مطابق اس قسم کی چیز ظاہر ہو جائے، تو اس کو "استدراج" کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

معجزہ اور کرامت

اوپر ذکر کی ہوئی تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ معجزہ اور کرامت دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے۔ بس دونوں میں فرق صرف اس قدر ہے کہ خلافِ عادت و تعجب خیز چیزیں اگر کسی نبی کی طرف سے ظہور پذیر ہوں تو یہ "معجزہ" کہلائیں گی اور اگر ان چیزوں کا ظہور کسی ولی کی جانب سے ہو تو ان کو "کرامت" کہا جائے گا چنانچہ حضرت امام یافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "نشر المحاسن الغالیہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ امام الحرمین ابوبکر باقلانی و ابوبکر بن فورک و حجۃ الاسلام امام غزالی و امام فخر الدین رازی و ناصر الدین بیضاوی و محمد بن عبد الملک سلمی و ناصر الدین طوسی و حافظ الدین نسفی و ابو القاسم قشیری ان تمام اکابر علماء اہلِ سنت و محققینِ ملت نے متفقہ طور پر یہی تحریر فرمایا کہ معجزہ اور کرامت میں یہی فرق ہے کہ خوارقِ عادات کا صدور و ظہور کسی نبی کی طرف سے ہو تو اس کو "معجزہ" کہا جائے گا اور اگر کسی ولی کی طرف سے ہو تو اس کو "کرامت" کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ حضرت امام یافعی نے ان دس اماموں کے نام اور ان کتابوں کی عبارتیں نقل فرمانے کے بعد یہ ارشاد فرمایا کہ ان اماموں کے علاوہ دوسرے بزرگانِ ملت نے بھی یہی فرمایا ہے، لیکن علم و فضل اور تحقیق و تدقیق کے ان پہاڑوں کے نام ذکر کر دینے کے بعد مزید محققین کے ناموں کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں (حجۃ اللہ علی العالمین جلد ۲ ص ۸۴۹)

معجزہ ضروری، کرامت ضروری نہیں

معجزہ اور کرامت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہر ولی کے لیے کرامت کا ہونا ضروری نہیں ہے، مگر ہر نبی کے لیے معجزہ کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ ولی کے لیے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی ولایت کا اعلان کرے یا اپنی ولایت کا ثبوت دے، بلکہ ولی کے لیے تو یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ خود بھی جانے کہ میں ولی ہوں، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اولیاء اللہ ایسے بھی ہوئے کہ ان کو اپنے بارے میں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ وہ ولی ہیں، بلکہ دوسرے اولیاء کرام نے اپنے کشف و کرامت سے ان کی ولایت کو جانا

Marfat.com

پہچانا اوران کے ولی ہونے کا چرچا کیا، مگر نبی کے لیے اپنی نبوت کا اثبات ضروری ہے اورچونکہ انسانوں کے سامنے نبوت کا اثبات بغیر معجزہ دکھائے ہو نہیں سکتا، اس لیے ہر نبی کے لیے معجزہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔

کرامت کی قسمیں

اولیاء کرام سے صادر وظاہر ہونے والی کرامتیں کتنے اقسام کی ہیں اوران کی تعداد کتنی ہے ؟ اس بارے میں علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "طبقات" میں تحریر فرمایا کہ میرے خیال میں اولیاء کرام سے جتنی قسموں کی کرامتیں صادر ہوئی ہیں، ان قسموں کی تعداد ایک سو سے بھی زائد ہے۔ اس کے بعد علامہ موصوف الصدر نے قدرے تفصیل کے ساتھ کرامت کی پچیس قسموں کا بیان فرمایا ہے جن کو ہم ناظرین کی خدمت میں کچھ مزید تفصیل کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

(۱) مُردوں کو زندہ کرنا

یہ وہ کرامت ہے کہ بہت سے اولیائے کرام سے اس کا صدور ہو چکا ہے۔ چنانچہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ ابو عبید بسری جو اپنے دور کے مشاہیر اولیاء میں سے ایک مرتبہ جہاد میں تشریف لے گئے۔ جب انہوں نے وطن کی طرف واپسی کا ارادہ فرمایا تو ناگہاں ان کا گھوڑا مرگیا، مگران کی دعا سے اچانک ان کا مرا ہوا گھوڑا زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور وہ اس پر سوار ہو کر اپنے وطن "بسر" پہنچ گئے اور خادم کو حکم دیا کہ اس کی زین اور لگام آتار لے۔ خادم نے جوں ہی زین اور لگام کو گھوڑے سے جدا کیا، فوراً ہی گھوڑا مر کر گر پڑا۔

اسی طرح حضرت شیخ مفرج جو علاقہ مصر میں "صعید" کے باشندہ تھے، ان کے دستر خوان پر ایک پرندہ کا بچہ بُھنا ہوا رکھا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ "تو خدا تعالیٰ کے حکم سے اڑ کر چلا جا" ان الفاظ کا ان کی زبان سے نکلنا تھا کہ ایک لمحہ میں وہ پرندہ کا بچہ زندہ ہو گیا اور اُڑ کر چلا گیا۔

اسی طرح حضرت شیخ اہدل علیہ الرحمۃ نے اپنی مری ہوئی بلی کو پکارا، تو وہ دوڑتی ہوئی

Marfat.com

شیخ کے سامنے حاضر ہو گئی۔

اسی طرح حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے دستر خوان پر پکی ہوئی مرغی کو تناول فرما کر اس کی ہڈیوں کو جمع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے مُرغی! تو اس اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جا جو سڑی گلی ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ زبان مبارک سے ان الفاظ کے نکلتے ہی مرغی زندہ ہو کر چلنے پھرنے لگی۔

اسی طرح حضرت شیخ زین الدین شافعی مدرس مدرسہ شامیہ نے اس بچے کو جو مدرسہ کی چھت سے گر کر مر گیا تھا، زندہ کر دیا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۶)

اسی طرح عام طور پر یہ مشہور ہے کہ بغداد شریف میں چار بزرگ ایسے ہوئے جو مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو خدا تعالیٰ کے حکم سے شفا دیتے تھے اور اپنی دعاؤں سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ شیخ ابو سعد قیلوی و شیخ بقا ابن بطو و شیخ علی بن ابی نصر ہیتی و شیخ عبدالقادر جیلانی۔ (بہجۃ الاسرار شریف)

(۲) مردوں سے کلام کرنا

کرامت کی یہ قسم بھی حضرت شیخ ابو سعید خراز اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہما وغیرہ بہت سے اولیاء کرام سے بارہا اور بکثرت منقول ہے۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۶)

شیخ علی بن ابی نصر ہیتی کا بیان ہے کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک پر گیا اور سلام کیا، تو قبر انور سے آواز آئی کہ وعلیک السلام یا سید اہل الزمان۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ علی بن ابی نصر ہیتی اور بقا ابن بطو، یہ دونوں بزرگ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ حضرت امام احمد حنبل علیہ الرحمۃ کے مزار پر انور پر حاضر ہوئے تو ناگہاں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ قبر شریف سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ اے عبدالقادر جیلانی! میں علم شریعت و طریقت اور علم قال و حال میں تمہارا محتاج ہوں۔ (بہجۃ الاسرار)

Marfat.com

(۳) دریاؤں پر تصرف دریا کا پھٹ جانا، دریا کا خشک ہو جانا، دریا پر چلنا بہت سے اولیاء کرام سے ان کرامتوں کا ظہور ہوا۔ بالخصوص سید المتاخرین حضرت تقی الدین بن دقیق العید علیہ الرحمۃ کے لیے تو ان کرامتوں کا بار بار ظہور عام طور پر مشہور خلائق ہے۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۶)

(۴) انقلاب ماہیت کسی چیز کی حقیقت کا ناگہاں بدل جانا یہ کرامت بھی اکثر اولیاء کرام سے منقول ہے۔ چنانچہ شیخ عیسیٰ ہتار یمنی علیہ الرحمۃ کے پاس بطور مذاق کے کسی بد باطن نے شراب سے بھری ہوئی دو مشکیں تحفہ میں بھیج دیں۔ آپ نے دونوں مشکوں کا منہ کھول کر ایک دوسرے میں شراب کو انڈیل دیا۔ پھر حاضرین سے فرمایا کہ آپ لوگ اس کو تناول فرمائیں۔ حاضرین نے کھایا تو اتنا نفیس اور اس قدر عمدہ گھی تھا کہ عمر بھر لوگوں نے اتنا عمدہ گھی نہیں کھایا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۶)

(۵) زمین کا سمٹ جانا سینکڑوں ہزاروں میل کی مسافت کا چند لمحوں میں طے ہو جانا یہ کرامت بھی اس قدر زیادہ اللہ والوں سے منقول ہے کہ اس کی روایات حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں، چنانچہ طرطوس کی جامع مسجد میں ایک ولی تشریف فرما تھے۔ اچانک انہوں نے اپنا سر گریبان میں ڈالا اور پھر چند لمحوں میں گریبان سے سر نکالا تو وہ ایک دم حرم کعبہ میں پہنچ گئے۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۶)

(۶) نباتات سے گفتگو بہت سے حیوانات و نباتات اور جمادات نے اولیاء کرام سے گفتگو کی جن کی حکایات بکثرت کتابوں میں مذکور ہیں، چنانچہ حضرت ابراہیم ادھم علیہ الرحمۃ بیت المقدس کے راستہ میں ایک چھوٹے سے انار کے درخت کے سایہ میں اتر پڑے تو اس درخت نے باآواز بلند کہا کہ اے ابو اسحٰق آپ مجھے یہ شرف عطا فرمایئے کہ میرا ایک پھل کھا لیجیے، اس درخت کا پھل کھٹا تھا، مگر درخت کی تمنا پوری کرنے کے لیے آپ نے اس کا ایک پھل توڑ کر کھایا، تو وہ نہایت ہی میٹھا ہو گیا۔

Marfat.com

اور آپ کی برکت سے وہ سال میں دو بار پھلنے لگا اور وہ درخت اس قدر مشہور ہو گیا کہ لوگ اس کو رُمَّانَۃُ الْعَابِدِیْنَ (عابدوں کا انار) کہنے لگے۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۶)

(۷) شفائے امراض

اولیائے کرام کے لیے اس کرامت کا ثبوت بھی بکثرت کتابوں میں مرقوم ہے، چنانچہ حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک پہاڑ پر میں نے ایک ایسے بزرگ سے ملاقات کی جو اپاہجوں اندھوں اور دوسرے قسم قسم کے مریضوں کو خدا کے حکم سے شفایاب فرماتے تھے۔

(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۷)

(۸) جانوروں کا فرماں بردار ہو جانا

بہت سے بزرگوں نے اپنی کرامت سے خطرناک درندوں کو اپنا فرمانبردار بنایا تھا چنانچہ حضرت ابو سعید بن ابی الخیر میہنی علیہ الرحمۃ نے شیروں کو اپنا اطاعت گزار بنا رکھا تھا اور دوسرے بہت سے اولیاء شیروں پر سواری فرماتے تھے جن کی حکایات مشہور ہیں۔

(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۷)

(۹) زمانہ کا مختصر ہو جانا

یہ کرامت بہت سے بزرگوں سے منقول ہے کہ ان کی صحبت میں لوگوں کو ایسا محسوس ہوا کہ پورا دن اس قدر جلدی گزر گیا کہ گویا گھنٹہ دو گھنٹہ کا وقت گزرا ہے۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۷)

(۱۰) زمانہ کا طویل ہو جانا

اس کرامت کا ظہور سیکڑوں علماء و مشائخ سے اس طرح ہوا کہ ان بزرگوں نے مختصر سے مختصر وقتوں میں اس قدر زیادہ کام کر لیا کہ دنیا والے اتنا کام مہینوں بلکہ برسوں میں بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ امام شافعی و حجۃ الاسلام امام غزالی و علامہ جلال الدین سیوطی و امام الحرمین شیخ محی الدین نوویؒ وغیرہ

لہ اور چودھویں صدی ہجری کے امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ جنہوں نے تقریباً ایک ہزار کتب پچاس علوم میں تصنیف فرمائیں۔

Marfat.com

علماء دین نے اس قدر کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں کہ اگر ان کی عمروں کا حساب لگایا جائے تو روزانہ اتنے زیادہ اوراق ان بزرگوں نے تصنیف فرمائے ہیں کہ کوئی اتنے زیادہ اوراق کو اتنی قلیل مدت میں نقل بھی نہیں کر سکتا، حالانکہ یہ اللہ والے تصنیف کے علاوہ دوسرے مشاغل بھی رکھتے تھے اور نفلی عبادتیں بھی بکثرت کرتے رہتے تھے اسی طرح منقول ہے کہ بعض بزرگوں نے دن رات میں آٹھ آٹھ ختم قرآن مجید کی تلاوت کرلی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کے اوقات میں اس قدر اور اتنی زیادہ برکت ہوئی ہے کہ جس کو کرامت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۷)

(۱۱) مقبولیتِ دُعا یہ کرامت بھی بہت زیادہ بزرگوں سے منقول ہے۔

(۱۲) خاموشی و کلام پر قدرت بعض بزرگوں نے برسوں تک کسی انسان سے کلام نہیں کیا اور بعض بزرگوں نے نمازوں اور ضروریات کے علاوہ کئی کئی دنوں تک مسلسل وعظ فرمایا اور درس دیا ہے۔

(۱۳) دلوں کو اپنی طرف کھینچ لینا سیکڑوں اولیائے کرام سے یہ کرامت صادر ہوئی کہ جن بستیوں یا مجلسوں میں لوگ ان سے عداوت و نفرت رکھتے تھے جب ان حضرات نے وہاں قدم رکھا تو ان کی توجہات سے ناگہاں سب کے دل ان کی محبت سے لبریز ہو گئے اور سب کے سب پروانوں کی طرح ان کے قدموں پر نثار ہونے لگے۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۷)

(۱۴) غیب کی خبریں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ اولیاء کرام نے دلوں میں چھپے ہوئے خیالات و خطرات کو جان لیا اور لوگوں کو غیب کی خبریں دیتے رہے اور ان کی پیش گوئیاں سو فیصدی صحیح ہوتی رہیں۔

(۱۵) کھائے پیئے کے بغیر زندہ رہنا ایسے بزرگوں کی فہرست بہت

Marfat.com

ہی طویل ہے جو ایک مدت دراز تک بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رہ کر عبادتوں میں مصروف رہے اور انہیں کھانا یا پانی چھوڑ دینے سے ذرہ برابر کوئی ضعف بھی لاحق نہیں ہوا۔

(۱۶) نظام عالم میں تصرفات منقول ہے کہ بہت سے بزرگوں نے شدید قحط کے زمانے میں آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ فرمایا تو ناگہاں آسمان سے موسلا دھار بارش ہونے لگی، اور مشہور ہے کہ حضرت شیخ ابو العباس شاطر علیہ الرحمۃ تو درہموں کے بدلے بارش فروخت کیا کرتے تھے۔

(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۷)

(۱۷) بہت زیادہ مقداریں کھالینا بعض بزرگوں نے جب چاہا بیسیوں آدمیوں کی خوراک اکیلے کھا گئے اور انہیں کوئی تکلیف بھی نہیں ہوئی۔

(۱۸) حرام غذاؤں سے محفوظ بہت سے اولیاء کرام کی یہ کرامت مشہور ہے کہ حرام غذاؤں سے وہ ایک خاص قسم کی بدبو محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ حارث محاسبی علیہ الرحمۃ کے سامنے جب بھی کوئی حرام غذا لائی جاتی تھی تو انہیں اس غذا سے ایسی ناگوار بدبو محسوس ہوتی تھی کہ وہ اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے تھے اور یہ بھی منقول ہے کہ حرام غذا کو دیکھتے ہی ان کی ایک رگ پھڑکنے لگتی تھی۔

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت شیخ ابو العباس مرسی کے سامنے لوگوں نے امتحان کے طور پر حرام کھانا رکھ دیا، تو آپ نے فرمایا اگر حرام غذا کو دیکھ کر حارث محاسبی علیہ الرحمۃ کی ایک رگ پھڑکنے لگتی تھی تو میرا یہ حال ہے کہ حرام غذا کے سامنے میری ستر رگیں پھڑکنے لگتی ہیں۔

(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۷)

(۱۹) دور کی چیزوں کو دیکھ لینا چنانچہ شیخ ابو اسحٰق شیرازی علیہ الرحمۃ کی یہ

Marfat.com

مشہور کرامت ہے کہ وہ بغداد شریف میں بیٹھے ہوئے کعبہ مکرمہ کو دیکھا کرتے تھے۔

(حجۃ اللہ ج ۲ صد ۸۵۷)

(۲۰) ہیبت و دبدبہ

بعض اولیاء کرام سے اس کرامت کا صدور اس طور ہوا کہ ان کی صورت دیکھ کر بعض لوگوں پر اس قدر خوف و ہراس طاری ہوا کہ ان کا دم نکل گیا، چنانچہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی ہیبت سے ان کی مجلس میں ایک شخص مر گیا۔

(حجۃ اللہ جلد ۲ صد ۸۵۷)

(۲۱) مختلف صورتوں میں ظاہر ہونا

اس کرامت کو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں "خلع ولبس" کہتے ہیں، یعنی ایک شکل کو چھوڑ کر دوسری شکل میں ظاہر ہو جانا حضرات صوفیہ کا قول ہے کہ عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان ایک تیسرا عالم بھی ہے جس کو عالم مثال کہتے ہیں، اس عالم مثال میں ایک ہی شخص کی روح مختلف جسموں میں ظاہر ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے قرآن مجید کی آیت کریمہ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت بی بی مریم کے سامنے ایک تندرست جوان آدمی کی صورت میں ظاہر ہو گئے تھے۔ یہ واقعہ عالم مثال میں ہوا تھا۔

یہ کرامت بہت سے اولیاء نے دکھائی ہے، چنانچہ حضرت قضیب البان موصلی علیہ الرحمۃ جن کا اولیاء کے طبقہ ابدال میں شمار ہوتا ہے کسی نے آپ پر یہ تہمت لگائی کہ آپ نماز نہیں پڑھتے۔ یہ سن کر آپ جلال میں آ گئے اور فوراً ہی اپنے آپ کو اس کے سامنے چند صورتوں میں ظاہر کیا، اور پوچھا کہ بتا تو نے کس صورت میں مجھ کو ترک نماز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(حجۃ اللہ جلد ۲ صد ۸۵۸)

اسی طرح منقول ہے کہ حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ جو مشائخ نقشبندیہ میں بہت ہی ممتاز بزرگ ہیں۔ جب حضرت خواجہ عبیداللہ احرار علیہ الرحمۃ ان کی خدمت میں

Marfat.com

بیعت کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ کے چہرۂ اقدس پران کو داغ دھبے نظر آئے جس سے ان کے دل میں کچھ کراہت پیدا ہوئی تو اچانک آپ ان کے سامنے ایک ایسی نورانی شکل میں ظاہر ہو گئے کہ بے اختیار حضرت خواجہ عبیداللہ احرار علیہ الرحمۃ کا دل ان کی طرف مائل ہو گیا اور وہ فوراً ہی بیعت ہو گئے۔ (رشحات العیون)

(۲۲) دشمنوں کے شر سے بچنا

خداوند قدوس نے بعض اولیاء کرام کو یہ کرامت بھی عطا فرمائی ہے کہ ظالم امراء و سلاطین نے جب ان کے قتل یا ایذا رسانی کا ارادہ کیا، تو غیب سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ وہ ان کے شر سے محفوظ رہے جیسا کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کو خلیفہ بغداد ہارون رشید نے ایذا رسانی کے خیال سے دربار میں طلب کیا، مگر جب وہ سامنے گئے تو خلیفہ خود ایسی پریشانیوں میں مبتلا ہو گیا کہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۸)

(۲۳) زمین کے خزانوں کو دیکھ لینا

بعض اولیائے کرام کو یہ کرامت ملی ہے کہ وہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کو دیکھ لیا کرتے تھے، اور اس کو اپنی کرامت سے باہر نکال لیتے تھے، چنانچہ شیخ ابو تراب علیہ الرحمۃ نے ایک ایسے مقام پر جہاں پانی نایاب تھا، زمین پر ایک ٹھوکر مار کر پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۸)

(۲۴) مشکلات کا آسان ہو جانا

یہ کرامت بزرگان دین سے بار بار اور بے شمار مرتبہ ظاہر ہو چکی ہے جس کی سینکڑوں مثالیں "تذکرۃ الاولیاء"[1] وغیرہ مستند کتابوں میں مذکور ہیں۔

(۲۵) مہلکات کا اثر نہ کرنا

چنانچہ مشہور ہے کہ ایک بدباطن بادشاہ نے کسی خدا رسیدہ بزرگ کو گرفتار کیا اور انہیں مجبور

---

[1] کشف المحجوب، رسالہ قشیریہ الابریز وغیرہ

Marfat.com

کردیا کہ وہ کوئی تعجب خیز کرامت دکھائیں، ورنہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ آپ نے اونٹ کی مینگنیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کو اٹھا لاؤ اور دیکھو کہ وہ کیا ہیں؟ جب لوگوں نے ان کو اٹھا کر دیکھا تو وہ خالص سونے کے ٹکڑے تھے پھر آپ نے ایک خالی پیالے کو اٹھا کر گھمایا اور اوندھا کر کے بادشاہ کو دیا تو وہ پانی سے بھرا ہوا تھا اور اوندھا ہونے کے باوجود اس میں سے ایک قطرہ بھی پانی نہیں گرا۔ یہ دو کرامتیں دیکھ کر یہ بدعقیدہ بادشاہ کہنے لگا کہ یہ سب نظر بندی کے جادو کا کرشمہ ہے۔ پھر بادشاہ نے آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو بادشاہ نے مجلسِ سماع منعقد کرائی۔ جب ان درویشوں کو سماع سنکر جوشِ وجد میں حال آگیا، تو یہ سب لوگ جلتی ہوئی آگ میں داخل ہو کر رقص کرنے لگے۔ پھر ایک درویش بادشاہ کے بچے کو گود میں لے کر آگ میں کود پڑا اور تھوڑی دیر تک بادشاہ کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ بادشاہ اپنے بچے کے فراق میں بے چین ہو گیا، مگر پھر چند منٹوں میں درویش نے بادشاہ کے بچے کو اس حال میں بادشاہ کی گود میں ڈال دیا کہ بچے کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے ہاتھ میں انار تھا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ بیٹا! تم کہاں چلے گئے تھے؟ تو اس نے کہا کہ میں ایک باغ میں تھا، جہاں سے میں یہ پھل لایا ہوں۔ یہ دیکھ کر بھی ظالم و بدعقیدہ بادشاہ کا دل نہیں پسیجا اور اس نے اس بزرگ کو بار بار زہر کا پیالہ پلایا، مگر ہر مرتبہ زہر کے اثر سے اس بزرگ کے کپڑے پھٹتے رہے اور ان کی ذات پر زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۵۸)

کرامت کی یہ وہ پچیس قسمیں ہیں اور ان کی چند مثالیں ہیں جن کو حضرت علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "طبقات" میں تحریر فرمایا ہے، ورنہ اس کے علاوہ کرامات کی بہت سی قسمیں ہیں اور ان کی مثالیں اس قدر زیادہ تعداد میں ہیں کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ہزاروں اوراق کا ایک ضخیم دفتر تیار ہو سکتا ہے، مگر بطورِ مثال جس قدر ہم نے

Marfat.com

یہاں تحریر کر دیا وہ طالبِ حق کی تسکینِ روح و اطمینانِ قلب کے لیے بہت کافی ہے رہ گئے بدعقیدہ منکرین تو ان کی ہدایت کے لیے دلائل تو کیا؛ دورِ رسالت میں ان کے لیے معجزہ "شق القمر" بھی سود مند نہیں ہوا۔ مثل مشہور ہے کہ ؎

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

صحابی

جو مسلمان بحالت ایمان حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے سرفراز ہوئے اور ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا، ان خوش نصیب مسلمانوں کو "صحابی" کہتے ہیں۔ ان صحابیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے، چنانچہ حضرت امام بیہقی کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حج کے لیے مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور بعض دوسری روایات سے پتا چلتا ہے کہ حجۃ الوداع میں صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی (واللہ اعلم)۔ (زرقانی ج ۳ ص ۱۰۶ و مدارج جلد ۲ ص ۳۸۷)

افضل الاولیاء

تمام علماء امت و اکابرِ ائمت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "افضل الاولیاء" ہیں۔ یعنی قیامت تک کے تمام اولیاء اگرچہ وہ درجہ ولایت کی بلند ترین منزل پر فائز ہو جائیں، مگر ہرگز ہرگز کبھی بھی وہ کسی صحابی کے کمالات ولایت تک نہیں پہنچ سکتے۔ خداوند قدوس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شمعِ نبوت کے پروانوں کو مرتبہ ولایت کا وہ بلند بالا مقام عطا فرمایا ہے اور ان مقدس ہستیوں کو ایسی ایسی عظیم الشان کرامتوں سے سرفراز فرمایا کہ دوسرے تمام اولیاء کے لیے اس معراجِ کمال کا تصور بھی نہیں

Marfat.com

کیا جا سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس قدر زیادہ کرامتوں کا صدور نہیں ہوا جس قدر کہ دوسرے اولیائے کرام سے کرامتیں منقول ہیں، لیکن واضح رہے کہ کثرتِ کرامت افضلیتِ ولایت کی دلیل نہیں، کیونکہ ولایت درحقیقت قربِ الٰہی کا نام ہے۔ یہ قربِ الٰہی جس کو جس قدر زیادہ حاصل ہوگا، اسی قدر اس کی ولایت کا درجہ بلند سے بلند تر ہوگا۔ صحابہ کرام چونکہ نگاہِ نبوت کے انوار اور فیضانِ رسالت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہیں، اس لیے بارگاہِ خداوندی میں ان بزرگوں کو جو قرب و تقرب حاصل ہے، وہ دوسرے اولیاء اللہ کو حاصل نہیں، اس لیے اگرچہ صحابہ کرام سے بہت کم کرامتیں صادر ہوئیں لیکن پھر بھی صحابہ کرام کا درجۂ ولایت دوسرے اولیاء کرام سے بہت زیادہ افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے۔

بہرحال اگرچہ تعداد میں کم سہی، لیکن پھر بھی بہت سے صحابہ کرام سے کرامتوں کا صدور و ظہور ہوا ہے، چنانچہ ہم اپنی اس مختصر سی کتاب میں بعض بعض صحابہ کرام کی چند کرامات کا تذکرہ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں تاکہ اہلِ ایمان پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شمعِ نبوت کے ان پروانوں کی ولایت و کرامت کے ایمان افروز تذکروں سے اپنی دنیائے دل کو محبت و عقیدت کے شجرات الخلد کی جنت بنائیں اور دشمنانِ صحابہ یا تو آفتابِ رسالت کے نور سے چمکنے والے ان روشن ستاروں سے ہدایت کی روشنی حاصل کریں یا پھر اپنی آتشِ بغض و عناد میں جل بھن کر جہنم کا ایندھن بن جائیں۔

عشرۂ مبشرہ

یوں تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہت سے صحابیوں کو مختلف اوقات میں جنت کی بشارت دی اور دنیا ہی میں ان کے جنتی ہونے کا اعلان فرما دیا، مگر دس ایسے جلیل القدر اور خوش نصیب صحابہ کرام ہیں جن کو آپ نے مسجد نبوی کے منبر شریف

Marfat.com

پر کھڑے ہو کر ایک ساتھ ان کا نام لے کر جنتی ہونے کی خوش خبری سنائی۔ تاریخ میں ان خوش نصیبوں کا لقب "عشرہ مبشرہ" ہے، جن کی مبارک فہرست یہ ہے:۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق	۲۔ حضرت عمر فاروق
۳۔ حضرت عثمان غنی	۴۔ حضرت علی مرتضیٰ
۵۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ	۶۔ حضرت زبیر بن العوام
۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف	۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص
۹۔ حضرت سعید بن زید	۱۰۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح

(رضی اللہ عنہم اجمعین)

(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۶، مناقب عبدالرحمٰن بن عوف)

ہم سب سے پہلے ان دس۱۰ جنتی صحابیوں کی چند کرامتوں کا تذکرہ تحریر کرتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے صحابہ کرام کی کرامتیں بھی تحریر کی جائیں گی اور اصحاب کرام کی کرامتوں کے ساتھ ساتھ ان چند مقدس خواتینِ اسلام کی کرامات بھی پیش کی جائیں گی جو شرفِ صحابیت سے سرفراز ہو کر ساری دنیا کی مومناتِ صالحات میں "صحابیات" کے معزز خطاب کے ساتھ ممتاز ہیں تاکہ اہلِ ایمان پر اس حقیقت کا آفتاب عالم تاب طلوع ہو جائے کہ فیضانِ نبوت کے انوار و برکات اور آفتاب رسالت کی تجلیات سے صرف مردوں ہی کا طبقہ مستفیض و مستنیر نہیں ہوا بلکہ صنفِ نازک کی پردہ نشین خواتین پر بھی آفتاب نبوت کی نورانی شعاعیں اس طرح جلوہ ریز ہوئیں کہ وہ بھی مردوں کے دوش بدوش مظہر کمالات و صاحب کرامات ہو گئیں۔ اللہ اکبر! سچ ہے کہ ؎

ظلمت کو ان کے نور نے کافور کر دیا
جس پر نگاہ ڈالی اُسے نور کر دیا

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؕ

کراماتِ صحابہ

سرکارِ دوعالم سے ملاقات کا عالم
عالم میں ہے معراجِ کمالات کا عالم
یہ راضی خدا سے ہیں خدا ان سے ہے راضی
کیا کہیے؟ صحابہ کی کرامات کا عالم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خلیفہ اول جانشین پیغمبر امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام نامی "عبد اللہ" "ابوبکر" آپ کی کنیت اور "صدیق و عتیق" آپ کا لقب ہے۔ آپ قریشی ہیں اور ساتویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانی شجرہ سے مل جاتا ہے آپ عام الفیل کے ڈھائی برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اس قدر جامع الکمالات اور مجمع الفضائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام اگلے اور پچھلے انسانوں میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سفر و وطن کے تمام مشاہد و اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ شامل ہوئے اور صلح و جنگ کے تمام فیصلوں میں آپ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر و مشیر بن کر مراحل نبوت کے ہر ہر موڑ پر آپ کے رفیق و جاں نثار رہے۔ دو برس تین ماہ گیارہ دن مسندِ خلافت پر رونق افروز رہ کر ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ منگل کی رات وفات پائی۔ حضرت عمر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور روضۂ منورہ میں حضور رحمت عالم کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔ (اکمال وتاریخ الخلفاء)

کرامات

کھانے میں عظیم برکت

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت کے تین مہمانوں کو اپنے گھر لائے اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور گفتگو میں مصروف رہے، یہاں تک کہ رات کا کھانا آپ نے دسترخوانِ نبوت پر کھا لیا اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد مکان پر واپس تشریف لائے۔ ان کی بیوی نے عرض کیا کہ آپ اپنے گھر پر مہمانوں کو بلا کر کہاں غائب رہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا اب تک تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی صاحبہ نے کہا کہ میں نے کھانا پیش کیا، مگر ان لوگوں نے صاحب خانہ کی غیر موجودگی میں کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر آپ اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر بہت زیادہ خفا ہوئے اور وہ خوف و دہشت کی وجہ سے چھپ گئے اور آپ کے سامنے نہیں آئے پھر جب آپ کا غصہ فرو ہو گیا تو آپ مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھ گئے اور سب مہمانوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔ ان مہمانوں کا بیان ہے کہ جب ہم کھانے کے برتن میں سے لقمہ اٹھاتے تھے، تو جتنا کھانا ہاتھ میں آتا تھا، اس سے کہیں زیادہ کھانا برتن میں نیچے سے ابھر کر بڑھ جاتا تھا اور جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو کھانا بجائے کم ہونے کے برتن میں پہلے سے زیادہ ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے متعجب ہو کر اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زائد نظر آتا ہے بیوی صاحبہ نے قسم کھا کر کہا واقعی یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا بڑھ گیا ہے۔ پھر آپ اس

Marfat.com

کھانے کو اٹھا کر بارگاہِ رسالت میں لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو ناگہاں مہمانوں کا ایک قافلہ دربارِ رسالت میں اترا۔ جس میں بارہ قبیلوں کے بارہ سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ بہت سے دوسرے شتر سوار بھی تھے۔ ان سب لوگوں نے یہی کھانا کھایا اور قافلہ کے تمام سردار اور تمام مہمانوں کا گروہ اس کھانے کو شکم سیر کھا کر آسودہ ہو گیا، لیکن پھر بھی اس برتن میں کھانا ختم نہیں ہوا۔ (بخاری شریف ج ۱ صـ ۵۰۶ مختصراً)

شکم مادر میں کیا ہے؟

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرضِ وفات میں اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! آج تک میرے پاس جو میرا مال تھا۔ وہ آج وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمٰن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں، لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان! میری تو ایک ہی بہن "بی بی اسماء" ہیں، یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری بیوی "بنت خارجہ" جو حاملہ ہے، اس کے شکم میں لڑکی ہے، وہ تمہاری دوسری بہن ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام "ام کلثوم" رکھا گیا۔ (تاریخ الخلفاء، صـ ۵۷)

اس حدیث کے بارے میں حضرت علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا کہ اس حدیث سے امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول :- یہ کہ آپ کو قبل وفات یہ علم ہو گیا تھا کہ میں اسی مرض میں دنیا سے رحلت کروں گا، اس لئے بوقت وصیت آپ نے یہ فرمایا "کہ میرا مال آج میرے وارثوں کا مال ہو چکا ہے"

دوم :- یہ کہ حاملہ کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی، اور ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے جو بلاشبہ و بالیقین پیغمبر کے جانشین حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی دو عظیم الشان کرامتیں ہیں۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ مدا۲ و حجۃ اللہ ج ۲ ص۸۶)

ضروری انتباہ

حدیث مذکورہ بالا اور علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ مَا فِی الْاَرْحَامِ (جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اس کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہو گیا تھا، لہٰذا یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ قرآن مجید کی سورہ لقمٰن میں جو یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ط آیا ہے۔ یعنی خدا کے سوا کوئی اس بات کو نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے ؟ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ بغیر خدا کے بتلائے ہوئے کوئی اپنی عقل و فہم سے نہیں جان سکتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے ؟ لیکن خداوند تعالیٰ کے بتا دینے سے دوسروں کو بھی اس کا علم ہو جاتا ہے چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام وحی کے ذریعے اور اولیائے امت کشف و کرامت کے طور پر خداوند قدوس کے بتا دینے سے یہ جان لیتے ہیں کہ ماں کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی ؟ مگر اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی، ازلی و ابدی اور قدیم ہے اور انبیاء و اولیاء کا علم عطائی و فانی اور حادث ہے۔ اللہ اکبر ! کہاں خداوند قدوس کا علم اور کہاں بندوں کا علم ؟ دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔

نگاہِ کرامت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد جو قبائل عرب مرتد ہو کر اسلام سے پھر گئے تھے، ان میں قبیلہ کندہ بھی تھا چنانچہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس قبیلہ والوں سے بھی جہاد فرمایا اور مجاہدینِ اسلام نے اس قبیلہ کے سردارِ اعظم یعنی اشعث بن قیس کو گرفتار کر لیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر اس کو دربارِ خلافت میں پیش کیا۔ امیر المومنین کے سامنے آتے ہی اشعث بن قیس نے بآوازِ بلند اپنے جرمِ ارتداد کا اقرار کر لیا اور پھر فوراً ہی توبہ کر کے صدقِ دل سے اسلام قبول کر لیا۔ امیر المومنین نے خوش ہو کر اس کا قصور معاف کر دیا اور اپنی بہن حضرت "ام فروہ" رضی اللہ عنہا سے اس کا نکاح کر کے اس کو اپنی قسم قسم

Marfat.com

کی عنایتوں اور نوازشوں سے سرفراز کر دیا۔ تمام حاضرین دربار حیران رہ گئے کہ مرتدین کا سردار جس نے مرتد ہو کر امیر المومنین سے بغاوت اور جنگ کی اور بہت سے مجاہدینِ اسلام کا خون ناحق کیا۔ ایسے خونخوار باغی اور اتنے بڑے خطرناک مجرم کو امیر المومنین نے اس قدر کیوں نوازا؟ لیکن جب حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے صادق الاسلام ہو کر عراق کے جہادوں میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر ایسے ایسے مجاہدانہ کارنامے انجام دیے کہ عراق کی فتح کا سہرا انہیں کے سر رہا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ قادسیہ اور قلعہ مدائن و جلولا و نہاوند کی لڑائیوں میں انہوں نے سرفروشی و جانبازی کے جو حیرتناک مناظر پیش کیے، انہیں دیکھ کر سب کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نگاہِ کرامت نے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی ذات میں چھپے ہوئے کمالات کے جن انمول جوہروں کو برسوں پہلے دیکھ لیا تھا، وہ کسی اور کو نظر نہیں آئے تھے۔ یقیناً یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔ (ازالۃ الخفا مقصد ۲ صہ ۲۹)

اسی لیے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عام طور پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے علم میں تین ہستیاں ایسی گزری ہیں جو فراست کے بلند ترین مقام پر پہنچی ہوئی تھیں۔

اوّل:۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ ان کی نگاہِ کرامت کی نوری فراست نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کمالات کو تاڑ لیا اور آپ نے حضرت عمر کو اپنے بعد خلافت کے لیے منتخب فرمایا جس کو تمام دنیا کے مورخین اور دانشوروں نے بہترین قرار دیا۔

دوم:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی حضرت صفوراء رضی اللہ عنہا کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روشن مستقبل کو اپنی فراست سے بھانپ لیا اور اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اس جوان کو بطور اجیر کے اپنے گھر پر رکھ لیں جبکہ انتہائی کسمپرسی کے عالم میں فرعون کے ظلم سے بچنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

اکیلے ہجرت کر کے مصر سے "مدین" پہنچ گئے تھے، چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اپنے گھر پر رکھ لیا اور ان کی خوبیوں کو دیکھ کر اور ان کے کمالات سے متاثر ہو کر اپنی صاحبزادی حضرت بی بی صفورا، کا ان سے نکاح کر دیا اور اس کے بعد خداوند قدوس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت کے شرف سے سرفراز فرما دیا۔

سوم: عزیز مصر کہ انہوں نے اپنی بیوی حضرت زلیخا کو حکم دیا کہ اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام ہمارے زر خرید غلام بن کر ہمارے گھر میں آئے ہیں، مگر خبردار! تم ان کے اعزاز و اکرام کا خاص طور پر اہتمام و انتظام رکھنا، کیونکہ عزیز مصر نے اپنی نگاہ فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کے شاندار مستقبل کو سمجھ لیا تھا کہ گو یا آج غلام ہیں، مگر یہ ایک دن مصر کے بادشاہ ہوں گے۔ (تاریخ الخلفاء ص۵۷ و ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص۳۳)

کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لیے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ یہ اسلامی فوج قیصر روم کی لشکری طاقت کے مقابلہ میں صفر کے برابر تھی مگر جب اس فوج نے رومی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نعرہ مارا تو کلمہ طیبہ کی آواز سے قیصر روم کے قلعہ میں ایسا زلزلہ آگیا کہ پورا قلعہ مسمار ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہو گیا، بلاشبہ یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت ہی شاندار کرامت ہے، کیونکہ آپ نے اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھ کر اور فتح کی بشارت دے کر اس فوج کو جہاد کے لیے روانہ فرمایا تھا۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص۴۰)

خون میں پیشاب کرنے والا

ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! میں نے

Marfat.com

یہ خواب دیکھا ہے کہ میں خون میں پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے انتہائی غیظ و غضب اور جلال میں تڑپ کر فرمایا کہ تو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کرتا ہے، لہٰذا اس گناہ سے توبہ کر اور خبردار! آئندہ ہرگز ہرگز کبھی بھی ایسا مت کرنا۔ وہ شخص اس پر اپنے چھپے ہوئے گناہ پر نادم و شرمندہ ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تائب ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص۲۰)

سلام سے دروازہ کھل گیا

جب حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقدس جنازہ لے کر لوگ حجرۂ منورہ کے پاس پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا اَبُوْبَکْرٍ ط یہ عرض کرتے ہی روضۂ منورہ کا بند دروازہ یک دم خود بخود کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبر انور سے یہ غیبی آواز سنی۔

اُدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ ط (یعنی حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کر دو)

(تفسیر کبیر، ج ۵ ص۴۷۸)

کشفِ مستقبل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات اقدس سے صرف چند دن پہلے رومیوں سے جنگ کے لیے ایک لشکر کی روانگی کا حکم فرمایا اور اپنی علالت ہی کے دوران اپنے دستِ مبارک سے جنگ کا جھنڈا باندھا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں یہ نشانِ اسلام دے کر انہیں اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ ابھی یہ لشکر مقامِ "جرف" میں خیمہ زن تھا اور عساکرِ اسلامیہ کا اجتماع ہو ہی رہا تھا کہ وصال کی خبر پھیل گئی اور یہ لشکر مقام "جرف" سے مدینہ منورہ واپس آگیا۔ وصال کے بعد ہی بہت سے قبائلِ عرب مرتد اور اسلام سے منحرف ہو کر کافر ہو گئے نیز مسیلمۃ الکذاب نے اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے قبائلِ عرب میں ارتداد کی آگ بھڑکا دی اور بہت سے قبائل مرتد ہو گئے۔

اس انتشار کے دور میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تختِ خلافت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہ حکم فرمایا کہ "جَیْشُ اُسَامَۃَ"، یعنی اسلام کا وہ لشکر جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی زیرِ قیادت روانہ فرمایا

Marfat.com

اور وہ واپس آ گیا آیا ہے، دوبارہ اس کو جہاد کے لیے روانہ کیا جائے حضرات صحابہ کرام بارگاہِ خلافت کے اس اعلان سے انتہائی متوحش ہو گئے اور کسی طرح بھی یہ معاملہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسی خطرناک صورت حال میں جب کہ بہت سے قبائلِ اسلام سے منحرف ہو کر مدینہ منورہ پر حملوں کی تیاریاں کر رہے ہیں اور جھوٹے مدعیان نبوت نے جزیرۃ العرب میں لوٹ مار اور بغاوت کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اتنی بڑی اسلامی فوج کا جس میں بڑے بڑے نامور اور جنگ آزما صحابہ کرام موجود ہیں، ملک سے باہر بھیج دینا اور مدینہ منورہ کو بالکل عساکرِ اسلامیہ سے خالی چھوڑ کر خطرات مول لینا کسی طرح بھی عقل سلیم کے نزدیک قابلِ قبول نہیں ہو سکتا، چنانچہ صحابہ کرام کی ایک منتخب جماعت جس کے ایک فرد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں، بارگاہِ خلافت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے جانشینِ پیغمبر! ایسے مخدوش اور پُرخطر ماحول میں جبکہ مدینہ منورہ کے چاروں طرف مرتدین نے شورش پھیلا رکھی ہے، یہاں تک کہ مدینہ منورہ پر حملہ کے خطرات در پیش ہیں۔ آپ حضرت اسامہ کے لشکر کو روانگی سے روک دیں تاکہ اس فوج کی مدد سے مرتدین کا مقابلہ کیا جائے اور ان کا قلع قمع کر دیا جائے۔

یہ سن کر آپ نے جوشِ غضب میں تڑپ کر فرمایا کہ خدا کی قسم! مجھے پرندے اُچک لے جائیں یہ مجھے گوارا ہے، لیکن میں اس فوج کو روانگی سے روک دوں جس کو اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا، یہ ہرگز ہرگز کسی حال میں بھی میرے نزدیک قابلِ قبول نہیں ہو سکتا، میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور اس میں ایک دن کی بھی تاخیر برداشت نہیں کروں گا، چنانچہ آپ نے تمام صحابہ کرام کے منع کرنے کے باوجود اس لشکر کو روانہ کر دیا۔ خدا کی شان کہ جب جوشِ جہاد میں بھرا ہوا عساکرِ اسلامیہ کا یہ سمندر موجیں مارتا ہوا روانہ ہوا تو اطراف و جوانب کے تمام قبائل میں شوکتِ اسلام کا سکہ بیٹھ گیا اور مرتد ہو جانے والے قبائل یا وہ قبیلے جو مرتد ہونے کا ارادہ رکھتے تھے، مسلمانوں

Marfat.com

کا یہ دل بادل لشکر دیکھ کر خوف و دہشت سے لرزہ براندام ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر خلیفۂ وقت کے پاس بہت بڑی فوج ریزرو موجود نہ ہوتی تو وہ بھلا اتنا بڑا لشکر ملک کے باہر کس طرح بھیج سکتے تھے؛ اس خیال کے آتے ہی ان جنگجو قبائل نے جنہوں نے مرتد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا پلان بنایا تھا خوف و دہشت سے سہم کر اپنا پروگرام ختم کر دیا، بلکہ بہت سے پھر تائب ہو کر آغوشِ اسلام میں آ گئے اور مدینہ منورہ مرتدین کے حملوں سے محفوظ رہا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا لشکر مقام "اُبنیٰ" میں پہنچ کر رومیوں کے لشکر سے مصروفِ پیکار ہو گیا اور وہاں بہت ہی خوں ریز جنگ کے بعد لشکر اسلام فتح یاب ہو گیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بے شمار مالِ غنیمت لے کر چالیس دن کے بعد فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور اب تمام صحابہ کرام انصار و مہاجرین پر اس راز کا انکشاف ہو گیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرنا عین مصلحت کے مطابق تھا، کیونکہ اس لشکر نے ایک طرف تو رومیوں کی عسکری طاقت کو تہس نہس کر دیا اور دوسری طرف مرتدین کے حوصلوں کو بھی پست کر دیا۔

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک عظیم کرامت ہے کہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات آپ پر قبل از وقت منکشف ہو گئے اور آپ نے اس فوج کشی کے مبارک اقدام کو اس وقت اپنی نگاہِ کرامت سے نتیجہ خیز دیکھ لیا تھا جبکہ وہاں تک دوسرے صحابہ کرام کا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا تھا (تاریخ الخلفاء ص۵۱ مدارج النبوۃ ج۲ ص۳۰۹ تا ص۳۱۱ وغیرہ)

مدفن کے بارے میں غیبی آواز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد صحابہ کرام میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے؛ بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو شہدائے کرام کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے اور بعض حضرات چاہتے تھے کہ آپ کی قبر شریف جنت البقیع میں بنائی جائے، لیکن میری دلی خواہش یہی تھی

Marfat.com

کہ آپ میرے اسی حجرہ میں سپردِ خاک کیے جائیں جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور خواب میں یہ آواز میں نے سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ ضُمُّوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ یعنی حبیب کو حبیب سے ملا دو۔ خواب سے بیدار ہو کر میں نے لوگوں سے اس آواز کا ذکر کیا تو بہت سے لوگوں نے کہا کہ یہ آواز ہم لوگوں نے بھی سُنی ہے اور مسجد نبوی کے اندر بہت سے لوگوں کے کانوں میں یہ آواز آئی ہے۔ اس کے بعد تمام صحابہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ آپ کی قبر اطہر روضہ منورہ کے اندر بنائی جائے۔ اس طرح آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے اقدس میں مدفون ہو کر اپنے حبیب کے قربِ خاص سے سرفراز ہو گئے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۵۰)

دشمن خنزیر و بندر بن گئے

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ثقات سے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ تین آدمی ایک ساتھ یمن جا رہے تھے ہمارا ایک ساتھی جو کوفی تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں بد زبانی کر رہا تھا ہم لوگ اس کو بار بار منع کرتے تھے، مگر وہ اپنی اس حرکت سے باز نہیں آتا تھا، جب ہم لوگ یمن کے قریب پہنچ گئے اور ہم نے اس کو نماز فجر کے لیے جگایا، تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ابھی ابھی یہ خواب دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سرہانے تشریف فرما ہوئے اور مجھے فرمایا کہ "اے فاسق! خداوند تعالیٰ نے تجھ کو ذلیل و خوار فرما دیا اور تو اسی منزل میں مسخ ہو جائے گا۔" اس کے بعد فوراً ہی اس کے دونوں پاؤں بندر جیسے ہو گئے اور تھوڑی دیر میں اس کی صورت بالکل ہی بندر جیسی ہو گئی۔ ہم لوگوں نے نمازِ فجر کے بعد اس کو پکڑ کر اونٹ کے پالان کے اوپر رسیوں سے جکڑ کر باندھ دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ غروبِ آفتاب کے وقت جب ہم ایک جنگل میں پہنچے تو چند بندر وہاں جمع تھے۔ جب اس نے بندروں کے غول کو دیکھا تو رسی تڑوا کر یہ اونٹ کے پالان سے کود پڑا اور بندروں کے غول میں شامل ہو گیا۔ ہم لوگ حیران ہو کر تھوڑی دیر وہاں ٹھہر گئے تاکہ

Marfat.com

ہم یہ دیکھ سکیں کہ بندروں کا غول اس کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے، تو ہم نے یہ دیکھا کہ یہ بندروں کے پاس بیٹھا ہوا ہم لوگوں کی طرف بڑی حسرت سے دیکھتا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ گھڑی بھر کے بعد جب سب بندر وہاں سے دوسری طرف جانے لگے تو یہ بھی ان بندروں کے ساتھ چلا گیا۔ (شواہد النبوۃ صد ۱۵۳)

اسی طرح حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مردِ صالح سے نقل کیا ہے کہ کوفہ کا ایک شخص جو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا۔ ہر چند ہم لوگوں نے اس کو منع کیا، مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ تنگ آکر ہم لوگوں نے اس کو کہہ دیا کہ تم ہمارے قافلہ سے الگ ہو کر سفر کرو، چنانچہ وہ ہم لوگوں سے الگ ہو گیا۔ جب ہم لوگ منزلِ مقصود پر پہنچ گئے اور کام پورا کر کے وطن کی واپسی کا قصد کیا تو اس شخص کا غلام ہم لوگوں سے ملا۔ جب ہم نے اس سے کہا کہ کیا تم اور تمہارا مولیٰ ہمارے قافلہ کے ساتھ وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ یہ سُن کر غلام نے کہا کہ میرے مولیٰ کا حال تو بہت ہی بُرا ہے۔ ذرا آپ لوگ میرے ساتھ چل کر اس کا حال دیکھ لیجیے۔ غلام ہم لوگوں کو ساتھ لے کر ایک مکان میں پہنچا وہ شخص اداس ہو کر ہم لوگوں سے کہنے لگا کہ مجھ پر تو بہت بڑی افتاد پڑ گئی۔ پھر اس نے اپنی آستین سے دونوں ہاتھوں کو نکال کر دکھایا تو ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہو گئے تھے۔ آخر ہم لوگوں نے اس پر ترس کھا کر اپنے قافلہ میں شامل کر لیا لیکن دورانِ سفر ایک جگہ چند خنزیروں کا ایک جھنڈ نظر آیا اور یہ شخص بالکل ہی ناگہاں مسخ ہو کر آدمی سے خنزیر بن گیا اور خنزیروں کے ساتھ مل کر دوڑنے بھاگنے لگا، مجبوراً ہم لوگ اس کے غلام اور سامان کو اپنے ساتھ کوفہ تک لائے۔ (شواہد النبوۃ صد ۱۵۴)

شیخین کا دشمن کُتا بن گیا

اسی طرح حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ سے ناقل ہیں کہ میں نے ملک شام میں ایک ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کی جس نے نماز کے بعد حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

Marfat.com

حق میں بد دعا کی۔ جب دوسرے سال میں نے اسی مسجد میں نماز پڑھی، تو نماز کے بعد امام نے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں بہترین دعا مانگی۔ میں نے مصلیوں سے پوچھا کہ تمہارا پرانا امام کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ چل کر اس کو دیکھ لیجیے! میں جب ان لوگوں کے ساتھ ایک مکان میں پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھ کو بڑی عبرت ہوئی کہ ایک کتا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم وہی امام ہو جو حضرات شیخین کے لیے بد دعا کیا کرتا تھا تو اس نے سر ہلا کر جواب دیا کہ ہاں!

(شواہد النبوۃ صـ۱۵۶)

اللہ اکبر! سبحان اللہ! کیا عظیم الشان ہے شان صحابہ کرام کی! بالخصوص یارِ غار رسول حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی۔ کیا خوب کہا ہے کسی مداحِ صحابہ نے سے

بیچ میں شمع تھی اور چاروں طرف پروانے — ہر کوئی اس کے لیے جان جلانے والا
دعوی الفت احمد تو سبھی کرتے ہیں — کوئی نکلے تو ذرا رنج اٹھانے والا
کام الفت کے تھے وہ جن کو صحابہ نے کیا
کیا نہیں یاد تمہیں "غار" میں جانے والا

تبصرہ کسی کام کے انجام اور مستقبل کے حالات کو جان لینا ہر شخص جانتا ہے کہ یقیناً یہ غیب کا علم ہے۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا کرامات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ نے کشف و الہام کے طور پر ان غیبوں کا علم عطا فرما دیا تھا۔

للہ! انصاف کیجیے کہ جب خلیفہ پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے الہام و کشف کے ذریعہ علم غیب کی کرامت عطا فرمائی۔ تو کیا اس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مقدس وحی کے ذریعہ علم غیب کا معجزہ نہ عطا فرمایا ہوگا؟ کیا معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کو علم غیب بتانے کی قدرت نہیں یا نعوذ باللہ! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں علم غیب حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رہتا ہے

Marfat.com

دنیا میں کون ایسا احمق ہے جو خدا کی قدرت اور اس کے نبی کی صلاحیت سے انکار کر سکتا ہے جب خدا کی قدرت مسلم اور نبی کی صلاحیت تسلیم ہے تو پھر بھلا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟ مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ وہابی علماء جو عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھٹانے کے لیے لنگر لنگوٹ کس کر بلکہ برہنہ ہو کر میدان میں اتر پڑے ہیں یہ سب کچھ جانتے ہوئے اور سینکڑوں آیات بینات اور دلائل و شواہد کو دیکھتے ہوئے بھی آنکھ میچ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا چلا چلا کر انکار کرتے رہتے ہیں اور اپنے پیروؤں اور ہوا خواہوں کو اس درجہ گمراہ کر چکے ہیں کہ ان کے عوام گمراہی کی بھول بھلیوں سے نکل کر صراط مستقیم کی شاہراہ پر آنے کے لیے کسی طرح تیار ہی نہیں ہوتے اور مثل مشہور ہے کہ سوتے کو جگانا بہت آسان ہے، مگر جاگتے کو جگانا انتہائی مشکل ہے۔ اس لیے اب ہم ان لوگوں کی ہدایت سے تقریباً مایوس ہو چکے ہیں، کیونکہ یہ لوگ جاہل نہیں بلکہ متجاہل ہیں، یعنی سب کچھ جانتے ہوئے بھی جاہل بنے ہوئے ہیں اور یہ لوگ طالب حق نہیں ہیں بلکہ معاند ہیں، یعنی حق کے ظاہر ہونے کے بعد بھی حق کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اس لیے ہم اپنے سُنی حنفی بھائیوں کو یہی مخلصانہ مشورہ بلکہ حکم دیتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب داں ہونے کے عقیدہ پر خود پہاڑ کی طرح مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور ان گمراہوں کی تقریروں، تحریروں اور صحبتوں سے بالکل قطعی طور پر پرہیز کریں، کیونکہ گمراہی کے جراثیم بہت جلد اثر کر جاتے ہیں اور ہدایت کا نور بڑی مشکل اور بے حد جدوجہد کے بعد ملتا ہے۔ خداوند کریم ہمارے برادران اہل سنت کے ایمان و عقائد کی حفاظت فرمائے اور تمام گمراہوں، بددینوں اور بیدینوں کے شر سے بچائے رکھے۔ (آمین)

آخر الذکر مذکورہ بالا تین روایتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی مقدس شان میں بدگوئی اور بدزبانی کا انجام کتنا خطرناک و عبرتناک ہے؟ زمانہ حال کے تبرائی روافض کے لیے یہ روایات تازیانہ عبرت ہیں کہ وہ لوگ اپنی تبرا بازیوں سے باز آجائیں

Marfat.com

ورنہ ہلاکتوں اور بربادیوں کا سگنل ڈاؤن ہو چکا ہے اور قریب ہے کہ عذاب الٰہی کی ریل گاڑی ان ظالموں کو روند کر چور چور کر ڈالے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خبثاء بھی دونوں جہان کی لعنتوں میں گرفتار ہو کر دنیا میں مسخ ہو کر خنزیر و بندر اور کتے بنا دیے جائیں گے اور آخرت میں قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار ہو کر عذاب نار پا کر ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔

حضرات اہل سنت کو لازم ہے کہ تمام گمراہ فرقوں کی طرح روافض و خوارج سے بھی اسی طرح مقاطعہ رکھیں اور ان سے الگ تھلگ رہیں، کیونکہ یہ سب فرقے جو شانِ رسالت و دربارِ صحابیت دبارگاہِ اہلِ بیت میں گستاخیاں کرتے ہیں، یقیناً بلاشبہ یہ سب کے سب جہنمی ہیں اور یہ لوگ جہاں بھی اور جس مجلس میں بھی رہیں گے ان پر خدا کی پھٹکار پڑتی رہے گی اور ظاہر ہے کہ جو ان کے پاس بیٹھے گا اور ان سے میل جول رکھے گا ان پر اترنے والی پھٹکار سے اس کو بھی ضرور کچھ نہ کچھ حصہ مل جائے گا۔ لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ آگ سے دور ہی رہیے، ورنہ اگر جلنے سے بچیں گے تو کم از کم اس کی آنچ سے نہ بچ سکیں گے۔ خداوند کریم حضرات اہلِ سنت کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

۲ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ دوم جانشین پیغمبر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کنیت "ابو حفص" اور لقب "فاروق اعظم" ہے آپ اشرافِ قریش میں اپنی ذاتی و خاندانی وجاہت کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز ہیں، آٹھویں پشت میں آپ کا خاندانی شجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے ملتا ہے۔ آپ واقعہ فیل کے تیرہ برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اعلان نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے، جبکہ ایک روایت میں آپ سے پہلے کل انتالیس آدمی اسلام قبول کر چکے تھے۔ آپ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور ان کو ایک بہت بڑا سہارا مل گیا۔ یہاں تک کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ کی مسجد میں اعلانیہ نماز ادا فرمائی۔
آپ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اسلامی تحریکات اور صلح وجنگ وغیرہ کی تمام منصوبہ بندیوں میں حضور سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ومشیر کی حیثیت سے وفادار ورفیق کار رہے۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آپ کو خلیفہ منتخب فرمایا اور دس برس چھ ماہ چار دن آپ نے تختِ خلافت پر رونق افروز ہو کر جانشینی رسول کی تمام ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ انجام دیا۔ ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ چہار شنبہ کے دن نمازِ فجر میں ابولؤلؤ فیروز مجوسی کافر نے آپ کو شکم میں خنجر مارا اور آپ یہ زخم کھا کر تیسرے دن شرفِ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ بوقتِ وفات آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ مبارکہ کے اندر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلوئے انور میں مدفون ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء وغیرہ)

کرامات

قبر والوں سے گفتگو

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ایک نوجوان صالح کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے فلاں! اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ط (یعنی جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈر گیا۔ اس کے لیے دو جنتیں ہیں) اے نوجوان! بتا تیرا قبر میں کیا حال ہے؟ اس نوجوان صالح نے قبر کے اندر سے آپ کا نام لے کر پکارا اور با آواز بلند دو مرتبہ جواب دیا کہ میرے رب نے یہ دونوں جنتیں مجھے عطا فرما دی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۰، بحوالہ حاکم)

مدینہ کی آواز نہاوند تک

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند کی سرزمین میں جہاد کے لیے روانہ فرمادیا۔ آپ جہاد میں مصروف تھے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے ناگہاں یہ ارشاد فرمایا کہ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ (یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کرلو) حاضرینِ مسجد حیران رہ گئے کہ حضرت ساریہ تو سرزمین نہاوند میں مصروف جہاد ہیں اور مدینہ منورہ سے سیکڑوں میل کی دوری پر ہیں۔ آج امیر المومنین نے انہیں کیونکر اور کیسے پکارا؟ لیکن نہاوند سے جب حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد آیا تو اس نے یہ خبر دی کہ میدانِ جنگ میں جب کفار سے مقابلہ ہوا تو ہم کو شکست ہونے لگی۔ اتنے میں ناگہاں ایک چیخنے والے کی آواز آئی جو چلا چلا کر یہ کہہ رہا تھا کہ اے ساریہ! تم پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کرلو۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔ یہ کہا اور فوراً ہی انہوں نے اپنے لشکر کو پہاڑ کی طرف پشت کرکے صف بندی کا حکم دیا اور اس کے بعد جو ہمارے لشکر کی کفار سے ٹکر ہوئی تو ایک دم اچانک جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا اور دم زدن میں اسلامی لشکر نے کفار کی فوجوں کو روند ڈالا اور عساکرِ اسلامیہ کے قاہرانہ حملوں کی تاب نہ لا کر کفار کا لشکر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلا اور افواجِ اسلام نے فتح مبین کا پرچم لہرادیا۔

(مشکوٰۃ باب الکرامات ص۵۴۶ و حجۃ اللہ ج ۲ ص۸۶۰ و تاریخ الخلفاء ص۸۵)

تبصرہ حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کرامت سے چند باتیں معلوم ہوئیں جو طالب حق کے لیے روشنی کا منارہ ہیں۔

۱۔ یہ کہ حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم اور آپ کے سپہ سالار دونوں صاحبِ کرامت ہیں، کیونکہ مدینہ منورہ سے سیکڑوں میل کی دوری پر آواز کو پہنچادینا یہ امیر المومنین کی کرامت ہے اور سیکڑوں میل کی دوری سے کسی آواز کو سن لینا یہ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے۔

۲۔ یہ کہ امیر المومنین نے مدینہ طیبہ سے سیکڑوں میل کی دوری پر نہاوند کے میدانِ جنگ

Marfat.com

اور اس کے احوال و کیفیات کو دیکھ لیا اور پھر عساکرِ اسلامیہ کے مشکلات کا حل بھی منبر پر کھڑے کھڑے لشکر کے سپہ سالار کو بتا دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کے کان اور آنکھ اور ان کی سمع و بصر کی طاقتوں کو عام انسانوں کے کان و آنکھ اور ان کی قوتوں پر ہرگز ہرگز قیاس نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے کان اور آنکھ کو عام انسانوں سے بہت ہی زیادہ طاقت عطا فرمائی ہے اور ان کی آنکھوں، کانوں اور دوسرے اعضاء کی طاقت اس قدر بے مثل اور بے مثال ہے اور ان سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام پاتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

۲۔ حدیث مذکور بالا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حکومت ہوا پر بھی تھی اور ہوا بھی ان کے کنٹرول میں تھی، اس لیے کہ آوازوں کو دوسروں کے کانوں تک پہنچانا درحقیقت ہوا کا کام ہے کہ ہوا کے تموج ہی سے آوازیں لوگوں کے کانوں کے پردوں سے ٹکرا کر سنائی دیا کرتی ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب چاہا اپنے قریب والوں کو اپنی آواز سنا دی اور جب چاہا تو سیکڑوں میل دور والوں کو بھی سنا دی، اس لیے کہ ہوا آپ کے زیر فرمان تھی، جہاں تک آپ نے چاہا ہوا سے آواز پہنچانے کا کام لے لیا۔

سبحان اللہ! سچ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ (یعنی جو خدا کا بندہ فرماں بردار بن جاتا ہے، تو خدا اس کا کارساز و مددگار بن جاتا ہے) اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

(یعنی تو خدا کے حکم سے سرتابی نہ کر، تاکہ تیرے حکم سے دنیا کی کوئی چیز روگردانی نہ کرے)

Marfat.com

دریا کے نام خط

روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ مصر کا دریائے نیل خشک ہو گیا مصری باشندوں نے مصر کے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فریاد کی اور یہ کہا کہ مصر کی تمام تر پیداوار کا دارومدار اسی دریائے نیل کے پانی پر ہے۔ اے امیر! اب تک ہمارا یہ دستور رہا ہے کہ جب کبھی بھی یہ دریا سوکھ جاتا تھا تو ہم لوگ ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو اس دریا میں زندہ دفن کر کے دریا کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے۔ تو یہ دریا جاری ہو جایا کرتا تھا۔ اب ہم کیا کریں؟ گورنر نے جواب دیا کہ ارحم الراحمین اور رحمۃ للعالمین کا رحمت بھرا دین ہمارا اسلام ہرگز ہرگز کبھی بھی اس بے رحمی اور ظالمانہ فعل کی اجازت نہیں دے سکتا لہٰذا تم لوگ انتظار کرو۔ میں دربارِ خلافت میں خط لکھ کر دریافت کرتا ہوں۔ وہاں سے جو حکم ملے گا ہم اس پر عمل کریں گے۔

چنانچہ ایک قاصد گورنر کا خط لے کر مدینہ منورہ دربارِ خلافت میں حاضر ہوا امیر المومنین نے گورنر کا خط پڑھ کر دریائے نیل کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس کا مضمون یہ تھا کہ:

اے دریائے نیل! اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہم کو تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہو جا!

امیر المومنین نے اس خط کو قاصد کے حوالہ فرمایا اور حکم دیا کہ میرے اس خط کو دریائے نیل میں دفن کر دیا جائے چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق گورنر مصر نے اس خط کو دریائے نیل کے خشک ریت میں دفن کر دیا۔ خدا کی شان کہ جیسے ہی امیر المومنین کا خط دریا میں دفن کیا گیا، فوراً ہی دریا جاری ہو گیا اور اس کے بعد پھر کبھی خشک نہیں ہوا۔

(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۱ وازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۱۶۶)

تبصرہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس طرح ہوا پر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی، اسی طرح دریاؤں کے پانیوں پر بھی آپ کی حکمرانی کا پرچم لہرا رہا تھا

Marfat.com

اور دریاؤں کی روانی بھی آپ کی فرماں بردار و خدمت گزار تھی۔

چادر دیکھ کر آگ بجھ گئی

روایت میں ہے آپ کی خلافت کے دور میں ایک مرتبہ ناگہاں ایک پہاڑ کے غار سے ایک بہت ہی خطرناک آگ نمودار ہوئی جس نے آس پاس کی تمام چیزوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا جب لوگوں نے دربارِ خلافت میں فریاد کی تو امیر المومنین نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم میری یہ چادر لے کر آگ کے پاس چلے جاؤ چنانچہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس مقدس چادر کو لے کر روانہ ہو گئے اور جیسے ہی آگ کے قریب پہنچے، یکایک وہ آگ بجھنے اور پیچھے ہٹنے لگی، یہاں تک کہ وہ غار کے اندر چلی گئی اور جب یہ چادر لے کر غار کے اندر داخل ہو گئے تو وہ آگ بالکل ہی بجھ گئی اور پھر کبھی بھی ظاہر نہیں ہوئی۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۱۷۲)

تبصرہ

اس روایت سے پتا چلتا ہے کہ ہوا اور پانی کی طرح آگ پر بھی امیر المومنین کی حکمرانی تھی اور آگ بھی آپ کے تابع فرمان تھی۔

مار سے زلزلہ ختم

امام الحرمین نے اپنی کتاب "الشامل" میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا اور زمین زوروں کے ساتھ کانپنے اور ہلنے لگی۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلال میں بھر کر زمین پر ایک درہ مارا اور بلند آواز سے تڑپ کر فرمایا۔ قِرِّیْ اَلَمْ اَعْدِلْ عَلَیْكِ "اے زمین! ساکن ہو جا کیا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا ہے؟" آپ کا فرمان جلالت نشان سنتے ہی زمین ساکن ہو گئی اور زلزلہ ختم ہو گیا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۱ و ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۱۷۲)

تبصرہ

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت جس طرح ہوا، پانی، آگ پر تھی، اسی طرح زمین پر بھی آپ کے فرمانِ شاہی کا سکہ چلتا تھا۔ مذکورہ بالا چاروں کرامتوں سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی حکومت ہوا،

Marfat.com

آگ، پانی اور مٹی سبھی پر ہے اور چونکہ یہ چاروں اربعہ عناصر کہلاتے ہیں یعنی انہیں چاروں سے تمام کائناتِ عالم کے مرکبات بنائے گئے ہیں، تو جب ان چاروں عناصر پر اولیاء کرام کی حکومت ثابت ہو گئی، تو جو جو چیزیں ان چاروں عناصر سے مرکب ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان پر بطریق اولیٰ اولیاء کرام کی حکومت ہو گی۔

دور سے پکار کا جواب

حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرزمین روم میں مجاہدینِ اسلام کا ایک لشکر بھیجا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد بالکل ہی اچانک مدینہ منورہ میں نہایت ہی بلند آواز سے آپ نے دو مرتبہ یہ فرمایا یَا لَبَّیْکَاہُ! یَا لَبَّیْکَاہُ (یعنی اے شخص! میں تیری پکار پر حاضر ہوں) اہل مدینہ حیران رہ گئے اور ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا کہ امیر المومنین کس فریاد کرنے والے کی پکار کا جواب دے رہے ہیں؟ لیکن جب کچھ دنوں کے بعد وہ لشکر مدینہ منورہ واپس آیا اور اس لشکر کا سپہ سالار اپنی فتوحات اور اپنے جنگی کارناموں کا ذکر کرنے لگا، تو امیر المومنین نے فرمایا کہ ان باتوں کو چھوڑ دو! پہلے یہ بتاؤ کہ جس مجاہد کو تم نے زبردستی دریا میں اتارا تھا اور اس نے یَا عُمَرَاہُ! یَا عُمَرَاہُ (اے میرے عمر! میری خبر لیجیے) پکارا تھا اور اس کا کیا واقعہ تھا۔ سپہ سالار نے فاروقی جلال سے سہم کر کانپتے ہوئے عرض کیا کہ امیر المومنین! مجھے اپنی فوج کو دریا کے پار اتارنا تھا، اس لیے میں نے پانی کی گہرائی کا اندازہ کرنے کے لیے اس کو دریا میں اترنے کا حکم دیا، چونکہ موسم بہت ہی سرد تھا اور زوردار ہوائیں چل رہی تھیں، اس لیے اس کو سردی لگ گئی، اور اس نے دو مرتبہ زور زور سے یَا عُمَرَاہُ! یَا عُمَرَاہُ کہہ کر آپ کو پکارا، پھر یکایک اس کی روح پرواز کر گئی۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے ہرگز ہرگز اس کو ہلاک کرنے کے ارادہ سے دریا میں اترنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ جب اہل مدینہ نے سپہ سالار کی زبانی یہ قصہ سنا تو ان لوگوں کی سمجھ میں آ گیا کہ امیر المومنین نے ایک دن جو دو مرتبہ یَا لَبَّیْکَاہُ یَا لَبَّیْکَاہُ فرمایا تھا، درحقیقت یہ اسی مظلوم مجاہد کی فریاد و پکار کا جواب تھا۔ امیر المومنین

Marfat.com

سپہ سالار کا بیان سن کر غیظ و غضب میں بھر گئے اور فرمایا کہ سرد موسم اور ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں میں اس مجاہد کو دریا کی گہرائی میں اتارنا یہ قتل خطا کے حکم میں ہے۔ لہٰذا تم اپنے مال میں سے اس کے وارثوں کو اس کا خون بہا ادا کرو اور خبردار! خبردار! آئندہ کسی سپاہی سے ہرگز ہرگز کبھی کوئی ایسا کام نہ لینا جس میں اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو، کیونکہ میرے نزدیک ایک مسلمان کا ہلاک ہو جانا بڑی سے بڑی ہلاکتوں سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ہلاکت ہے۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۱۷۲)

تبصرہ امیر المومنین نے اس وفات پانے والے سپاہی کی فریاد اور پکار کو سیکڑوں میل کی دوری سے سن لیا اور اس کا جواب بھی دیا۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولیاء کرام دور کی آوازوں کو سن لیتے ہیں اور ان کا جواب بھی دیتے ہیں۔

دو غیبی شیر روایت ہے کہ بادشاہ روم کا بھیجا ہوا ایک عجمی کافر مدینہ منورہ آیا اور لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پتا پوچھا۔ لوگوں نے بتا دیا کہ وہ دوپہر کو کھجور کے باغوں میں شہر سے کچھ دور قیلولہ فرماتے ہوئے تم کو ملیں گے۔ یہ عجمی کافر ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ کے پاس پہنچ گیا اور یہ دیکھا کہ آپ اپنا چمڑے کا درہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر زمین پر گہری نیند سو رہے ہیں۔ عجمی کافر اس ارادے سے تلوار کو نیام سے نکال کر آگے بڑھا کہ امیر المومنین کو قتل کر کے بھاگ جائے مگر وہ جیسے ہی آگے بڑھا بالکل ہی اچانک اس نے یہ دیکھا کہ دو شیر منہ پھاڑے ہوئے اس پر حملہ کرنے والے ہیں یہ خوفناک منظر دیکھ کر وہ خوف و دہشت سے بلبلا کر چیخ پڑا اور اس کی چیخ کی آواز سے امیر المومنین بیدار ہو گئے اور یہ دیکھا کہ عجمی کافر ننگی تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے تھر تھر کانپ رہا ہے۔ آپ نے اس کی چیخ اور دہشت کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے سچ سچ سارا واقعہ بیان کر دیا اور پھر بلند آواز سے کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور امیر المومنین نے اس کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ برتاؤ فرما کر اس کے قصور کو معاف کر دیا۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۱۷۱ و تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۷۸)

Marfat.com

تبصرہ یہ روایت بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی حفاظت کے لیے غیب سے ایسا سامان فراہم فرما دیتا ہے کہ جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا اور یہی غیبی سامان اولیاء اللہ کی کرامت کہلاتے ہیں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے

محال است چوں دوست دارد ترا
کہ در دست دشمن، گزارد ترا

یعنی اللہ تعالیٰ جب تم کو اپنا محبوب بندہ بنالے تو پھر یہ محال ہے کہ وہ تم کو تمہارے دشمن کے ہاتھ میں کس مپرسی کے عالم میں چھوڑ دے بلکہ اس کی کبریائی ضرور دشمنوں سے حفاظت کے لیے اپنے محبوب بندوں کی غیبی طور پر امداد و نصرت کا سامان پیدا فرما دیتی ہے اور یہی نصرتِ ایمانی فضل ربانی بن کر اس طرح محبوبانِ الٰہی کی دشمنوں سے حفاظت کرتی ہے جس کو دیکھ کر بے اختیار یہ کہنا پڑتا ہے کہ ؏

"دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است"

قبر میں بدن سلامت

ولید بن عبد الملک اُموی کے دورِ حکومت میں جب روضہ منورہ کی دیوار گر پڑی اور بادشاہ کے حکم سے تعمیرِ جدید کے لیے بنیاد کھودی گئی تو ناگہاں بنیاد میں ایک پاؤں نظر آیا، لوگ گھبرا گئے اور سب نے یہی خیال کیا کہ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پائے اقدس ہے، لیکن جب عروہ بن زبیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دیکھا اور پہچانا، پھر قسم کھا کر یہ فرمایا کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس پاؤں نہیں ہے بلکہ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم شریف ہے تو لوگوں کی گھبراہٹ اور بے چینی میں قدرے سکون ہوا۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۸۶)

تبصرہ بخاری شریف کی یہ روایت اس بات کی زبردست شہادت ہے کہ بعض اولیائے کرام کے مقدس جسموں کو قبر کی مٹی برسوں گزر جانے کے بعد بھی نہیں کھا سکتی۔

Marfat.com

بدن تو بدن ان کے کفن کو بھی مٹی میلا نہیں کرتی رجب اولیاء کرام کا یہ حال ہے تو بھلا حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کیا حال ہوگا۔ پھر حضور سید الانبیا خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا کیا کہنا؟ جبکہ وہ اپنی قبر منور میں جسمانی لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف آیا ہے۔

فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ (یعنی اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو روزی بھی دی جاتی ہے)

جو کہہ دیا وہ ہوگیا

ربیعہ بن امیہ بن خلف نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنا یہ خواب بیان کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں ایک ہرے بھرے میدان میں ہوں۔ پھر میں اس سے نکل کر ایک ایسے چٹیل میدان میں آگیا جس میں کہیں دور دور تک گھاس یا درخت کا نام و نشان بھی نہیں تھا اور جب میں نیند سے بیدار ہوا تو واقعی میں ایک بنجر میدان میں تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تو ایمان لائے گا، پھر اس کے بعد کافر ہو جائے گا اور کفر ہی کی حالت میں مرے گا۔ اپنے خواب کی یہ تعبیر سن کر وہ کہنے لگا کہ میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے، میں نے یوں ہی جھوٹ موٹ آپ سے یہ کہہ دیا ہے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ تو نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو، مگر میں نے جو تعبیر دی ہے، وہ اب پوری ہو کر رہے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمان ہونے کے بعد اس نے شراب پی اور امیر المومنین نے اس کو درہ مار کر سزا دی اور اس کو شہر بدر کر کے خیبر بھیج دیا۔ وہ ظالم وہاں سے بھاگ کر روم کی سرزمین میں چلا گیا اور وہاں جا کر وہ مردود نصرانی ہو گیا اور مرتد ہو کر کفر ہی کی حالت میں مر گیا۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص۱۷۱)

لوگوں کی تقدیر میں کیا ہے؟

عبداللہ بن مسلمہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کا ایک وفد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ خلافت میں آیا، تو اس جماعت میں اشتر نام کا ایک شخص بھی تھا۔ امیر المومنین اس کو سر سے پیر تک بار بار گرم گرم نگاہوں سے دیکھتے رہے، پھر مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ شخص

Marfat.com

تمہارے ہی قبیلہ کا ہے؟ میں نے کہا کہ "جی ہاں" اس وقت آپ نے فرمایا کہ خدا اس کو غارت کرے اور اس کے شر و فساد سے اس اُمت کو محفوظ رکھے۔ امیرالمومنین کی اس دُعا کے بیس برس بعد جب باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تو یہی "اشتر" اس باغی گروہ کا ایک بہت بڑا لیڈر تھا۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملکِ شام کے کفار سے جہاد کرنے کے لیے لشکر بھرتی فرما رہے تھے۔ ناگہاں ایک ٹولی آپ کے سامنے آئی تو آپ نے انتہائی کراہت کے ساتھ ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوبارہ یہ لوگ آپ کے روبرو آئے تو آپ نے منہ پھیر کر ان لوگوں کو اسلامی فوج میں بھرتی کرنے سے انکار فرما دیا۔ لوگ آپ کے اس طرزِ عمل سے انتہائی حیران تھے، لیکن آخر میں یہ راز کھلا کہ اس ٹولی میں "اسود تجیبی" بھی تھا جس نے اس واقعہ سے بیس برس بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تلوار سے شہید کیا اور اس ٹولی میں عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی بھی تھا جس نے اس واقعہ سے تقریباً چھبیس ۲۶ برس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تلوار سے شہید کر ڈالا۔

(ازالۃ الخفا مقصد ۲ ص ۱۶۹ و ص ۱۷۲)

تبصرہ مذکورہ بالا کرامتوں میں آپ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کے خاتمہ کے بارے میں برسوں پہلے یہ خبر دے دی کہ وہ کافر ہو کر مرے گا اور بیس برس پہلے آپ نے "اشتر" کے شر و فساد سے اُمت کے محفوظ رہنے کی دعا مانگی اور "اسود تجیبی" سے اس بنا پر منہ پھیر لیا اور اسلامی لشکر میں اس کو بھرتی کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ دونوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں میں سے تھے اور چھبیس برس پہلے آپ نے عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی کو بنظرِ کراہت دیکھا اور اسلامی لشکر میں اس بنا پر بھرتی نہیں فرمایا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل تھا۔

ان مستند روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کو خداوند قدوس کے

Marfat.com

بتا دینے سے آدمیوں کی تقدیروں کا حال معلوم ہو جاتا ہے، اسی لیے حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے اپنی مثنوی شریف میں فرمایا ہے سے

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطاء

یعنی لوح محفوظ اولیاء کرام کے پیش نظر رہتی ہے جس کو دیکھ کر وہ انسانوں کی تقدیروں میں کیا لکھا ہے؟ اس کو جان لیتے ہیں۔ لوح محفوظ کو اس لیے لوحِ محفوظ کہتے ہیں کہ وہ غلطیوں اور خطاؤں سے محفوظ ہے۔

دُعا کی مقبولیت

ابو عذبہ حمصی کا بیان ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ عراق کے لوگوں نے آپ کے گورنر کو اس کے منہ پر کنکریاں مار کر اور ذلیل و رسوا کر کے شہر سے باہر نکال دیا ہے، تو آپ کو اس خبر سے انتہائی رنج و قلق ہوا اور آپ بے انتہا غضب ناک ہو کر مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور اسی غیظ و غضب کی حالت میں آپ نے نماز شروع کر دی، لیکن چونکہ آپ فرطِ غضب سے مضطرب تھے، اس لیے آپ کو نماز میں سہو ہو گیا اور آپ اس رنج و غم سے اور بھی زیادہ بے تاب ہو گئے اور انتہائی رنج و غم کی حالت میں آپ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! قبیلہ ثقیف کے لونڈے (حجاج بن یوسف ثقفی) کو ان لوگوں پر مسلط فرما دے جو زمانہ جاہلیت کا حکم چلا کر ان عراقیوں کے نیک و بد کسی کو بھی نہ بخشے، چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہو گئی اور عبد الملک بن مروان اموی کے دورِ حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر بنا اور اس نے عراق کے باشندوں پر ظلم و ستم کا ایسا پہاڑ توڑا کہ عراق کی زمین بلبلا اٹھی۔ حجاج بن یوسف ثقفی اتنا بڑا ظالم تھا کہ اس نے جن لوگوں کو رسی میں باندھ کر اپنی تلوار سے قتل کیا، ان مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد ہی ہے اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے، ان کی گنتی کا تو شمار ہی نہیں ہو سکا۔

Marfat.com

حضرت ابن لہیعہ محدث نے فرمایا ہے کہ جس وقت امیر المومنین نے یہ دعا مانگی تھی اس وقت حجاج بن یوسف ثقفی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ (ازالۃ الخفا رمقصد ۲ صـ ۱۷۲)

تبصرہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کو غیب کی باتوں کا بھی علم عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ روایت مذکورہ بالا میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ ابھی حجاج بن یوسف ثقفی پیدا بھی نہیں ہوا تھا، لیکن امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ حجاج بن یوسف ثقفی نامی ایک بچہ پیدا ہوگا جو بڑا ہو کر گورنر بنے گا اور انتہائی ظالم ہوگا۔

ظاہر ہے کہ قبل از وقت ان باتوں کا معلوم ہو جانا یقیناً یہ غیب کا علم ہے۔ اب یہ مسئلہ آفتابِ عالم تاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے یقیناً علوم غیبیہ کا خزانہ عطا فرمایا ہے اور یہ حضرات بے شمار غیب کی باتوں کو خدا تعالیٰ کے بتا دینے سے جانتے ہیں اور دوسروں کو بھی بتلاتے ہیں، چنانچہ اہل حق حضرات علماء اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام بالخصوص حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار علوم غیبیہ کے خزانے عطا فرمائے ہیں اور یہی عقیدہ حضرات تابعین و حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی تھا۔

چنانچہ مواہب لدنیہ شریف میں ہے کہ:

قد اشتهر وانتشر امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اصحابه بالاطلاع على الغيب

(جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیوب پر مطلع ہیں۔ یہ بات صحابہ کرام میں عام طور پر مشہور اور زبان زد خاص و عام تھی۔)

اسی طرح مواہب لدنیہ کی شرح میں علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے

واصحابه صلى الله عليه وسلم جازمون باطلاعه على الغيب۔

Marfat.com

(یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ پختہ عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب کی باتوں پر مطلع ہیں) ان دو بزرگوں کے علاوہ دوسرے بہت سے ائمہ کرام نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس تصریح کو بیان فرمایا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھو ہماری کتاب "قرآنی تقریریں" اور قیامت کب آئے گی؟[1]"

۳ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت "ابو عمرو" اور لقب "ذوالنورین" (دو نور والے) ہے۔ آپ قریشی ہیں اور آپ کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ کا خاندانی شجرہ "عبد مناف" پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ آپ نے آغازِ اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ کو آپ کے چچا اور دوسرے خاندانی کافروں نے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے بے حد ستایا۔ آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اس لیے آپ "صاحب الہجرتین" (دو ہجرتوں والے) کہلاتے ہیں اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں، اس لیے آپ کا لقب "ذوالنورین" ہے۔ آپ جنگ بدر کے علاوہ دوسرے تمام اسلامی جہادوں میں کفار سے جنگ فرماتے رہے۔ جنگ بدر کے موقع پر ان کی زوجہ محترمہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں، سخت علیل ہو گئی تھیں، اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگ بدر میں جانے سے منع فرما دیا لیکن ان کو مجاہدین بدر میں شمار فرما کر مالِ غنیمت میں سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا اور اجر و ثواب کی بشارت بھی دی۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ

[1] ناشر فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

Marfat.com

منتخب ہوئے اور بارہ برس تک تختِ خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔

آپ کے دورِ خلافت میں اسلامی حکومت کے حدود میں بہت زیادہ توسیع ہوئی اور افریقہ وغیرہ بہت سے ممالک مفتوح ہو کر خلافتِ راشدہ کے زیرِ نگین ہو گئے۔ بیاسی ۸۲ برس کی عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور بارہ ذوالحجہ یا اٹھارہ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدنصیب نے آپ کو رات کے وقت اس حال میں شہید کر دیا کہ آپ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ کے خون کے چند قطرات قرآن شریف کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰہُ پر پڑے۔ آپ کے جنازہ کی نماز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور آپ مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔

(تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء وغیرہ)

کرامات

زناکار آنکھیں

علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "طبقات" میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک اجنبی عورت کو گھور گھور کر غلط نگاہوں سے دیکھا۔ اس کے بعد یہ شخص امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس شخص کو دیکھ کر حضرت امیر المؤمنین نے نہایت ہی پُر جلال لہجہ میں فرمایا کہ تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ شخص مذکور نے (جل بھن کر) کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ پر وحی اترنے لگی ہے؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں۔

امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ میرے اوپر وحی تو نہیں نازل ہوتی ہے، لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے یہ بالکل ہی قول حق اور سچی بات ہے اور خداوند قدوس نے مجھے ایک ایسی

Marfat.com

فراست (نورانی بصیرت) عطا فرمائی ہے جس سے میں لوگوں کے دلوں کے حالات و خیالات کو معلوم کرلیا کرتا ہوں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ صہ ۸۶۲ وازالۃ الخفاء مقصد ۲ صہ ۲۲۷)

تبصرہ قرآن مجید میں خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ یعنی آدمی جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے قلب پر ایک سیاہ داغ اور بدنما دھبہ پڑ جاتا ہے اور چونکہ قلب پورے جسم کا بادشاہ ہے، اس لیے قلب پر جب کوئی اثر پڑتا ہے تو پورا بدن اس سے متاثر ہو جاتا ہے تو خاصان خدا جن کی آنکھوں میں نور بصارت کے ساتھ ساتھ نورِ بصیرت بھی ہوا کرتا ہے وہ بدن کے ہر ہر حصہ میں ان اثرات کو اپنے نورِ فراست اور نگاہ کرامت سے دیکھ لیا کرتے ہیں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اہل بصیرت اور صاحب باطن تھے اس لیے انہوں نے اپنی نگاہ کرامت سے شخص مذکور کی آنکھوں میں اس کے گناہ کے اثرات کو دیکھ لیا اور اس کی آنکھوں کو اس لیے زنا کار کہا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "زِنَا الْعَیْنَیْنِ اَلنَّظْرُ" یعنی کسی اجنبی عورت کو بری نیت سے دیکھنا یہ آنکھوں کا زنا ہے۔ واللہ اعلم!

ہاتھ میں کینسر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف کے منبر اقدس پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک بدنصیب اور خبیث النفس انسان جس کا نام "جہجاہ غفاری" تھا، کھڑا ہو گیا اور آپ کے دستِ مبارک سے عصا چھین کر اس کو توڑ ڈالا۔ آپ نے اپنے حلم و حیاء کی وجہ سے اس سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا، لیکن خدا تعالیٰ کی قہاری و جباری نے اس بے ادبی اور گستاخی پر اس مردود کو یہ سزا دی کہ اس کے ہاتھ میں کینسر کا مرض ہو گیا اور اس کا ہاتھ گل سڑ کر گر پڑا اور وہ یہ سزا پا کر ایک سال کے اندر ہی مر گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ صہ ۸۶۲ و تاریخ الخلفاء صہ ۱۱۲)

Marfat.com

گستاخی کی سزا

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں ملکِ شام کی سرزمین میں تھا تو میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا کہ "ہائے افسوس! میرے لیے جہنم ہے۔" میں اٹھ کر اس کے پاس گیا، تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے چہرے کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا بار بار لگاتار یہی کہہ رہا ہے کہ "ہائے افسوس! میرے لیے جہنم ہے۔" یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ اے شخص! تیرا کیا حال ہے؟ اور کیوں اور کس بناء پر تجھے اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے؟ یہ سن کر اس نے یہ کہا اے شخص! میرا حال نہ پوچھ۔ میں ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے لیے ان کے مکان میں گھس پڑے تھے۔ میں جب تلوار لے کر ان کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کر دیا، تو میں نے اُن کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا۔ یہ دیکھ کر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ "اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے۔" اے شخص! میں امیر المومنین کے پُرجلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی اس قاہرانہ دعا کو سن کر کانپ اٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔

امیر المومنین کی چار دعاؤں میں سے تین دعاؤں کی زد میں تو آچکا ہوں تم دیکھ رہے ہو کہ میرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹ چکے اور دونوں آنکھیں اندھی ہو چکیں۔ اب صرف چوتھی دعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ بھی یقیناً ہو کر رہے گا چنانچہ اب میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کر کے نادم و شرمسار ہو رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۲۲۷)

Marfat.com

تبصرہ

مذکورہ بالا دونوں روایتوں اور کرامتوں سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ بہت بڑا ستار و غفار اور غفور و رحیم ہے، لیکن اگر کوئی بدنصیب اس کے محبوب بندوں کی شان میں کوئی گستاخی و بے ادبی کرتا ہے تو خداوند قدوس کی قہاری و جباری اس مردود کو ہرگز ہرگز معاف نہیں فرماتی، بلکہ ضرور بالضرور دنیا و آخرت کے بڑے بڑے عذابوں میں گرفتار کر دیتی ہے اور وہ دونوں جہان میں قہر قہار و غضب جبار کا اس طرح سزاوار ہو جاتا ہے کہ دنیا میں لعنتوں کی مار اور پھٹکار اور آخرت میں عذاب نار کے سوا اس کو کچھ نہیں ملتا۔ رافضی اور وہابی جن کے دین و مذہب کی بنیاد ہی محبوبان خدا کی بے ادبی پر ہے ہم نے ان گستاخوں اور بے ادبوں میں سے کئی ایک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ان لوگوں پر قہر الٰہی کی ایسی مار پڑی ہے کہ توبہ توبہ، الامان۔ اور مرتے وقت ان لوگوں کا اتنا برا حال ہوا ہے کہ توبہ توبہ نعوذ باللہ!

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اللہ والوں کی بے ادبی و گستاخی کی لعنت سے محفوظ رکھے اور اپنے محبوبوں کی تعظیم و توقیر اور ان کے ادب و احترام کی توفیق بخشے۔ (آمین)

خواب میں پانی پی کر سیراب

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور ان کے گھر میں پانی کی ایک بوند تک کا جانا بند کر دیا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پیاس کی شدت سے تڑپتے رہتے تھے میں آپ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا، تو آپ اس دن روزہ دار تھے۔ مجھ کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن سلام! آج میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے خواب میں مشرف ہوا تو آپ نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ اے عثمان! ظالموں نے پانی بند کر کے تمہیں پیاس سے بے قرار کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں، تو فوراً ہی آپ نے دریچے میں سے ایک ڈول میری طرف لٹکا دیا جو نہایت شیریں اور

Marfat.com

ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا تھا، میں اس کو پی کر سیراب ہو گیا اور اب اس وقت بیداری کی حالت میں بھی اس پانی کی ٹھنڈک میں اپنی دونوں چھاتیوں اور دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عثمان! اگر تمہاری خواہش ہو تو ان باغیوں کے مقابلہ میں تمہاری امداد و نصرت کروں۔ اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آکر روزہ افطار کرو۔ اے عبداللہ بن سلام! میں نے خوش ہو کر یہ عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے دربار پر انوار میں حاضر ہو کر روزہ افطار کرنا یہ زندگی سے ہزاروں لاکھوں درجے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد رخصت ہو کر چلا آیا اور اسی دن رات میں باغیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص۱۸۲)

اپنے مدفن کی خبر

حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع کے اس حصہ میں تشریف لے گئے "جو حش کوکب" کہلاتا ہے تو آپ نے وہاں کھڑے ہو کر ایک جگہ پر یہ فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک مرد صالح دفن کیا جائے گا، چنانچہ اس کے بعد ہی آپ کی شہادت ہو گئی اور باغیوں نے آپ کے جنازہ مبارکہ کے ساتھ اس قدر ہلڑ بازی کی کہ آپ کو نہ روضہ منورہ کے قریب دفن کیا جا سکا نہ جنۃ البقیع کے اس حصہ میں مدفون کیے جا سکے جو کبارِ صحابہ کا قبرستان تھا بلکہ سب سے دور الگ تھلگ "حش کوکب" میں آپ سپرد خاک کیے گئے جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک بنے گی، کیونکہ اس وقت تک وہاں کوئی قبر تھی ہی نہیں۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص۲۲۷)

تبصرہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ان باتوں کا بھی علم عطا فرما دیتا ہے کہ وہ کب؟ اور کہاں وفات پائیں گے؟ اور کس جگہ ان کی

Marfat.com

قبر بنے گی؟ چنانچہ سینکڑوں اولیاء کرام کے تذکروں میں لکھا ہوا ہے کہ ان اللہ والوں نے قبل از وقت لوگوں کو یہ بتا دیا ہے کہ وہ کب؟ اور کہاں؟ اور کس جگہ وفات پا کر مدفون ہونگے۔

ضروری انتباہ اس موقع پر بعض کج فہم اور بد عقیدہ لوگ عوام کو بہکاتے رہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو نہیں جانتا کہ وہ کونسی زمین میں مریگا) لہٰذا اولیاء کرام کے یہ سب قصے غلط ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت حق اور برحق ہے اور ہر مومن کا اس پر ایمان ہے مگر اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کوئی شخص اپنی عقل و فہم سے اس بات کو نہیں جان سکتا کہ وہ کب اور کہاں مرے گا؟ لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں حضرات انبیاء کرام کو بذریعہ وحی اور اولیاء کرام کو بطریق کشف و کرامت ان چیزوں کا علم عطا فرما دے تو وہ بھی یہ جان لیتے ہیں کب؟ اور کہاں؟ اُن کا انتقال ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس بات کو جانتا ہی ہے کہ کون کہاں مرے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے بتا دینے سے خاصانِ خدا بھی اس بات کو جان لیتے ہیں کہ کون کہاں مرے گا؟ مگر کہاں اللہ تعالیٰ کا علم اور کہاں بندوں کا علم۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، ذاتی اور قدیم ہے اور بندوں کا علم عطائی اور حادث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، ابدی اور غیر محدود ہے اور بندوں کا علم فانی اور محدود ہے۔

اب یہ مسئلہ نہایت ہی صفائی کے ساتھ واضح ہو گیا کہ قرآنی ارشاد کا مفاد کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کون کب اور کہاں مرے گا؟ اور اہل حق کا یہ عقیدہ کہ اولیاء کرام بھی جانتے ہیں کہ کون کب اور کہاں مرے گا؟ یہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ پر صحیح ہیں اور ان دونوں باتوں میں ہرگز ہرگز کوئی تعارض نہیں، کیونکہ جہاں یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کون کب اور کہاں مرے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر خدا کے بتائے کوئی

Marfat.com

نہیں جانتا اور جہاں یہ کہا گیا کہ حضرات انبیاء و اولیاء جانتے ہیں کہ کون کب اور کہاں مرے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرات انبیاء و اولیاء خدا کے بتا دینے سے جان لیتے ہیں۔ اب ناظرین کرام انصاف فرمائیں کہ ان دونوں باتوں میں کونسا تعارض اور ٹکراؤ ہے؟ دونوں ہی باتیں اپنی اپنی جگہ پر سو فیصدی صحیح اور درست ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شہادت کے بعد غیبی آواز

حضرت عدی بن حاتم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا: "اَبْشِرْ اِبْنَ عَفَّانَ بِرَوْحٍ وَّرَيْحَانٍ وَّبِرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ اَبْشِرْ اِبْنَ عَفَّانَ بِغُفْرَانٍ وَّرِضْوَانٍ"

(یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راحت اور خوشبو کی بشارت دو اور ناراض نہ ہونے والے رب کی ملاقات کی خوشخبری سناؤ اور خدا کے غفران و رضوان کی بھی بشارت دے دو) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز کو سن کر ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا اور پیچھے مڑ کر بھی دیکھا، مگر کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

(شواہد النبوۃ ص ۱۵۸)

مدفن میں فرشتوں کا ہجوم

روایت ہے کہ باغیوں کی ہلڑ بازیوں کے سبب تین دن تک آپ کی مقدس لاش بے گور و کفن پڑی رہی۔ پھر چند جاں نثاروں نے رات کی تاریکی میں آپ کے جنازۂ مبارکہ کو اٹھا کر جنت البقیع میں پہنچا دیا اور آپ کی مقدس قبر کھودنے لگے۔ اچانک ان لوگوں نے دیکھا کہ سواروں کی ایک بہت بڑی جماعت ان کے پیچھے پیچھے جنۃ البقیع میں داخل ہوئی ان سواروں کو دیکھ کر لوگوں پر ایسا خوف طاری ہوا کہ کچھ لوگوں نے جنازۂ مبارکہ کو چھوڑ کر بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا۔ یہ دیکھ کر سواروں نے باآواز بلند کہا کہ آپ لوگ ٹھہرے رہیں

Marfat.com

اور بالکل نہ ڈریں، ہم لوگ بھی ان کی تدفین میں شرکت کے لیے یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ یہ آواز سن کر لوگوں کا خوف دور ہو گیا اور اطمینان و سکون کے ساتھ لوگوں نے آپ کو دفن کیا۔

قبرستان سے لوٹ کر ان صحابیوں نے قسم کھا کر لوگوں سے کہا کہ یقیناً یہ فرشتوں کی جماعت تھی۔ (شواہد النبوۃ صد ۱۵۸)

گستاخ درندہ کے منہ میں

منقول ہے کہ حجاج کا ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا۔ تمام اہل قافلہ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر زیارت کرنے اور فاتحہ خوانی کے لیے گئے، لیکن ایک شخص جو آپ سے بغض و عناد رکھتا تھا، توہین و اہانت کے طور پر آپ کی زیارت کے لیے نہیں گیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ وہ بہت دور ہے، اس لیے میں نہیں جاؤں گا۔

یہ قافلہ جب اپنے وطن کو واپس آنے لگا تو قافلہ کے تمام افراد خیر و عافیت اور سلامتی کے ساتھ اپنے اپنے وطن پہنچ گئے، لیکن وہ شخص جو آپ کی قبر انور کی زیارت کے لیے نہیں گیا تھا، اس کا یہ انجام ہوا کہ درمیان راہ میں بیچ قافلہ کے اندر ایک درندہ جانور دھاڑتا اور غراتا ہوا آیا اور اس شخص کو اپنے دانتوں سے دبوچ کر اور پنجوں سے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

یہ منظر دیکھ کر تمام اہل قافلہ نے یک زبان ہو کر یہ کہا کہ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بے ادبی و بے حرمتی کا انجام ہے۔ (شواہد النبوۃ صد ۱۵۸)

تبصرہ

مذکورہ بالا تینوں روایتوں سے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت شان اور دربار خداوندی میں ان کی مقبولیت اور ولایت و کرامت کا ایسا عظیم الشان نشان ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے مراتب کی بلندیوں کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا اور آخری روایت تو ان گستاخوں کے لیے بہت ہی عبرت خیز و خوفناک نشان ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بدزبان ہو کر

Marfat.com

خلفاءِ ثلثہ پر تبرا بازی کیا کرتے ہیں، جیسا کہ ہمارے دور کے شیعوں کا مذموم و ناپاک طریقہ ہے۔

اہل سنت حضرات پر لازم ہے کہ ان کی مجالس میں ہرگز ہرگز قدم نہ رکھیں، ورنہ قہر الٰہی میں مبتلا ہونے کا خطرناک اندیشہ ہے۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو اپنے قہر و غضب سے بچائے رکھے اور حضرات خلفاء کرام اور تمام صحابہ کرام کی محبت و عقیدت کی دولت عطا فرمائے۔ آمین!

۴ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفۂ چہارم جانشین رسول و زوج بتول حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت "ابوالحسن" اور "ابوتراب" ہے۔ آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے فرزند ارجمند ہیں۔ عام الفیل کے تیس برس بعد جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف تیس برس کی تھی ۱۳ رجب کو جمعہ کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ نے اپنے بچپن ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت ہر وقت آپ کی امداد و نصرت میں لگے رہتے تھے۔ آپ مہاجرین اولین اور عشرہ مبشرہ میں اپنے بعض خصوصی درجات کے لحاظ سے بہت زیادہ ممتاز ہیں۔ جنگ بدر، جنگ اُحد جنگِ خندق وغیرہ تمام اسلامی لڑائیوں میں اپنی بے پناہ شجاعت کے ساتھ جنگ فرماتے رہے اور کفار عرب کے بڑے بڑے نامور بہادر اور سورما آپ کی مقدس تلوار ذوالفقار کی مار سے مقتول ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد انصار و مہاجرین نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے آپ کو امیر المومنین منتخب کیا اور چار برس آٹھ ماہ نو دن تک آپ مسندِ خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔

Marfat.com

۱۷ رمضان ۴۰ھ کو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی مردود نے نماز فجر کو جاتے ہوئے آپ کی مقدس پیشانی اور نورانی چہرے پر ایسی تلوار ماری جس سے آپ شدید طور پر زخمی ہو گئے اور دو دن زندہ رہ کر جامِ شہادت سے سیراب ہو گئے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۹ رمضان جمعہ کی رات میں آپ زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان شب یکشنبہ آپ کی شہادت ہوئی (واللہ تعالیٰ اعلم)، آپ کے بڑے فرزند ارجمند حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو دفن فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء وغیرہ)

کرامات

قبر والوں سے سوال و جواب

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع میں گئے تو آپ نے قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر باآوازِ بلند فرمایا کہ اے قبر والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کیا تم لوگ اپنی خبریں ہمیں سناؤ گے یا ہم تم لوگوں کو تمہاری خبریں سنائیں؟ اس کے جواب میں قبروں کے اندر سے آواز آئی: ''وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''۔ اے امیر المومنین آپ ہی ہمیں یہ سنائیے کہ ہماری موت کے بعد ہمارے گھروں میں کیا کیا معاملات ہوئے؟ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ اے قبر والو! تمہارے بعد تمہارے گھروں کی خبر یہ ہے کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے لوگوں سے نکاح کر لیا اور تمہارے مال و دولت کو تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم ہو کر دربدر پھر رہے ہیں اور تمہارے مضبوط اور اونچے اونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں قبروں میں سے ایک مردہ کی یہ دردناک آواز آئی کہ اے امیر المومنین! ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ چکے ہیں

Marfat.com

اور جو کچھ ہم نے دنیا میں خرچ کیا تھا، اس کو ہم نے یہاں پالیا ہے اور جو کچھ ہم دنیا میں چھوڑ آئے تھے اُس میں ہمیں گھاٹا ہی گھاٹا اٹھانا پڑا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ صہ ۸۶۳)

تبصرہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو یہ طاقت و قدرت عطا فرماتا ہے کہ قبر والے ان کے سوالوں کا باآواز بلند اس طرح جواب دیتے ہیں کہ دوسرے حاضرین بھی سُن لیتے ہیں۔ یہ قدرت و طاقت عام انسانوں کو حاصل نہیں ہے۔ لوگ اپنی آوازیں تو مردوں کو سنا سکتے ہیں اور مردے ان کی آوازوں کو سُن بھی لیتے ہیں، مگر قبر کے اندر سے مردوں کی آوازوں کو سُن لینا یہ عام انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے، بلکہ یہ خاصانِ خدا کا خاص حصہ اور خاصہ ہے جس کو ان کی کرامت کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا اور اس روایت سے یہ بھی پتا چلا کہ قبر والوں کا یہ اتبالی بیان ہے کہ مرنے والے دنیا میں جو مال و دولت چھوڑ کر مر جاتے ہیں، اس میں مرنے والوں کے لیے سراسر گھاٹا ہی گھاٹا ہے اور جس مال و دولت کو وہ مرنے سے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، وہی ان کے کام آنے والا ہے۔

فالج زدہ اچھا ہو گیا علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "طبقات" میں ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں شاہزادگان حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ حرم کعبہ میں حاضر تھے کہ درمیانی رات میں ناگہاں یہ سنا کہ ایک شخص بہت ہی گڑگڑا کر اپنی حاجت کے لیے دعا مانگ رہا ہے اور زار زار رو رہا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ شخص اس حال میں حاضر خدمت ہوا کہ اس کے بدن کی ایک کروٹ فالج زدہ تھی اور وہ زمین پر گھسٹتا ہوا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے اس کا قصہ دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں بہت ہی

Marfat.com

بے باکی کے ساتھ قسم قسم کے گناہوں میں دن رات منہمک رہتا تھا اور میرا باپ جو بہت ہی صالح اور پابند شریعت مسلمان تھا، بار بار مجھ کو ٹوکتا اور گناہوں سے منع کرتا رہتا تھا میں نے ایک دن اپنے باپ کی نصیحت سے ناراض ہو کر اس کو مار دیا اور میری مار کھا کر میرا باپ رنج و غم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ آیا اور میرے لیے بد دعا کرنے لگا۔ ابھی اس کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ بالکل ہی اچانک میری ایک کروٹ پر فالج کا اثر ہو گیا اور میں زمین پر گھسٹ کر چلنے لگا۔ اس غیبی سزا سے مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور میں نے رو رو کر اپنے باپ سے اپنے جرم کی معافی طلب کی اور میرے باپ نے اپنی شفقت پدری سے مجبور ہو کر مجھ پر رحم کھایا اور مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ بیٹا چل! جہاں میں نے تیرے لیے بد دعا کی تھی، اسی جگہ اب میں تیرے لیے صحت و سلامتی کی دعا مانگوں گا۔ چنانچہ میں اپنے باپ کو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ معظمہ لا رہا تھا کہ راستے میں بالکل ناگہاں اونٹنی ایک مقام پر بدک کر بھاگنے لگی اور میرا باپ اس کی پیٹھ پر سے گر کر دو چٹانوں کے درمیان ہلاک ہو گیا اور اب میں اکیلا ہی حرم کعبہ میں آکر دن رات رو رو کر خدا تعالیٰ سے اپنی تندرستی کے لیے دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔ امیر المؤمنین نے ساری سرگزشت سن کر فرمایا کہ اے شخص! اگر واقعی تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو اطمینان رکھ کہ خدا کریم بھی تجھ سے خوش ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میں بحلف شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہو گیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کی حالت زار پر رحم کھا کر اس کو تسلی دی اور چند رکعت نماز پڑھ کر اس کی تندرستی کے لیے دعا مانگی۔ پھر فرمایا اے شخص اٹھ کھڑا ہو جا! یہ سنتے ہی وہ بلا تکلف اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چلنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص! اگر تو نے قسم کھا کر یہ نہ کہا ہوتا کہ تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا، تو میں ہرگز تیرے لیے دعا نہ کرتا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۳)

Marfat.com

گرتی ہوئی دیوار تھم گئی

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دیوار کے سایے میں ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمانے کے لیے بیٹھ گئے۔ درمیان مقدمہ میں لوگوں نے شور مچایا کہ اے امیر المومنین! یہاں سے اٹھ جائیے، یہ دیوار گر رہی ہے۔ آپ نے نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ فرمایا کہ مقدمہ کی کارروائی جاری رکھو۔ اللہ تعالیٰ بہترین حافظ و ناصر و نگہبان ہے۔ چنانچہ اطمینان کے ساتھ آپ اس مقدمہ کا فیصلہ فرما کر جب وہاں سے چل دیے تو فوراً ہی وہ دیوار گر گئی۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ صـ ۲۷۳)

تبصرہ

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ خداوند قدوس اپنے اولیاء کرام کو ایسی ایسی روحانی طاقتیں عطا فرماتا ہے کہ ان کے اشاروں سے گرتی ہوئی دیواریں تو کیا چیز ہیں؟ بہتے ہوئے دریاؤں کی روانی بھی ٹھہر جاتی ہے۔ سچ ہے ؎

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

آپ کو جھوٹا کہنے والا اندھا ہو گیا

علی بن زاذان کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کوئی بات ارشاد فرمائی تو ایک بدنصیب نے نہایت ہی بیباکی کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ اے امیر المومنین آپ جھوٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے شخص! اگر میں سچا ہوں تو ضرور تو قہر الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا۔ اس گستاخ نے کہہ دیا کہ آپ میرے لیے بد دعا کر دیجیے مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔ اس کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ بالکل ہی اچانک وہ شخص دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ صـ ۲۷۳)

کون کہاں مرے گا؟ کہاں دفن ہو گا

حضرت اصبغ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ امیر المومنین

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سفر میں میدانِ کربلا کے اندر ٹھیک اس جگہ پہنچے جہاں آج حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور بنی ہوئی ہے، تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ آئندہ زمانے میں ایک آلِ رسول (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا قافلہ ٹھہرے گا اور اس جگہ ان کے اونٹ بندھے ہوئے ہوں گے اور اسی میدان میں جوانانِ اہل بیت کی شہادت ہو گی اور اسی جگہ ان شہیدوں کا مدفن بنے گا اور ان لوگوں پر آسمان و زمین روئیں گے۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۲۷۳ بحوالہ الریاض النضرہ)

تبصرہ روایت بالا سے پتا چلتا ہے کہ اولیاء اللہ کو بذریعہ کشف برسوں بعد ہونے والے واقعات، اور لوگوں کے حالات یہاں تک کہ لوگوں کی موت اور دفن کی کیفیات کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور یہ درحقیقت علم غیب ہے، جو اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے اولیاء کرام کو حاصل ہوا کرتا ہے اور یہ اولیاء کرام کی کرامت ہوا کرتی ہے۔

فرشتوں نے چکی چلائی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کے لیے ان کے مکان پر بھیجا تو میں نے وہاں یہ دیکھا کہ ان کے گھر میں چکی بغیر کسی چلانے والے کے خود بخود چل رہی ہے۔

جب میں نے بارگاہِ رسالت میں اس عجیب کرامت کا تذکرہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی یہ بھی ڈیوٹی فرما دی ہے کہ وہ میری آل کی امداد و اعانت کرتے رہیں۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۲۷۳)

تبصرہ اس روایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آلِ پاک کو بارگاہِ خداوندی میں اس قدر قرب اور مقبولیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو ان کی امداد و نصرت اور حاجت برآری کے لیے خاص طور پر مقرر

Marfat.com

فرما دیا ہے۔ یہ شرف حضرات اہل بیت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خاصہ کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ سبحان اللہ! سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت اور ان کے وقار واقتدار کا کیا کہنا؟ کہ آپ کے گھر والوں کی چکی فرشتے چلایا کرتے تھے۔

میں کب وفات پاؤں گا؟

حضرت فضالہ بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام "ینبع" میں بہت سخت بیمار ہو گئے، تو میں اپنے والد کے ہمراہ ان کی عیادت کے لیے گیا۔ دوران گفتگو، میرے والد نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ اس وقت ایسی جگہ علالت کی حالت میں مقیم ہیں۔ اگر اس جگہ آپ کی وفات ہو گئی تو قبیلہ "جہینہ" کے گنواروں کے سوا اور کون آپ کی تجہیز وتکفین کرے گا؟ اس لیے میری گزارش ہے کہ آپ مدینہ منورہ تشریف لے چلیں، کیونکہ وہاں اگر یہ حادثہ رونما ہوا تو وہاں آپ کے جاں نثار مہاجرین وانصار اور دوسرے مقدس صحابہ آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور یہ مقدس ہستیاں آپ کے کفن ودفن کا انتظام کریں گی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اے فضالہ! تم اطمینان رکھو کہ میں اپنی بیماری میں ہرگز ہرگز وفات نہیں پاؤں گا۔ سن لو اس وقت تک ہرگز ہرگز میری موت نہیں آسکتی، جب تک کہ مجھے تلوار مار کر میری اس پیشانی اور داڑھی کو خون سے رنگین نہ کر دیا جائے۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۲۷۳)

تبصرہ

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بدبخت عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی نے آپ کی مقدس پیشانی پر تلوار چلا دی، جو آپ کی پیشانی کو کاٹتی ہوئی جبڑے تک پیوست ہو گئی۔ اس وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ جملہ ادا ہوا فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ (یعنی کعبہ کے رب کی قسم کہ میں کامیاب ہو گیا) اس زخم میں آپ شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئے اور آپ نے حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقام ینبع میں جو فرمایا تھا وہ حرف بحرف صحیح ہو کر رہا۔

Marfat.com

درِ خیبر کا وزن

جنگِ خیبر میں جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی، تو آپ نے جوشِ جہاد میں آگے بڑھ کر قلعہ خیبر کا پھاٹک اکھاڑ ڈالا اور اس کے ایک کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواروں کو روکتے تھے۔ یہ کواڑ اتنا بھاری اور وزنی تھا کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد چالیس آدمی مل کر بھی اس کو نہ اٹھا سکے۔ (زرقانی ج ۲ صفحہ ۲۳۰)

تبصرہ

کیا فاتح خیبر کے اس کارنامہ کو انسانی طاقت کی کارگزاری کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ انسانی طاقت کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ یہ روحانی طاقت کا ایک شاہکار ہے جو فقط اللہ والوں ہی کا حصہ ہے جس کو عرفِ عام میں کرامت کہا جاتا ہے۔

کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا

روایت ہے کہ ایک حبشی غلام جو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتہائی مخلص محب تھا، شامتِ اعمال سے اس نے ایک مرتبہ چوری کر لی۔ لوگوں نے اس کو پکڑ کر دربارِ خلافت میں پیش کر دیا اور غلام نے اپنے جرم کا اقرار بھی کر لیا۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ اپنے گھر کو روانہ ہوا تو راستہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن الکراء سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ ابن الکراء نے پوچھا کہ تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا؟ تو غلام نے کہا: امیر المومنین و یعسوب المسلمین، دامادِ رسول و زوجِ بتول نے۔ ابن الکراء نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارا ہاتھ کاٹ ڈالا، پھر بھی تم اس قدر اعزاز و اکرام اور مدح و ثنا کے ساتھ ان کا نام لیتے ہو؟ غلام نے کہا کہ کیا ہوا؟ انہوں نے حق پر میرا ہاتھ کاٹا اور مجھے عذابِ جہنم سے بچا لیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کی گفتگو سنی اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا تو امیر المومنین نے اس غلام کو بلوا کر اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر

Marfat.com

رکھ کر رومال سے چھپا دیا۔ پھر کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی کہ رومال ہٹاؤ۔ جب لوگوں نے رومال ہٹایا، تو غلام کا کٹا ہوا ہاتھ اس طرح کلائی سے جڑ گیا تھا کہ کہیں کٹنے کا نشان بھی نہیں تھا۔ (تفسیر کبیر جلد ۵ صد ۴۷۹)

شوہر، عورت کا بیٹا نکلا

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانۂ خلافت سے کچھ دور ایک مسجد کے پہلو میں دو میاں بیوی رات بھر جھگڑا کرتے رہے۔ صبح کو امیر المومنین نے دونوں کو بلا کر جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا۔ شوہر نے عرض کیا، اے امیر المومنین! میں کیا کروں؟ نکاح کے بعد مجھے اس عورت سے بے انتہا نفرت ہو گئی۔ یہ دیکھ کر بیوی مجھ سے جھگڑا کرنے لگی۔ پھر بات بڑھ گئی اور رات بھر لڑائی ہوتی رہی۔ آپ نے تمام حاضرینِ دربار کو باہر نکال دیا اور عورت سے فرمایا کہ دیکھ میں تجھ سے جو سوال کروں، اس کا سچ سچ جواب دینا۔ پھر آپ نے فرمایا اے عورت! تیرا نام یہ ہے، تیرے باپ کا نام یہ ہے۔ عورت نے کہا کہ بالکل ٹھیک ٹھیک آپ نے بتایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے عورت! تو یاد کر کہ تو زنا کاری سے حاملہ ہو گئی تھی اور ایک مدت تک تو اور تیری ماں اس حمل کو چھپاتی رہی۔ جب دردِ زہ شروع ہوا تو تیری ماں تجھے اس گھر سے باہر لے گئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر تو نے میدان میں ڈال دیا۔ اتفاق سے ایک کتا اس بچے کے پاس آیا۔ تیری ماں نے اس کتے کو پتھر مارا، لیکن وہ پتھر بچے کو لگا اور اس کا سر پھٹ گیا تیری ماں کو بچے پر رحم آگیا اور اس نے بچے کے زخم پر پٹی باندھ دی پھر تم دونوں وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ اس کے بعد اس بچے کی تم دونوں کو کچھ بھی خبر نہیں ملی۔ کیا یہ واقعہ سچ ہے؟ عورت نے کہا کہ ہاں، اے امیر المومنین! یہ پورا واقعہ حرف بحرف صحیح ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے مرد! تو اپنا سر کھول کر اس کو دکھا دے۔ مرد نے سر کھولا تو اس زخم کا نشان موجود تھا۔ اس کے بعد امیر المومنین نے فرمایا کہ اے عورت! یہ مرد

Marfat.com

تیرا شوہر نہیں ہے، بلکہ تیرا بیٹا ہے۔ تم دونوں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم دونوں کو حرام کاری سے بچا لیا۔ اب تو اپنے اس بیٹے کو لے کر اپنے گھر چلی جا۔ (شواہد النبوۃ ص۱۶۱)

تبصرہ مذکورہ بالا دونوں مستند کرامتوں کو بغور پڑھیے اور ایمان رکھیے کہ خداوند قدوس کے اولیاء کرام عام انسانوں کی طرح نہیں ہوا کرتے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے ان محبوب بندوں کو ایسی ایسی روحانی طاقتوں کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنا دیتا ہے کہ ان بزرگوں کے تصرفات اور ان کی روحانی طاقتوں اور قدرتوں کی منزل بلند تک کسی بڑے سے بڑے فلسفی کی عقل و فہم کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔

خدا کی قسم! میں حیران ہوں کہ کتنے بڑے جاہل یا متجاہل ہیں وہ لوگ جو اولیاء کرام کو بالکل اپنے ہی جیسا ملا سمجھ کر ان کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرتے ہیں اور اولیاء کرام کے تصرفات کا چلا چلا کر انکار کرتے پھرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے ایسے واقعات جو نورِ ہدایت کے چاند تارے ہیں، ان منکروں کی نگاہ سے آج تک اوجھل ہی ہیں، مگر اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں جو دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو بند کر لے، اس کو چاند ستارے تو کیا سورج کی روشنی بھی نظر نہیں آ سکتی۔ درحقیقت اولیاء کرام کے منکرین کا یہی حال ہے۔

ذرا دیر میں قرآن کریم ختم کر لیتے یہ کرامت روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ایک پاؤں رکاب میں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے اور دوسرا پاؤں رکاب میں رکھ کر گھوڑے کی زین پر بیٹھنے تک اتنی دیر میں ایک قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔

(شواہد النبوۃ ص۱۶۰)

اشارہ سے دریا کی طغیانی ختم ایک مرتبہ نہر فرات میں ایسی خوفناک طغیانی آ گئی کہ سیلاب میں تمام کھیتیاں غرقاب ہو گئیں

Marfat.com

لوگوں نے آپ کے دربار گوہر بار میں فریاد کی۔ آپ فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارکہ وعمامہ مقدسہ وچادر مبارکہ زیب تن فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور آدمیوں کی ایک جماعت جس میں حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے۔ آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ نے پل پر پہنچ کر اپنے عصاء سے نہر فرات کی طرف اشارہ کیا تو نہر کا پانی ایک گز کم ہوگیا۔ پھر دوسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو مزید ایک گز کم ہوگیا جب تیسری بار اشارہ کیا تو تین گز پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہوگیا۔ لوگوں نے شور مچایا کہ امیر المومنین! بس کیجیے یہی کافی ہے۔ (شواہد النبوۃ صد ۱۶۲)

جاسوس اندھا ہوگیا

ایک شخص آپ کے پاس رہ کر جاسوسی کیا کرتا تھا اور آپ کی خفیہ خبریں آپ کے مخالفین کو پہنچایا کرتا تھا۔ آپ نے جب اس سے دریافت فرمایا تو وہ شخص قسمیں کھانے لگا اور اپنی برأت ظاہر کرنے لگا۔ آپ نے جلال میں آکر فرمایا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کی روشنی چھین لے ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ یہ شخص اندھا ہوگیا اور لوگ اس کو لاٹھی پکڑا کر چلانے لگے۔

(شواہد النبوۃ صد ۱۶۷)

تمہاری موت کس طرح ہو گی؟

ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، تو آپ نے اس کو اس کے حالات بتا کر یہ بتایا کہ تم کو فلاں کھجور کے درخت پر پھانسی دی جائے گی۔ چنانچہ اس شخص کے بارے میں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا، وہ حرف بحرف درست نکلا اور آپ کی پیشن گوئی پوری ہو کر رہی۔ (شواہد النبوۃ صد ۱۶۲)

پتھر اٹھایا تو چشمہ ابل پڑا

مقام صفین کو جاتے ہوئے آپ کا لشکر ایک ایسے میدان سے گزرا جہاں پانی نایاب تھا۔ پورا لشکر پیاس کی شدت سے بے تاب ہوگیا۔ وہاں کے گرجا گھر میں ایک راہب رہتا تھا۔

Marfat.com

اس نے بتایا کہ یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر پانی مل سکے گا۔ کچھ لوگوں نے اجازت طلب کی تاکہ وہاں سے جا کر پانی پئیں۔ یہ سُن کر آپ اپنے خچر پر سوار ہو گئے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس جگہ تم لوگ زمین کو کھودو، چنانچہ لوگوں نے زمین کی کھدائی شروع کر دی، تو ایک پتھر ظاہر ہوا۔ لوگوں نے اس پتھر کو نکالنے کی انتہائی کوشش کی، لیکن تمام آلات بے کار ہو گئے اور وہ پتھر نہ نکل سکا۔ یہ دیکھ کر آپ کو جلال آگیا اور آپ نے اپنی سواری سے اتر کر آستین چڑھائی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اس پتھر کی دراز میں ڈال کر زور لگایا، تو وہ پتھر نکل پڑا اور اس کے نیچے سے ایک نہایت ہی صاف شفاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا اور تمام لشکر اس پانی سے سیراب ہو گیا۔ لوگوں نے اپنے جانوروں کو بھی پلایا اور لشکر کی تمام مشکوں کو بھی بھر لیا۔ پھر آپ نے اس پتھر کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ گرجا گھر کا عیسائی راہب آپ کی یہ کرامت دیکھ کر سامنے آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ فرشتہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اُس نے پوچھا: کیا آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: پھر آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں پیغمبر مرسل حضرت محمد بن عبداللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں اور مجھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چند باتوں کی وصیت بھی فرمائی ہے۔ یہ سُن کر وہ عیسائی راہب کلمہ شریف پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

آپ نے فرمایا: تم نے اتنی مدت تک اسلام کیوں قبول نہیں کیا تھا؟ راہب نے کہا کہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس گرجا گھر کے قریب جو ایک چشمہ پوشیدہ ہے اور اس چشمہ کو وہی شخص ظاہر کرے گا، جو یا تو نبی ہو گا یا نبی کا صحابی ہو گا۔ چنانچہ میں اور مجھ سے پہلے بہت سے راہب اس گرجا گھر میں اسی انتظار میں مقیم رہے ہے۔ اب آج آپ نے یہ چشمہ ظاہر کر دیا، تو میری مراد بر آئی۔ اس لیے میں نے آپ کے دین کو قبول کر لیا۔ راہب کی تقریر سن کر آپ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک

Marfat.com

آنسوؤں سے تر ہو گئی اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا: الحمد للہ! کہ ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر ہے۔ یہ راہب مسلمان ہو کر آپ کے خادموں میں شامل ہو گیا اور آپ کے لشکر میں داخل ہو کر شامیوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا اور آپ نے اس کو اپنے دست مبارک سے دفن کیا اور اس کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۶۴)

۵ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا نام نامی بھی عشرہ مبشرہ کی فہرست گرامی میں ہے۔ مکہ مکرمہ کے اندر خاندان قریش میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ماں باپ نے "طلحہ" نام رکھا، مگر دربار نبوت سے ان کو "فیاض" "جواد" و "خیر" کے معزز القاب عطا ہوئے۔ یہ جماعت صحابہ میں سے سابقین اولین کے زمرہ میں ہیں۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ یہ بسلسلۂ تجارت بصرہ گئے تو وہاں کے ایک عیسائی پادری نے ان سے دریافت کیا کہ کیا مکہ میں "احمد نبی" پیدا ہو چکے ہیں؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا: کون "احمد نبی"۔ پادری نے کہا: "احمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ وہ نبی آخر الزماں ہیں اور ان کی نبوت کے ظہور کا یہی زمانہ ہے اور ان کی پہچان کا نشان یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور کھجوروں والے شہر (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔"

چونکہ اس وقت تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا اس لیے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پادری کو نبی آخر الزماں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی جواب نہ دے سکے، لیکن بصرہ سے مکہ معظمہ آنے کے بعد جب ان کو پتا چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرما دیا ہے تو یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

Marfat.com

کفارِ مکہ نے ان کو بے حد ستایا اور رسی باندھ باندھ کر ان کو مارتے رہے، مگر یہ پہاڑ کی طرح دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور جنگ بدر کے سوا تمام اسلامی جنگوں میں کفار سے لڑتے رہے۔ جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری کا یہ سبب ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیج دیا تھا۔ ابوسفیان کا قافلہ ساحلِ سمندر کے راستوں سے مکہ مکرمہ چلا گیا اور یہ دونوں حضرات جب لوٹ کر میدان بدر میں پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی۔

جنگ اُحد میں انہوں نے بڑی ہی جاں بازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے حملوں سے بچانے میں، چونکہ یہ تلوار اور نیزوں کی بوچھاڑ کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے، اس لیے آپ کی انگلی کٹ گئی اور ہاتھ بالکل شل ہو گیا تھا اور ان کے بدن پر تیر و تلوار اور نیزوں کے پچھتر زخم لگے۔ ان کے فضائل و مناقب میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ جنگِ اُحد کے دن جب جنگ رُک جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹان پر چڑھنے لگے تو لوہے کی زرہ کے بوجھ کی وجہ سے چٹان پر چڑھنا دشوار ہو گیا۔ اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے اور ان کے بدن کے اوپر سے گزر کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹان پر چڑھے اور خوش ہو کر فرمایا: "اَوْجَبَ طَلْحَةُ"۔ (یعنی طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔) (مشکوٰۃ ص۵۶۶)

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: زمین پر چلتا پھرتا شہید "طلحہ" ہے۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۵ ۔مطبوعہ حیدر آباد)

۲۰ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل کے دوران آپ کو ایک تیر لگا اور آپ چونسٹھ برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(اکمال ص ۶۰۱ و عشرہ مبشرہ ص ۲۴۵)

Marfat.com

کرامت

ایک قبر سے دوسری قبر میں

شہادت کے بعد آپ کو بصرہ کے قریب دفن کر دیا گیا مگر جس مقام پر آپ کی قبر شریف بنی وہ نشیب میں تھا، اس لیے قبر مبارک کبھی کبھی پانی میں ڈوب جاتی تھی۔ آپ نے ایک شخص کو بار بار متواتر خواب میں آکر اپنی قبر بدلنے کا حکم دیا، چنانچہ اس شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے دس ہزار درہم میں ایک صحابی کا مکان خرید کر اس میں قبر کھودی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی مقدس لاش کو پرانی قبر میں سے نکال کر اس قبر میں دفن کر دیا۔ کافی مدت گزر جانے کے باوجود آپ کا مقدس جسم سلامت اور بالکل ہی تروتازہ تھا۔ (کتاب عشرہ مبشرہ ص ۲۴۵)

تبصرہ

غور فرمائیے کہ کچی قبر جو پانی میں ڈوبی رہتی تھی، ایک مدت گزر جانے کے باوجود ایک ولی اور شہید کی لاش خراب نہیں ہوئی، تو حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس جسم کو قبر کی مٹی بھلا کس طرح خراب کر سکتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ (مشکوٰۃ ص ۱۲۱) (یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ زمین ان کو کبھی کھا نہیں سکتی۔

اسی طرح اس روایت سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ شہداء کرام اپنے لوازمِ حیات کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، کیونکہ اگر وہ زندہ نہ ہوتے، تو قبر میں پانی بھر جانے سے ان کو کیا تکلیف ہوتی؟ اسی طرح اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شہداء کرام خواب میں آکر زندوں کو اپنے احوال و کیفیات سے مطلع کرتے رہتے ہیں،

Marfat.com

کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ خواب یا بیداری میں اپنی قبر دل سے نکل کر زندوں سے ملاقات اور گفتگو کر سکتے ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ جب شہیدوں کا یہ حال ہے اور ان کی جسمانی حیات کی یہ شان ہے تو پھر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص کر حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی حیات اور ان کے تصرفات اور ان کے اختیار و اقتدار کا کیا عالم ہوگا؟

غور فرمائیے کہ وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں یہ مضمون لکھ کر کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے" (نعوذ باللہ) کتنا بڑا جرم اور ظلمِ عظیم کیا ہے۔ اللہ اکبر! ان بے ادبوں اور گستاخوں نے اپنے نوکِ قلم سے محبینِ رسول کے قلوب کو کس طرح مجروح و زخمی کیا ہے، اس کو بیان کرنے کے لیے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَھُوَ عَزِیْزٌ ذُوْانْتِقَام

(۶) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ہیں اس لیے یہ رشتہ میں شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد ہیں، یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی ان دس خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔

بہت ہی بلند قامت، گورے اور چھریرے بدن کے آدمی تھے اور اپنی والدہ ماجدہ کی بہترین تربیت کی بدولت بچپن ہی سے نڈر، جفاکش، بلند حوصلہ اور نہایت ہی اولوالعزم اور بہادر تھے۔ سولہ برس کی عمر میں اس وقت اسلام قبول کیا جبکہ ابھی

Marfat.com

چھ یا سات آدمی ہی حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے تھے۔ تمام اسلامی لڑائیوں میں دلاورانِ عرب کے مقابلے میں آپ نے جس مجاہدانہ بہادری کا مظاہرہ کیا، تواریخِ جنگ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ آپ جس طرف بھی تلوار لے کر بڑھتے کفار کے پرے کے پرے کاٹ کر رکھ دیتے تھے۔

آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ خندق کے دن "حواری" (مخلص وجاں نثار دوست) کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ جنگِ جمل سے بیزار ہو کر واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ عمرو بن جرموز نے آپ کو دھوکہ دے کر شہید کر دیا۔ وقتِ شہادت آپ کی عمر شریف چونسٹھ برس کی تھی۔ ۳۶ھ میں بمقام سفوان آپ کی شہادت ہوئی۔

پہلے یہ "وادی السباع" میں دفن کیے گئے، مگر پھر لوگوں نے ان کی مقدس لاش کو قبر سے نکالا اور پورے اعزاز واحترام کے ساتھ لا کر آپ کو شہر بصرہ میں سپردِ خاک کیا جہاں آپ کی قبر شریف مشہور زیارت گاہ ہے۔ (اکمال ص۵۹۵ وغیرہ)

کرامات

باکرامت برچھی

جنگ بدر میں سعید بن العاص کا بیٹا "عبید" سر سے پاؤں تک لوہے کا لباس پہنے ہوئے کفار کی صف میں سے نکلا اور نہایت ہی گھمنڈ اور غرور سے یہ بولا کہ اے مسلمانو! سن لو کہ میں "ابوکرش" ہوں۔ اس کی یہ مغرورانہ للکار سن کر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوشِ جہاد میں بھرے ہوئے مقابلے کے لیے اپنی صف سے نکلے مگر یہ دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے سوا اس کے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو لوہے میں چھپا ہوا نہ ہو۔ آپ نے تاک کر اس کی آنکھ میں اس زور سے برچھی ماری کہ برچھی اس کی آنکھ کو چھیدتی ہوئی

Marfat.com

کھوپڑی کی ہڈی میں چبھ گئی اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور فوراً ہی مر گیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر پوری طاقت سے برچھی کو کھینچا، تو بڑی مشکل سے برچھی نکلی، لیکن برچھی کا سرا مڑ کر خم ہو گیا تھا۔ یہ برچھی ایک باکرامت یادگار بن کر برسوں تک تبرک بنی رہی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ برچھی طلب فرمالی اور اس کو اپنے پاس رکھا۔ پھر آپ کے بعد خلفائے راشدین کے پاس یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی اور یہ حضرات اعزاز و احترام کے ساتھ اس برچھی کی خاص حفاظت فرماتے رہے۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آگئی، یہاں تک کہ ۷۳ھ میں جب بنوامیہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے ان کو شہید کر دیا، تو یہ برچھی بنوامیہ کے قبضہ میں چلی گئی۔ پھر اس کے بعد لاپتہ ہو گئی۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۷۰، غزوہ بدر)

تبصرہ بخاری شریف کی یہ حدیث پاک ہر مسلمان دین دار کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر متنبہ کر رہی ہے کہ بزرگانِ دین وعلماء صالحین کے عصاء، قلم، تلوار، تسبیح، لباس، برتن وغیرہ سامانوں کو یادگار کے طور پر بطورِ تبرک اپنے پاس رکھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی مقدس سنّت ہے۔ غور فرمایئے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی برچھی کو تبرک بنا کر رکھنے میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین نے کس قدر اہتمام کیا اور کس کس طرح اس برچھی کا اعزاز و اکرام کیا؟

بد عقیدہ لوگ جو بزرگانِ دین کے تبرکات اور ان کی زیارتوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں اور اہل سنّت کو طعنہ دیا کرتے ہیں کہ یہ لوگ بزرگوں کی لاٹھیوں، تلواروں، قلموں کا اکرام و احترام کرتے ہیں۔ یہ حدیث ان کی آنکھیں کھول دینے کے لیے سرمۂ ہدایت سے کم نہیں، بشرطیکہ ان کی آنکھیں پھوٹ نہ گئی ہوں۔

فتح فسطاط مصر کی جنگ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر

Marfat.com

کے ساتھ فسطاط کے قلعہ کا کئی ماہ سے محاصرہ کیے ہوئے تھے، لیکن اس مضبوط قلعہ کو فتح کرنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آرہی تھی۔ آپ نے دربار خلافت میں مزید فوجوں سے امداد کے لیے درخواست بھیجی۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار مجاہدین اور چار افسروں کو بھیج کر یہ تحریر فرمایا کہ ان چار افسروں میں ہر افسر دس ہزار سپاہ کے برابر ہے۔ ان چار افسروں میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حملہ آور محاصرین کی فوج کا سپہ سالار بنا دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ کا چکر لگا کر اندازہ فرما لیا کہ اس قلعہ کو فتح کرنا نہایت ہی دشوار ہے، لیکن آپ نے اپنے فوجی دستے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے بہادران اسلام! دیکھو میں آج اپنی ہستی کو اسلام پر فدا اور قربان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے بالکل اکیلے قلعہ کی دیوار پر سیڑھی لگائی اور تنہا قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر "اللہ اکبر" کا نعرہ مارا اور ایک دم فصیل کے نیچے قلعہ کے اندر کود کر اکیلے ہی قلعہ کی اندرونی فوج سے لڑتے ہوئے قلعہ کا پھاٹک کھول دیا اور اسلامی فوج نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے قلعہ کے اندر داخل ہو گئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہو گیا۔

اس مضبوط و مستحکم قلعہ کو جس بے مثال جرأت اور بہادری سے منٹوں میں فتح کر لیا۔ اس کو تاریخ جنگ میں کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ امیر لشکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی اس کرامت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے، کیونکہ وہ کئی ماہ سے اس قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، مگر باوجود اپنی جنگی مہارت اور اعلیٰ درجے کی کوششوں کے وہ اس قلعہ کو فتح نہیں کر سکے تھے۔ (کتاب عشرہ مبشرہ ص ۲۲۴)

حضرت زبیر کی شکل میں حضرت جبریل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنگِ بدر کے دن حضرت جبریل علیہ السلام پیلے رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کی شکل وصورت میں فرشتوں کی فوج لے کر اُترے تھے۔

(کنز العمال جلد ۱۲ ص ۱۲۷ مطبوعہ حیدر آباد)

۷ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی دس جنتی صحابہ کی فہرست میں ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ سے دس سال بعد خاندانِ قریش میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اسی طرح ہوئی جس طرح سردارانِ قریش کے بچوں کی ہوا کرتی تھی۔ ان کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ یمن کے ایک بوڑھے عیسائی راہب نے ان کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دی اور یہ بتایا کہ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کریں گے۔ جب یہ یمن سے لوٹ کر مکہ مکرمہ آئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی ترغیب دی۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ جب کہ آپ سے پہلے چند ہی آدمی آغوشِ اسلام میں آئے تھے۔ چونکہ مسلمان ہوتے ہی آپ کے گھر والوں نے آپ پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑنا شروع کر دیا، اس لیے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس آئے اور اپنا سارا مال و اسباب چھوڑ کر بالکل خالی ہاتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے بازار کا رُخ کیا اور چند ہی دنوں میں آپ کی تجارت میں اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ آپ کا شمار دولت مندوں میں ہونے لگا اور آپ نے قبیلۂ انصار کی ایک خاتون سے شادی بھی کر لی۔

تمام اسلامی لڑائیوں میں آپ نے جان و مال کے ساتھ شرکت کی۔ جنگِ اُحد میں یہ ایسی جاں بازی اور سر فروشی کے ساتھ کفار سے لڑے کہ ان کے بدن پر اکیس زخم لگے تھے اور ان کے پاؤں میں بھی ایک گہرا زخم لگ گیا تھا جس کی وجہ سے یہ

Marfat.com

لنگڑا کر چلتے تھے۔ آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ کا تجارتی قافلہ جو سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔ آپ نے اپنا یہ پورا قافلہ مع اونٹوں اور ان پر لدے ہوئے سامانوں کے خدا کی راہ میں خیرات کر دیا۔

ایک مرتبہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو صدقہ دینے کی ترغیب دی، تو آپ نے چار ہزار درہم پیش کر دیا۔ دوسری مرتبہ چالیس ہزار درہم اور تیسری مرتبہ پانچ سو گھوڑے، پانچ سو اونٹ پیش کر دیے۔ بوقتِ وفات ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دیناروں کا صدقہ کیا اور جنگِ بدر میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام کے لیے چار چار سو دینار کی وصیّت فرمائی اور ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات کے لیے ایک باغ کی وصیّت کی جو چالیس ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵٦۷)

۳۲ھ میں کچھ دنوں بیمار رہ کر بہتر سال کی عمر میں وصال فرمایا اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنتہ البقیع میں دفن ہوئے اور ہمیشہ کے لیے سخاوت و شجاعت کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔ (عشرہ مبشرہ ص ۲۲۹ تا ص ۲۳۵ و اکمال ص ۶۰۳ و کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۰۴)

کرامات

یوں تو آپ کی مقدس زندگی سراپا کرامت ہی کرامت تھی، مگر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا مسئلہ آپ نے جس طرح طے فرمایا، وہ آپ کی باطنی فراست اور خداداد کرامت کا ایک بڑا ہی انمول نمونہ ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقتِ وفات چھ جنتی صحابہ حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت سعد بن ابی وقاص و حضرت زبیر بن العوام و حضرت عبد الرحمن

بن عوف و حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لے کر یہ وصیت فرمائی کہ میرے بعد ان چھ شخصوں میں سے جس پر اتفاق رائے ہو جائے، اس کو خلیفہ مقرر کیا جائے اور تین دن کے اندر خلافت کا مسئلہ ضرور طے کر دیا جائے اور ان تین دنوں تک حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں امامت کرتے رہیں گے۔ اس وصیت کے مطابق یہ چھ حضرات ایک مکان میں جمع ہو کر دو روز تک مشورہ کرتے رہے، مگر یہ مجلس شوریٰ کسی نتیجہ پر نہ پہنچی۔ تیسرے دن حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ آج تقرر خلافت کا تیسرا دن ہے، لہٰذا تم لوگ آج اپنے میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لو۔ حاضرین نے کہا: اے عبد الرحمٰن! ہم لوگ تو اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکے۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو پیش کیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ چھ آدمیوں کی یہ جماعت ایثار سے کام لے اور تین آدمیوں کے حق میں اپنے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرما دیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اپنے حق سے کنارہ کش ہو گئے۔ آخر میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حق دے دیا۔ اب خلافت کے حقدار حضرت عثمانؓ حضرت علی و حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم رہ گئے۔ پھر حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے عثمان و علی! میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہرگز ہرگز خلیفہ نہیں بنوں گا۔ اب تم دو ہی امیدوار رہ گئے ہو، اس لیے تم دونوں خلیفہ کے انتخاب کا حق مجھے دے دو۔ حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انتخابِ خلیفہ کا مسئلہ خوشی خوشی حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اس گفتگو کے مکمل ہو جانے کے بعد حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان سے باہر نکل آئے اور پورے شہر مدینہ میں خفیہ طور پر گشت کر کے ان دونوں امیدواروں کے بارے میں رائے عامہ معلوم کرتے رہے۔ پھر دونوں امیدواروں

Marfat.com

سے الگ الگ تنہائی میں یہ عہد لے لیا کہ اگر میں تم کو خلیفہ بنا دوں تو تم عدل کرو گے اور اگر دوسرے کو خلیفہ مقرر کر دوں، تو تم اس کی اطاعت کرو گے۔ جب دونوں امیدواروں سے یہ عہد لے لیا، تو پھر آپ نے مسجد نبوی میں آ کر یہ اعلان فرمایا کہ اے لوگو! میں نے خلافت کے معاملہ میں خود بھی کافی غور و خوض کیا اور اس معاملہ میں انصار و مہاجرین کی رائے عامہ بھی معلوم کر لی ہے چونکہ رائے عامہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے حق میں زیادہ ہے، اس لیے میں حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر سب سے پہلے خود آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی اور آپ کے بعد حضرت علی اور دوسرے سب صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کر لی۔ اس طرح خلافت کا مسئلہ بغیر کسی اختلاف و انتشار کے طے ہو گیا جو بلاشبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔

(عشرہ مبشرہ ص ۲۳۱ تا ص ۲۳۴ و بخاری جلد ۱ ص ۵۲۴ مناقب عثمان)

جنت میں جانے والا پہلا مال دار

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اَغْنِیَاءِ اُمَّتِیْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ۔ (یعنی میری امت کے مال داروں میں سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں داخل ہوں گے)

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۹۳)

ماں کے پیٹ ہی سے سعید

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بیہوش ہو گئے اور کچھ دیر بعد جب وہ ہوش میں آئے تو فرمایا کہ ابھی ابھی میرے پاس دو بہت ہی خوفناک فرشتے آئے اور مجھ سے کہا کہ تم اس خدا کے دربار میں چلو جو عزیز و امین ہے۔ اتنے میں ایک دوسرا فرشتہ آ گیا اور اس نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو۔ یہ تو جب اپنی ماں کے شکم میں تھے، اسی وقت سے سعادت آگے بڑھ کر ان سے وابستہ ہو چکی ہے۔

(کنز العمال ج ۱۵، ص ۲۰۳، مطبوعہ حیدر آباد)

Marfat.com

⑧ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو اسحاق ہے اور خاندانِ قریش کے ایک بہت ہی نامور شخص ہیں جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں۔ یہ ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں جب کہ ابھی ان کی عمر سترہ برس کی تھی، دامنِ اسلام میں آ گئے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار پر تیر چلایا اور ہم لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہ کر اس حال میں جہاد کیا کہ ہم لوگوں کے پاس سوائے ببول کے پتوں اور ببول کی پھلیوں کے سوا کوئی کھانے کی چیز نہ تھی۔ (مشکوٰۃ ج ۲، ص ۵۶۷)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ سَدِّدْ سَهْمَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ"

(اے اللہ ان کے تیر کے نشانہ کو درست فرما دے اور ان کی دعا کو مقبول فرما)

خلافتِ راشدہ کے زمانے میں بھی یہ فارس اور روم کے جہادوں میں سپہ سالار رہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا، پھر اس عہدہ سے معزول کر دیا اور یہ برابر جہادوں میں کفار سے کبھی سپاہی بن کر اور کبھی اسلامی لشکر کے سپہ سالار بن کر لڑتے رہے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین ہوئے تو انہوں نے دوبارہ ان کو کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب مقام "عتیق" میں اپنا ایک گھر بنا کر اس میں رہتے تھے اور ۵۵ھ میں جب کہ ان کی عمر شریف پچھتر برس کی تھی۔ اسی مکان کے اندر وصال فرمایا۔ آپ نے وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرا اُون کا وہ پرانا جبہ ضرور پہنایا جائے جس کو پہن کر میں نے جنگِ بدر میں کفار سے جہاد کیا تھا، چنانچہ وہ جبہ آپ کے کفن میں شامل کیا گیا۔ لوگ فرطِ عقیدت سے آپ کے جنازے

Marfat.com

کو کندھوں پر اٹھا کر مقامِ "عتیق" سے مدینہ منورہ لائے اور حاکمِ مدینہ مروان بن الحکم نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنتہ البقیع میں آپ کی قبر منور بنائی۔

"عشرہ مبشرہ" یعنی جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابیوں میں سے یہی سب سے اخیر میں دُنیا سے تشریف لے گئے اور ان کے بعد دنیا عشرہ مبشرہ کے ظاہری وجود سے خالی ہو گئی۔ مگر زمانہ ان کی برکات سے ہمیشہ ہمیشہ مستفیض ہوتا رہے گا۔

(اکمال فی اسماء الرجال و تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۲ وغیرہ)

کرامات

آپ کی کرامتوں میں سے چند کرامات مندرج ذیل ہیں۔

بدنصیب بوڑھا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایات لے کر امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار خلافت مدینہ منورہ میں پہنچے حضرت امیر المومنین نے ان شکایات کی تحقیقات کے لیے چند معتمد صحابیوں کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوفہ بھیجا اور یہ حکم فرمایا کہ کوفہ شہر کی ہر مسجد کے نمازیوں سے نماز کے بعد یہ پوچھا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے آدمی ہیں؟ چنانچہ تحقیقات کرنے والوں کی اس جماعت نے جن جن مسجدوں میں نمازیوں کو قسم دے کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا، تو تمام مسجدوں کے نمازیوں نے ان کے بارے میں کلمۂ خیر کہا اور مدح و ثناء کی، مگر ایک مسجد میں فقط ایک آدمی جس کا نام "ابو سعدہ" تھا۔ اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین شکایات پیش کیں اور کہا، لَا یَقْسِمُ بِالسَّوِیَّۃِ وَلَا یَسِیْرُ بِالسَّرِیَّۃِ وَلَا یَعْدِلُ فِی الْقَضِیَّۃِ۔ (یعنی یہ مالِ غنیمت برابری کے ساتھ تقسیم نہیں کرتے اور خود

Marfat.com

لشکروں کے ساتھ جہاد میں نہیں جاتے اور مقدمات کے فیصلوں میں عدل نہیں کرتے)

یہ سُن کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہی یہ دُعا مانگی: اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کی عمر لمبی کر دے اور اس کی محتاجی کو دراز کر دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کر دے۔ عبدالملک بن عمیر تابعی کا بیان ہے کہ اس دعا کا میں نے یہ اثر دیکھا کہ "ابو سعدہ" اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں بھویں، اس کی دونوں آنکھوں پر لٹک پڑی تھیں اور وہ در بدر بھیک مانگ کر انتہائی فقیری اور محتاجی کی زندگی بسر کرتا تھا اور اس بڑھاپے میں بھی وہ راہ چلتی ہوئی جوان لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور ان کے بدن میں چٹکیاں بھرتا رہتا تھا اور جب کوئی اس سے اس کا حال پوچھتا تھا تو وہ کہا کرتا تھا کہ میں کیا بتاؤں؟ میں ایک بُڈھا ہوں جو فتنوں میں مبتلا ہوں، کیونکہ مجھ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددُعا لگ گئی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۵ بحوالہ بخاری و مسلم و بیہقی)

دشمن صحابہ کا انجام

ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی و بے ادبی کے الفاظ بکنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنی اس خبیث حرکت سے باز رہو، ورنہ میں تمہارے لیے بددُعا کر دوں گا۔ اس گستاخ و بے باک نے کہہ دیا کہ مجھے آپ کی بددعا کی کوئی پروا نہیں۔ آپ کی بددُعا سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ یہ سُن کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! اگر اس شخص نے تیرے پیارے نبی کے پیارے صحابیوں کی توہین کی ہے، تو آج ہی اس کو اپنے قہر و غضب کی نشانی دکھا دے تاکہ دوسروں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ اس دُعا کے بعد جیسے ہی وہ شخص مسجد سے باہر نکلا تو بالکل ہی اچانک ایک پاگل اونٹ کہیں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کو دانتوں سے پچھاڑ دیا اور اس کے اوپر بیٹھ کر اس کو اس قدر زور سے دبایا کہ اس کی پسلیوں کی ہڈیاں چُور چُور ہو گئیں اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ دوڑ دوڑ کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد دینے لگے

Marfat.com

کہ آپ کی دعا مقبول ہو گئی اور صحابہ کرام کا دشمن ہلاک ہو گیا۔

(دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۲۰۷ و حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۶)

گستاخ کی زبان کٹ گئی

جنگِ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکروں کے سپہ سالار تھے لیکن آپ زخموں سے نڈھال تھے، اس لیے میدانِ جنگ میں نکل کر جنگ نہیں کر سکے، بلکہ سینے کے نیچے ایک تکیہ رکھ کر اور پیٹ کے بل لیٹ کر فوجوں کی کمان کرتے رہے۔ بڑی خونریز اور گھمسان کی جنگ کے بعد جب مسلمانوں کی فتح مبین ہو گئی، تو ایک مسلمان سپاہی نے یہ گستاخی اور بے ادبی کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نکتہ چینی کرتے ہوتے ان کی شان میں ہجو اور بے ادبی کے اشعار لکھ ڈالے جو یہ ہیں۔

نُقَاتِلُ حَتّٰی یُنْزِلَ اللّٰہُ نَصْرَہٗ

وَسَعْدٌ بِبَابِ الْقَادِسِیَّۃِ مُعْصَمٖ

(ہم لوگ جنگ کرتے ہیں، یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنی مدد نازل فرما دیتا ہے اور حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یہ حال ہے کہ وہ قادسیہ کے پھاٹک پر محفوظ ہو کر بیٹھے ہی رہتے ہیں)

فَاُبْنَا وَقَدْ اٰمَتْ نِسَاءٌ کَثِیْرَۃٌ

وَنِسْوَۃُ سَعْدٍ لَیْسَ فِیْہِنَّ اَیِّمٗ

(ہم جب جنگ سے واپس آئے، تو بہت سی عورتیں بیوہ ہو چکی تھیں، لیکن سعد کی کوئی بیوی بھی بیوہ نہیں ہوئی)

اس دل خراش ہجو سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب نازک پر بڑی زبردست چوٹ لگی اور آپ نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! اس شخص کی زبان اور ہاتھ کو میری ہجو کرنے سے روک دے۔ آپ کی زبان سے ان کلمات کا نکلنا تھا کہ یکایک کسی نے اس گستاخ سپاہی کو اس طرح تیر مارا کہ اس کی زبان کٹ کر گر پڑی اور اس کا ہاتھ بھی کٹ

Marfat.com

گیا اور وہ شخص ایک لفظ بھی نہ بول سکا اس کا دم نکل گیا۔

(دلائل النبوۃ ج ۲ ص۲۰۷ والبدایہ والنہایہ ج ۷ ص۴۵)

چہرہ پیٹھ کی طرف ہو گیا

ایک عورت کی یہ عادت بد تھی کہ وہ ہمیشہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں جھانک جھانک کر آپکے گھریلو حالات کی جستجو و تلاش کیا کرتی تھی۔ آپ نے بار بار اس کو سمجھایا اور منع کیا، مگر وہ کسی طرح باز نہیں آئی۔ یہاں تک کہ ایک دن نہایت جلال میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ "تیرا چہرہ بگڑ جائے"۔ ان لفظوں کا یہ اثر ہوا کہ اس عورت کی گردن گھوم گئی اور اس کا چہرہ پیٹھ کی طرف ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص۸۶۶ بحوالہ ابن عساکر)

ایک خارجی کی ہلاکت

ایک گستاخ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رنج و غم میں ڈوب گئے اور جوش میں آکر یہ دُعا کر دی کہ "یا اللہ! اگر یہ تیرے اولیاء میں سے ایک ولی کو گالیاں دے رہا ہے، تو اس مجلس کے برخاست ہونے سے قبل ہی اس شخص کو اپنا قہر و غضب دکھا دے"۔

آپ کی زبانِ اقدس سے اس دُعا کا نکلنا تھا کہ اس مردود کا گھوڑا بدک گیا اور وہ پتھروں کے ڈھیر میں منہ کے بل گر پڑا اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص۸۶۶ بحوالہ حاکم)

تبصرہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا ان پانچ کرامتوں سے ہم کو دو سبق ملتے ہیں۔

اوّل یہ کہ محبوبانِ بارگاہِ الٰہی یعنی انبیاء و صدیقین اور شہداء کرام و صالحین کی شان میں ادنیٰ درجے کی بد دعائیں بہت ہی خطرناک اور ہلاکت آفریں بلائیں ہیں۔ ان بزرگوں کی بد دعا اور پھٹکار اور ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی یہ قہر الٰہی کا سگنل ہے۔ ان خدا کے مقدس اور محبوب

Marfat.com

بندوں کی ذرا سی بھی بے ادبی کو خداوند قدوس کی شانِ قہاری و جباری معاف نہیں فرماتی، بلکہ ضرور ان گستاخوں کو دونوں جہان کے عذاب میں گرفتار کر دیتی ہے۔

دُوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں، علماء، اولیاء، اور تمام صالحین کی بد دعائیں بہت ہی خطرناک اور ہلاکت آفریں بلائیں ہیں۔ ان بزرگوں کی بد دُعا اور پھٹکار وہ تلوار ہے جس کی کوئی ڈھال نہیں اور یہ تباہی و بربادی کا وہ زہر آلود تیر ہے جس کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا، لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ زندگی بھر ہر ہر قدم پر یہ دھیان رکھے کہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی شان میں ذرہ بھر بھی بے ادبی نہ ہونے پائے اور بزرگانِ دین میں سے کسی کی بھی بد دُعا نہ لے، بلکہ ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہے کہ خدا کے نیک بندوں کی دعائیں ملتی رہیں، کیونکہ نیک بندوں کی بد دعائیں بربادی کا خوفناک سگنل اور ان کی دعائیں آبادی کا شیریں پھل ہیں۔

ساٹھ ہزار کا لشکر دریا میں

جنگِ فارس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ دوران سفر راستہ میں دریا تے دجلہ کو پار کرنے کی ضرورت پیش آ گئی اور کشتیاں موجود نہیں تھیں۔ آپ نے لشکر کو دریا میں چل دینے کا حکم دے دیا اور خود سب سے آگے آگے آپ یہ دعا پڑھتے ہوئے دریا پر چلنے لگے: نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝ لوگ آپس میں بلاجھجک ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے گھوڑوں والے گھوڑوں پر سوار، اونٹوں والے اونٹوں پر سوار، پیدل چلنے والے پاپیادہ، اپنے اپنے سامانوں کے ساتھ دریا پر اس طرح چلنے لگے جس طرح میدانوں میں قافلے گزرتے رہتے ہیں۔ عثمان نہدی تابعی کا بیان ہے کہ اس موقع پر ایک صحابی کا پیالہ دریا میں گر پڑا، تو دریا کی موجوں نے اس پیالہ کو کنارے پر پہنچا دیا اور ان کو اُن کا پیالہ مل گیا۔ اس لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار پاپیادہ اور سوار کی تھی۔

([redacted] النبوۃ ج ۳ ص ۲۰۹ و طبری ج ۴ ص ۱۷۱)

Marfat.com

تبصرہ یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ دریا بھی اولیاء اللہ کے احکام کا فرماں بردار ہے اور ان اللہ والوں کی حکومت خداوند قدوس کی عطا سے جس طرح خشکی پر ہے، اسی طرح دریاؤں پر بھی ان کی حکومت کا سکہ چلتا ہے۔ کاش وہ بدعقیدہ لوگ جو اولیاء کرام کے ادب و احترام سے محروم اور ان بزرگوں کی خداداد طاقتوں اور ان کے تصرفات کی قدرتوں کے منکر ہیں۔ ان روایات کو بغور پڑھتے اور ان روشنی کے میناروں سے ہدایت کا نور حاصل کرتے۔

ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی کرامت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی نظم میں یہ شعر لکھا ہے ؎

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

نعرۂ تکبیر سے زلزلہ جنگ قادسیہ میں فتح حاصل ہو جانے کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "حمص" پر چڑھائی کی یہ رومیوں کا بہت ہی مضبوط قلعہ تھا۔ بادشاہِ روم نے اس شہر کی حفاظت کے لیے ایک بہت ہی زبردست فوج بھیجی تھی، مگر جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شہر کے قریب پہنچے، تو آپ نے اپنے لشکر کو حکم فرمایا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کا بلند آواز سے نعرہ ماریں، چنانچہ جب پوری فوج نے ایک ساتھ نعرہ مارا، تو اس شہر میں اس زور کا زلزلہ آگیا کہ تمام عمارتیں ہلنے لگیں۔ پھر دوسری مرتبہ نعرہ مارا تو قلعہ اور شہر کی دیواریں گرنے لگیں اور رومی فوج پر ایسی دہشت سوار ہو گئی کہ وہ ہتھیار بھی نہ اٹھا سکی، بلکہ ایک گراں قدر رقم بطور جزیہ کے دے کر رومیوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی۔ (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۵۹)

تبصرہ کلمہ طیبہ اور تکبیر کا نعرہ ہر شخص لگا سکتا ہے، مگر تجربہ یہ ہے کہ اگر اس زمانے کے لاکھوں مسلمان بھی ایک ساتھ مل کر یہ نعرہ ماریں تو گھاس کا ایک پتہ اور خس

Marfat.com

کا ایک تنکا بھی نہیں ہل سکتا، مگر صحابہ کرام کے اس نعرہ سے پتھروں کی چٹانوں سے بنے ہوئے محلات اور قلعے چکنا چور ہو کر زمین پر بکھر گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ کلمۂ تکبیر کے الفاظ و معانی میں تو ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے، لیکن اللہ والوں کی زبانوں، آوازوں اور لہجوں میں اور ہماری زبانوں، آوازوں اور لہجوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کہاں وہ اللہ کے نیک اور پاک باز بندے؟ اور کہاں ہم دلوں کے میلے اور زبانوں کے گندے؟ اس سے پتا چلتا ہے کہ ایک ہی آیت، ایک ہی دعا، ایک اللہ والا پڑھ دے، تو اس کی تاثیر کچھ اور ہوتی ہے اور ایک گناہوں والا پڑھ دے، تو اس کی تاثیر کچھ اور ہوتی ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے ؎

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور
الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
مُلّا کی اذاں اور، مجاہد کی اذاں اور (بال جبریل)

بہر حال اس نکتہ سے ہرگز ہرگز غافل نہیں رہنا چاہئے کہ اولیاء کرام اور عام انسانوں میں بہت بڑا فرق ہے، جو لوگ صرف پانچ وقت نماز پڑھ کر اولیاء کرام کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرتے پھرتے ہیں۔ خدا کی قسم یہ لوگ گمراہی کے اتنے گہرے اور اس قدر اندھیرے غار میں گر پڑے ہیں کہ انہیں نہ تو توفیق الٰہی کی سیڑھی مل سکتی ہے نہ وہاں تک آفتابِ ہدایت کی روشنی پہنچ سکتی ہے۔ خداوند کریم ان گمراہوں کے قرب اور ان کے مکر و فریب کے کالے جادو سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

عمر دراز ہو گئی ایک شخص نہایت ہی خطرناک اور جاں لیوا بیماری میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی سے ناامید ہو چکا تھا۔ وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا اور رو رو کر فریاد کرنے لگا، اے صحابیٔ رسول! میرے بچے ابھی بہت ہی

چھوٹے چھوٹے ہیں۔ میرے مرنے کے بعد اُن کی پرورش کرنے والا مجھے کوئی نظر نہیں آتا، لہٰذا آپ یہ دُعا کر دیجیے کہ ان بچوں کے بالغ ہونے تک زندہ رہوں۔ آپ کو اس مریض کے حالِ زار پر رحم آگیا اور آپ نے اس کی تندرستی اور سلامتی کے لیے دُعا کر دی، تو وہ شخص شفایاب ہوگیا اور بیس برس تک زندہ رہا، حالانکہ کسی کو بھی امید نہیں تھی کہ وہ اس بیماری سے بچ کر زندہ رہ سکے گا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۶ بحوالہ بیہقی)

تبصرہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان کرامتوں میں آپ نے ان کی بددعاؤں کا ثمرہ بھی دیکھ لیا اور ان کی دعاؤں کا جلوہ بھی دیکھ لیا، اس لیے اس سے سبق حاصل کیجئے اور ہمیشہ اللہ والوں کی بددعاؤں سے بچتے رہیے۔ اور ان بزرگوں سے ہمیشہ نیک دعاؤں کی بھیک مانگتے رہیے۔ اگر آپ کا یہ طرزِ عمل رہا، تو ان شاء اللہ تعالیٰ زندگی بھر آپ سعادت اور خوش بختی کے بادشاہ بنے رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۹) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی ان دس صحابیوں میں سے ہیں جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی ہے۔ یہ خاندانِ قریش میں سے ہیں اور زمانہ جاہلیت کے مشہور موحد زید بن عمرو بن نُفیل کے فرزند اور امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوئی ہیں یہ جب مسلمان ہوئے، تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسّی سے باندھ کر مارا اور ان کے گھر میں جا کر ان کو اور اپنی بہن فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی مارا، مگر یہ دونوں استقامت کا پہاڑ بن کر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جنگِ بدر میں ان کو اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان کے قافلہ کا پتا لگانے کے لیے بھیج دیا تھا، اس لیے یہ جنگِ بدر کے معرکہ میں حصّہ نہ لے سکے، مگر اس کے بعد کی تمام لڑائیوں میں یہ شمشیر بکف ہو کر کفار سے ہمیشہ جنگ کرتے رہے۔ گندمی رنگ

Marfat.com

بہت ہی دراز قد، خوبصورت اور بہادر جوان تھے۔ تقریباً ۵۰ھ میں ستر برس کی عمر پا کر مقام عتیق" میں وصال فرمایا اور لوگوں نے آپ کے جنازہ مبارکہ کو مدینہ منورہ لا کر آپ کو جنۃ البقیع میں دفن کیا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص۵۹۶ و بخاری شریف ج ۱ ص۵۴۵ مع حاشیہ)

کرامت

کنواں قبر بن گیا

ایک عورت جس کا نام اروی بنت اویس تھا، ان کے اوپر حاکم مدینہ مروان بن الحکم کی کچہری میں یہ دعویٰ دائر کر دیا کہ انہوں نے میری ایک زمین لے لی ہے۔ مروان نے جب ان سے جواب طلب کیا، تو آپ نے فرمایا کہ میں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی کی بالشت برابر بھی زمین لے لے گا، تو قیامت کے دن اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا، تو اس حدیث کو سن لینے کے بعد بھلا یہ کیوں کر ممکن ہے کہ میں کسی کی زمین لے لوں گا۔ آپ کا یہ جواب سن کر مروان نے کہا: اے عورت! اب میں تجھ سے کوئی گواہ طلب نہیں کروں گا۔ جا تو اس زمین کو لے لے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ سن کر یہ دعا مانگی: یا اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اندھی ہو جائے اور اسی زمین پر مرے۔ چنانچہ اس کے بعد یہ عورت اندھی ہو گئی۔ محمد بن زید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ میں نے اس عورت کو دیکھا ہے کہ وہ اندھی ہو گئی تھی، اور دیواریں پکڑ کر ادھر ادھر چلتی پھرتی تھی۔ یہاں تک وہ ایک دن اسی زمین کے ایک کنوئیں میں گر کر مر گئی اور کسی نے اس کو نکالا بھی نہیں، اس لیے وہی کنواں اس کی قبر بن گیا اور ایک اللہ والے کی دعا کی مقبولیت کا جلوہ نظر آ گیا۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص۵۴۶ و حجۃ اللہ ج ۲ ص۸۶۶ بحوالہ بخاری و مسلم)

تبصرہ

اللہ والوں کی یہ کرامت ہے کہ ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت جلد مقبول ہوا کرتی ہیں اور ان کی زبان سے نکلے الفاظ کا ثمرہ خداوند کریم ضرور عالم وجود میں لاتا ہے۔ سچ ہے۔

Marfat.com

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

(۱۰) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ خاندانِ قریش کے بہت ہی نامور اور معزز شخص ہیں۔ فہر بن مالک پر ان کا خاندانی شجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ یہ بھی "عشرہ مبشرہ" میں سے ہیں۔ ان کا اصلی نام "عامر" ہے۔ ابو عبیدہ ان کی کنیت ہے اور ان کو بارگاہِ رسالت سے امین الامّۃ کا لقب ملا ہے ابتدائے اسلام ہی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا، تو آپ فوراً ہی اسلام قبول کر کے جاں نثاری کے لیے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ پہلے آپ نے حبشہ ہجرت کی پھر حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ جنگ بدر وغیرہ تمام اسلامی جنگوں میں انتہائی جاں بازی کے ساتھ کفار سے معرکہ آرائی کرتے رہے۔ جنگِ احد میں لوہے کی ٹوپی کی دو کڑیاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارِ منوّر میں چبھ گئی تھیں۔ آپ نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر ان کڑیوں کو کھینچ کر نکالا۔ اسی میں آپ کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ بہت ہی شیر دل، بہادر، بلند قامت اور بارعب چہرے والے پہلوان تھے۔ ۱۸ھ میں بمقام اُردن طاعونِ عمواس میں وفات پا گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور مقام بیسان میں دفن ہوئے۔ بوقت وفات عمر شریف اٹھاون برس تھی۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۸)

کرامت

آپ کی کرامتوں میں سے ایک بہت ہی مشہور اور عجیب کرامت درج ذیل ہے:

بے مثال مچھلی | آپ تین سو مجاہدینِ اسلام کے لشکر پر سپہ سالار بن کر "سیف البحر" میں

Marfat.com

جہاد کے لیے تشریف لے گئے، وہاں فوج کا راشن ختم ہو گیا۔ یہاں تک کہ یہ چوبیس چوبیس گھنٹے میں ایک ایک کھجور بطورِ راشن کے مجاہدین کو دینے لگے۔ پھر وہ کھجوریں بھی ختم ہو گئیں۔ اب بھکمری کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔ اس موقع پر آپ کی یہ کرامت ظاہر ہوتی اچانک سمندر کی طوفانی موجوں نے ساحل پر ایک بہت بڑی مچھلی کو پھینک دیا اور اس مچھلی کو یہ تین سو مجاہدین کی فوج اٹھارہ دنوں تک شکم سیر ہو کر کھاتی رہی اور اس کی چربی کو اپنے جسموں پر ملتی رہی، یہاں تک کہ سب لوگ تندرست اور خوب فربہ ہو گئے۔ پھر چلتے وقت اس مچھلی کا کچھ حصہ کاٹ کر اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ واپس آئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھی اس مچھلی کا ایک ٹکڑا پیش کیا جس کو آپ نے تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس مچھلی کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا رزق بنا کر بھیج دیا۔ یہ مچھلی کتنی بڑی تھی لوگوں کو اس کا اندازہ بتانے کے لیے امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی دو پسلیوں کو زمین میں گاڑ دیں، چنانچہ دونوں پسلیاں زمین پر گاڑ دی گئیں، تو اتنی بڑی محراب بن گئی کہ اس کے نیچے سے کجاوہ بندھا ہوا اونٹ گزر گیا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۶۲۶ باب غزوۂ سیف البحر)

تبصرہ

ایسے وقت میں جب کہ لشکر میں خوراک کا سارا سامان ختم ہو چکا تھا اور لشکر کے سپاہیوں کے لیے بھکمری کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں تھا، بالکل ہی ناگہاں بغیر کسی محنت و مشقت کے اس مچھلی کا خشکی میں مل جانا اس کو کرامت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ پھر اتنی بڑی مچھلی کہ تین سو بھوکے سپاہیوں نے اس مچھلی کو کاٹ کاٹ کر اٹھارہ دنوں تک خوب شکم سیر ہو کر کھایا یہ ایک دوسری کرامت ہے، کیونکہ اتنی بڑی مچھلی بہت ہی نادر الوجود ہے کہ اتنا بڑا لشکر اس کو اتنے دنوں تک کھاتا رہے اور پھر اس کے ٹکڑوں کو کاٹ کاٹ کر اونٹوں پر لاد کر مدینہ منورہ تک لے جائے، مگر پھر بھی مچھلی ختم نہیں ہوئی، بلکہ اس کا کچھ حصہ لوگ چھوڑ کر چلے گئے۔ اتنی بڑی مچھلی کا وجود دنیا میں بہت ہی کمیاب ہے۔

Marfat.com

پھر مچھلی ایک ایسی چیز ہے کہ مرنے کے بعد دو چار دنوں میں سڑ گل کر اور پانی بن کر بہ جاتی ہے، مگر عادتِ جاریہ کے خلاف مہینوں تک یہ مری ہوئی مچھلی زمین پر دھوپ میں پڑی رہی، پھر بھی بالکل تازہ رہی، نہ اس میں بدبو پیدا ہوئی نہ اس کا مزہ تبدیل ہوا، یہ تیسری کرامت ہے۔

غرض اس عجیب و غریب مچھلی کا مل جانا اس ایک کرامت کے ضمن میں چند کرامتیں ظاہر ہوئیں جو بلاشبہ امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی صحابی کی بہت ہی عظیم اور نادر الوجود کرامتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۱) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور چونکہ انہوں نے بھی حضرت ثُوَیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا تھا، اس لیے دودھ کے رشتہ سے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ صرف چار سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بڑے تھے اور بعض کا قول ہے کہ صرف دو ہی سال کا فرق تھا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انتہائی والہانہ محبت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابوجہل نے حرمِ کعبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ بُرا بھلا کہا، تو یہ باوجودیکہ ابھی مسلمان نہیں ہوتے تھے، لیکن جوشِ غضب میں آپے سے باہر ہو گئے اور حرمِ کعبہ میں جا کر ابوجہل کے سر پر اس زور کے ساتھ اپنی کمان سے ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا اور ایک ہنگامہ مچ گیا۔ آپ نے ابوجہل کا سر پھاڑ کر بلند آواز سے کلمہ پڑھا اور قریش کے سامنے زور زور سے اعلان کرنے لگے کہ میں بھی مسلمان ہو چکا ہوں۔ اب کسی کی مجال نہیں ہے کہ میرے بھتیجے کو آج سے کوئی بُرا بھلا کہہ سکے۔ اس میں اختلاف ہے کہ اعلانِ نبوت کے دوسرے سال آپ مسلمان ہوئے یا چھٹے سال۔ بہرحال آپ کے مسلمان ہو جانے سے بہت زیادہ اسلام اور مسلمانوں کی تقویت کا سامان ہو گیا، کیوں کہ آپ کی بہادری اور جنگی کارناموں کا

Marfat.com

سکہ تمام بہادران قریش کے اوپر بیٹھا ہوا تھا دربار نبوت سے ان کو "اسد اللہ" و "اسد الرسول" (اللہ و رسول کا شیر) کا معزز خطاب ملا۔ ۳ھ میں جنگ اُحد کے معرکہ میں لڑتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ اور سید الشہداء کے قابلِ احترام لقب کے ساتھ مشہور ہوئے۔

(اکمال ص ۵۶۰ و زرقانی ج ۳ ص ۲۷۰ تا ص ۲۸۵ و مدارج النبوۃ وغیرہ)

فرشتوں نے غسل دیا

حضرت عبداللہ بن عباس اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تصدیق فرمائی کہ بے شک میرے چچا کو شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔

(رحمۃ اللہ علی العالمین ص ۸۶۳ ج ۲، بحوالہ ابن سعد)

تبصرہ

مسئلہ یہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ تو خود غسل دیا، نہ صحابہ کرام کو اس کا حکم فرمایا، لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ چونکہ تمام شہدائے اُحد میں آپ سید الشہداء کے معزز خطاب سے سرفراز ہوئے، اس لیے فرشتوں نے اعزازی طور پر آپ کے اعزاز و اکرام کا اظہار کرنے کے لیے آپ کو غسل دیا یا ممکن ہے کہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کی طرح ان کو بھی غسل کی حاجت ہو اور فرشتوں نے اس بناء پر غسل دیا۔ بہر حال اس میں شک نہیں کہ ایک صحابی کو غسل دینے کے لیے آسمان سے فرشتوں کا نازل ہونا اور اپنے نورانی ہاتھوں سے غسل دینا یہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت ہی عظیم الشان کرامت ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

قبر کے اندر سے سلام

حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سید الشہداء جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ اقدس کی زیارت کے لیے گئی اور میں نے قبرِ منور کے سامنے کھڑے ہو کر السلام

Marfat.com

علیک یا عمّ رسول اللہ کہا، تو آپ نے بآوازِ بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سُنا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۳ بحوالہ بیہقی)

اسی طرح شیخ محمود کُردی شیخانی نزیلِ مدینہ منورہ نے آپ کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا، تو آپ نے قبر منور کے اندر سے بآوازِ بلند ان کے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر "حمزہ" رکھنا، چنانچہ جب خداوند کریم نے ان کو فرزند عطا فرمایا تو انہوں نے اس کا نام "حمزہ" رکھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۳ بحوالہ کتاب الباقیات الصالحات)

تبصرہ

اس روایت سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند کرامتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ یہ کہ آپ نے قبر کے اندر سے شیخ محمود کے سلام کو سن لیا اور دیکھ بھی لیا کہ سلام کرنے والے شیخ محمود ہیں۔ پھر آپ نے سلام کا جواب شیخ محمود کو سنا بھی دیا، حالانکہ دوسرے قبر والے سلام کرنے والوں کے سلام کو سُن تو لیتے ہیں اور پہچان بھی لیتے ہیں، مگر سلام کا جواب سلام کرنے والوں کو سُنا نہیں سکتے۔

۲۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی قبر شریف کے اندر رہتے ہوئے یہ معلوم تھا کہ ابھی شیخ محمود کے کوئی بیٹا نہیں ہے، مگر آئندہ ان کو خداوند کریم فرزند عطا فرمائے گا۔ جبھی تو آپ نے حکم دیا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر حمزہ رکھنا!

۳۔ آپ نے جوابِ سلام اور بیٹے کا نام رکھنے کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا، وہ اس قدر بلند آواز سے فرمایا کہ شیخ محمود اور دوسرے حاضرین نے سب کچھ اپنے کانوں سے سن لیا۔

مذکورہ بالا کرامتوں سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے کہ شہداء کرام اپنی اپنی قبروں میں پورے لوازمِ حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے کہ وہ یہاں تک جان اور پہچان لیتے ہیں کہ آدمی کی پشت میں جو نطفہ ہے اس سے پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہے یا لڑکی! یہی تو وجہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے شیخ محمود!

Marfat.com

تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر رکھنا۔ اگر ان کو بالیقین یہ معلوم نہ ہوتا کہ لڑکا ہی پیدا ہوگا، تو آپ کس طرح لڑکے کا نام اپنے نام پر رکھنے کا حکم دیتے؟ واللہ تعالیٰ اعلم!

قبر میں سے خون نکلا جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکومت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر نہریں کھودنے کا حکم دیا، تو ایک نہر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے پہلو میں نکل رہی تھی۔ لاعلمی میں اچانک نہر کھودنے والوں کا پھاوڑا آپ کے قدم مبارک پر پڑ گیا اور آپ کا پاؤں کٹ گیا، تو اس میں سے تازہ خون بہ نکلا، حالانکہ آپ کو دفن ہوئے چھیالیس سال گزر چکے تھے۔

(حجۃ اللہ ج ۲ صـ ۸۶۴ بحوالہ ابن سعد)

تبصرہ وفات کے بعد تازہ خون کا بہ نکلنا یہ دلیل ہے کہ شہداء کرام اپنی قبروں میں پورے لوازمِ حیات کے ساتھ زندہ ہیں، جیسا کہ اس سے قبل بھی ہم اس مسئلہ پر اسی کتاب میں قدرے روشنی ڈال چکے ہیں۔

(۱۲) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے چچا ہیں۔ ان کی عمر آپ سے دو سال زائد تھی۔ یہ ابتدائے اسلام میں کفارِ مکہ کے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ آپ جنگِ بدر میں کفار کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے، مگر محققین کا قول یہ ہے کہ یہ جنگِ بدر سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور اپنے اسلام کو چھپائے ہوتے تھے اور کفارِ مکہ ان کو قومیت کا دباؤ ڈال کر زبردستی جنگِ بدر میں لائے تھے۔ چنانچہ جنگِ بدر میں لڑائی سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ تم لوگ حضرت عباس کو قتل مت کرنا کیونکہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں، لیکن کفارِ مکہ ان پر دباؤ ڈال کر انہیں جنگ میں لائے ہیں۔ یہ بہت ہی معزز اور مال دار تھے اور زمانہ جاہلیت میں بھی

Marfat.com

حجاج کو زمزم شریف پلانے اور خانہ کعبہ کی تعمیرات کا اعزاز آپ کو حاصل تھا۔ فتح مکہ کے دن انہیں کی ترغیب پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا اور دوسرے سرداران قریش بھی انہیں کے مشوروں سے متاثر ہو کر اسلام کے دامن میں آ گئے، ان کے فضائل میں چند حدیثیں بھی مروی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہت سی بشارتیں اور بہت زیادہ دعائیں دی ہیں جن کا تذکرہ صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ ۳۲ھ میں اٹھاسی برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنۃ البقیع میں سپرد خاک کیے گئے۔ (اکمال ص۶۰۶ و تاریخ الخلفاء وغیرہ)

کرامت

ان کے طفیل بارش ہوئی

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب شدید قحط پڑ گیا اور خشک سالی کی مصیبت سے دنیائے عرب بدحالی میں مبتلا ہو گئی تو امیر المومنین نماز استسقاء کے لیے مدینہ منورہ سے باہر میدان میں تشریف لے گئے اور اس موقع پر ہزاروں صحابہ کرام کا اجتماع ہوا۔ اس بھرے مجمع میں دعا کے وقت حضرت امیر المومنین نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو تھام کر انہیں اٹھایا اور ان کو اپنے آگے کھڑا کر کے اس طرح دعا مانگی:

"یا اللہ! پہلے جب ہم لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تھے، تو تیرے نبی کو وسیلہ بنا کر بارش کی دعائیں مانگتے تھے اور تو ہم کو بارش عطا فرماتا تھا، مگر آج ہم تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے ہیں، لہذا تو ہمیں بارش عطا فرما دے۔"

پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بارش کے لیے دعا مانگی تو ناگہاں اسی وقت اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ گھٹنوں گھٹنوں تک پانی میں چلتے ہوئے اپنے گھروں

Marfat.com

میں واپس آ گئے اور لوگ جوشِ مسرت اور جذبہ عقیدت سے آپ کی چادر مبارک کو چومنے لگے اور کچھ لوگ آپ کے جسمِ مبارک پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے جو دربارِ نبوت کے شاعر تھے۔ اس واقعہ کو اپنے اشعار میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎

سَأَلَ الْاِمَامُ وَقَدْ تَتَابَعَ جَدْبُنَا

فَسَقَى الْغَمَامُ بِغُرَّةِ الْعَبَّاسِ

اَحْيَى الْاِلٰهُ بِهِ الْبِلَادَ فَاَصْبَحَتْ

مُخْضَرَّةَ الْاَجْنَابِ بَعْدَ الْيَاسِ

(یعنی امیر المومنین نے اس حالت میں دُعا مانگی کہ لگاتار کئی سال سے قحط پڑا ہوا تھا، تو بدلی نے حضرت عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی روشن پیشانی کے طفیل میں سب کو سیراب کر دیا۔ معبود برحق نے اس بارش سے تمام شہروں کو زندگی عطا فرمائی اور ناامیدی کے بعد تمام شہروں کے اطراف ہرے بھرے ہو گئے۔)

(بخاری ج ۱ ص ۵۲۶ وحجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۵ و دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۲۰۶)

(۱۳) حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ہیں یہ قدیم الاسلام ہیں۔ اکتیس آدمیوں کے مسلمان ہونے کے بعد یہ دامنِ اسلام میں آئے اور کفارِ مکہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر حبشہ سے کشتیوں پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور خیبر میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں اس وقت پہنچے جب کہ خیبر فتح ہو چکا تھا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت کو مجاہدین کے درمیان تقسیم فرما رہے تھے۔

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوشِ محبت میں ان سے معانقہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ جنگِ خیبر کی فتح سے مجھے زیادہ خوشی حاصل ہوئی یا اے جعفر بن ابی طالب! تم مہاجرینِ حبشہ کی آمد سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔

یہ بہت ہی جانباز اور بہادر تھے اور نہایت ہی خوبصورت اور وجیہہ بھی۔ ۸ھ کی جنگِ موتہ میں امیر لشکر ہونے کی حالت میں اکتالیس برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اس جنگ میں سپہ سالار ہونے کی وجہ سے لشکرِ اسلام کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ کفار نے تلوار کی مار سے ان کے دائیں ہاتھ کو شہید کر دیا، تو انہوں نے جھپٹ کر جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا۔ جب بایاں ہاتھ بھی کٹ کر گر پڑا، تو انہوں نے جھنڈے کو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے تھام لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جب ہم نے ان کی لاش مبارک کو اٹھایا، تو ان کے جسمِ اطہر پر نوّے زخم تھے، مگر کوئی زخم بھی ان کے بدن کے پچھلے حصے پر نہیں لگا تھا، بلکہ تمام زخم ان کے بدن کے اگلے ہی حصہ پر تھے۔

(اکمال ص ۵۸۹ و حواشی بخاری وغیرہ)

کرامت

ذُوالجَنَاحَین

ان کا ایک لقب "ذوالجناحین" (دو بازوؤں والا) ہے۔ دوسرا لقب طیار (اڑنے والا) ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ کرامت بیان فرمائی ہے کہ ان کے کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں اور یہ جنت کے باغوں میں جہاں چاہتے ہیں، اڑ کر چلے جاتے ہیں۔

تبصرہ

آپ کی اسی کرامت کو بیان کرتے ہوئے امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فخریہ انداز میں یہ شعر ارشاد فرمایا ہے ؎

Marfat.com

وَجَعْفَرُنِ الَّذِیْ یُمْسِیْ وَیُضْحِیْ
مَعَ الْمَلٰئِکَۃِ ابْنُ اُمِّیْ

(یعنی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صبح و شام فرشتوں کے جھرمٹ میں نورانی بازوؤں سے پرواز فرماتے رہتے ہیں، وہ میرے حقیقی بھائی ہیں)

آپ کی یہ کرامت نادرۃ الوجود ہے، کیونکہ اور کسی دوسرے صحابی کے بارے میں یہ کرامت ہماری نظر سے نہیں گزری۔

(۱۴) حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ خاندانِ قریش کے بہت ہی نامور اشراف میں سے ہیں۔ ان کی والدہ حضرت بی بی لبابۂ صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھیں۔ یہ بہادری اور فنِ سپہ گری و تدابیرِ جنگ کے اعتبار سے تمام صحابۂ کرام میں ایک خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کی اور ان کے باپ ولید کی اسلام دشمنی مشہور تھی۔ جنگ بدر اور جنگِ اُحد کی لڑائیوں میں یہ کفار کے ساتھ رہے اور ان سے مسلمانوں کو بہت زیادہ جانی نقصان پہنچا، مگر ناگہاں ان کے دل میں اسلام کی صداقت کا ایسا آفتاب طلوع ہو گیا کہ ۷ھ میں یہ خود بخود مکہ سے مدینہ جا کر دربارِ رسالت میں حاضر ہو گئے اور دامنِ اسلام میں آ گئے اور یہ عہد کر لیا کہ اب زندگی بھر میری تلوار کفار سے لڑنے کے لیے بے نیام رہے گی، چنانچہ اس کے بعد ہر جنگ میں انتہائی مجاہدانہ جاہ و جلال کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں شمشیر بکف رہے۔ یہاں تک کہ ۸ھ میں جنگِ موتہ میں جب حضرت زید بن حارثہ و حضرت جعفر بن ابی طالب و حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم تینوں سپہ سالاروں نے یکے بعد دیگرے جامِ شہادت نوش کر لیا تو اسلامی فوج نے ان کو اپنا سپہ سالار منتخب کیا اور انہوں نے ایسی جاں بازی کے ساتھ جنگ کی کہ مسلمانوں کی فتح مبین ہو گئی۔

Marfat.com

اور اسی موقع پر جب کہ یہ جنگ میں مصروف تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہ کی ایک جماعت کے سامنے ان کو "سیف اللہ" (اللہ کی تلوار) کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب فتنۂ ارتداد نے سر اٹھایا، تو انہوں نے ان معرکوں میں بھی خصوصاً جنگِ یمامہ میں مسلمان فوجوں کی سپہ سالاری کی ذمہ داری قبول کی اور ہر محاذ پر فتح مبین حاصل کی۔ پھر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران رومیوں کی جنگوں میں بھی انہوں نے اسلامی فوجوں کی کمان سنبھالی اور بہت زیادہ فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۲۱ھ میں چند دن بیمار رہ کر وفات پائی۔

(اکمال ص ۵۹۳ وکنز العمال ج ۱۵ وتاریخ الخلفاء)

کرامات

زہر نے اثر نہیں کیا

روایت ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مقام "حیرہ" میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیرِ لشکر! آپ عجمیوں کے زہر سے بچتے رہیں۔ ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ آپ کو زہر نہ دے دیں۔ آپ نے فرمایا کہ لاؤ میں دیکھ لوں کہ عجمیوں کا زہر کیسا ہوتا ہے؟ لوگوں نے آپ کو دیا تو آپ "بسم اللہ" پڑھ کر کھا گئے اور آپ کو بال برابر بھی ضرر نہیں پہنچا اور "کلبی" کی روایت میں یہ ہے کہ ایک عیسائی پادری جس کا نام عبد المسیح تھا۔ ایک ایسا زہر لے کر آیا کہ اس کے کھا لینے سے ایک گھنٹہ کے بعد موت یقینی ہوتی ہے۔ آپ نے اُس سے وہ زہر مانگ کر اس کے سامنے ہی بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط پڑھا اور یہ زہر کھا گئے۔ یہ منظر دیکھ کر عبد المسیح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! یہ اتنا خطرناک زہر کھا کر بھی زندہ ہیں، یہ بہت ہی حیرت کی بات ہے۔ اب بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کر لو، ورنہ ان کی فتح یقینی ہے، چنانچہ ان عیسائیوں نے

Marfat.com

ایک گران قدر جزیہ دے کر صلح کر لی۔ یہ واقعہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۷ بحوالہ بیہقی وغیرہ)

تبصرہ

ہم اسی کتاب کی ابتداء میں "تحقیقِ کرامات" کے عنوان کے تحت میں یہ تحریر کر چکے ہیں کہ کرامت کی پچیس قسموں میں سے مہلکات کا اثر نہ کرنا یہ بھی کرامت کی ایک بہت ہی شاندار قسم ہے، چنانچہ مذکورۂ بالا روایت اس کی بہترین مثال ہے۔

شراب کی شہد

حضرت خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شراب سے بھری ہوئی مشک لے کر آیا، تو آپ نے یہ دُعا مانگی کہ یا اللہ! اس کو شہد بنا دے۔ تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے دیکھا تو وہ مشک شہد سے بھری ہوئی تھی۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۷ و طبری ج ۴ ص ۴)

شراب سرکہ بن گئی

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ اے امیرِ لشکر آپ کی فوج میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں۔ آپ نے فوراً ہی تلاشی لینے کا حکم دے دیا۔ تلاشی لینے والوں نے ایک سپاہی کے پاس سے شراب کی ایک مشک برآمد کی، لیکن جب یہ مشک آپ کے سامنے پیش کی گئی، تو آپ نے بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا مانگی کہ "یا اللہ! اس کو سرکہ بنا دے"۔ چنانچہ جب لوگوں نے مشک کا منہ کھول کر دیکھا تو واقعی اس میں سے سرکہ نکلا۔ یہ دیکھ کر مشک والا سپاہی کہنے لگا: خدا کی قسم! یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے، ورنہ حقیقت یہی ہے کہ میں نے اس مشک میں شراب بھر رکھی تھی (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۷)

تبصرہ

کرامت کی پچیس قسموں میں سے "قلبِ ماہیت" یعنی کسی چیز کی حقیقت کو بدل دینا، مذکورہ بالا دونوں روایات، کرامت کی اسی قسم کی مثالیں ہیں کہ اولیاء اللہ جب بھی چاہتے ہیں، اپنی روحانی طاقت یا اپنی مستجاب دعاؤں کی بدولت ایک چیز کی حقیقت کو بدل کر اس کو دوسری چیز بنا دیتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامتوں کے تذکروں میں اس کی ہزاروں مثالیں ملیں گی۔

Marfat.com

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ یہ بچپن ہی میں اپنے والد ماجد کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ علم و فضل کے ساتھ بہت ہی عبادت گزار اور متقی و پرہیز گار تھے۔ میمون بن مہران تابعی کا فرمان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بڑھ کر کسی کو متقی و پرہیز گار نہیں دیکھا۔ حضرت امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمر مسلمانوں کے امام ہیں۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفاتِ اقدس کے بعد ساٹھ برس تک حج کے مجمعوں اور دوسرے مواقع پر مسلمانوں کو اسلامی احکام کے بارے میں فتویٰ دیتے رہے۔ مزاج میں بہت زیادہ سخاوت کا غلبہ تھا اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات کی عادت تھی۔ اپنی جو چیز پسند آجاتی تھی فوراً ہی اس کو راہِ خدا میں خیرات کر دیتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار غلاموں کو خرید خرید کر آزاد فرمایا۔ جنگِ خندق اور اس کے بعد کی اسلامی لڑائیوں میں برابر کفار سے جنگ کرتے رہے۔ ہاں البتہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جو لڑائیاں ہوئیں، آپ ان لڑائیوں میں غیر جانبدار رہے۔

عبدالملک بن مروان کی حکومت کے دوران حجاج بن یوسف ثقفی امیر الحج بن کر آیا۔ آپ نے خطبہ کے درمیان اس کو ٹوک دیا۔ حجاج ظالم نے جل بھن کر اپنے ایک سپاہی کو حکم دے دیا کہ وہ زہر میں بجھایا ہوا نیزہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاؤں میں مار دے، چنانچہ اس مردود نے آپ کے پاؤں میں نیزہ مار دیا۔ زہر کے اثر سے آپ کا پاؤں بہت زیادہ پھول گیا اور آپ علیل ہو کر صاحبِ فراش ہو گئے۔ مکار حجاج بن یوسف آپ کی عیادت کے لیے آیا اور کہنے لگا کہ حضرت! کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو نیزہ مارا ہے؟ آپ نے

Marfat.com

فرمایا: اس کو جان کر پھر تم کیا کرو گے؟ حجاج نے کہا کہ اگر میں اس کو قتل نہ کروں، تو خدا مجھے مار ڈالے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم کبھی ہرگز ہرگز اس کو قتل نہیں کرو گے، اس نے تو تمہارے حکم ہی سے ایسا کیا ہے۔ یہ سن کر حجاج بن یوسف کہنے لگا کہ نہیں نہیں، اے ابو عبدالرحمٰن! آپ ہرگز ہرگز یہ خیال نہ کریں اور جلدی سے اٹھ کر چل دیا۔

اسی مرض میں ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے تین ماہ بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوراسی یا چھیاسی برس کی عمر پاکر وفات پاگئے اور مکہ معظمہ میں مقام "محصّب" یا مقام "ذی طوی" میں مدفون ہوئے۔

(اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۲۹، اکمال ص ۶۰۵ و تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۵)

کرامات

شیر دم ہلاتا ہوا بھاگا

علامہ تاج الدین سبکی نے اپنے طبقات میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شیر راستہ میں بیٹھا ہوا تھا اور قافلہ والوں کا راستہ روکے ہوئے تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قریب جاکر فرمایا کہ راستہ سے الگ ہٹ کر کھڑا ہو جا۔ آپ کی یہ ڈانٹ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا راستہ سے دور بھاگ نکلا۔

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۱۷۹ و حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۶)

ایک فرشتہ سے ملاقات

حضرت عطاء بن ابی رباح کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوپہر کے وقت دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت سانپ نے سات چکر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ نے اس سانپ سے فرمایا: اب آپ جب کہ طواف سے فارغ ہو چکے ہیں، یہاں پر آپ کا ٹھہرنا مناسب نہیں ہے، کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ میرے شہر کے نادان لوگ آپ کو کچھ ایذا پہنچا دیں گے۔ سانپ نے بغور آپ کے کلام

Marfat.com

کو سنا، پھر اپنی دُم کے بل کھڑا ہو گیا۔ اور فوراً ہی اڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ اس طرح لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کوئی فرشتہ تھا جو سانپ کی شکل میں طوافِ کعبہ کے لیے آیا تھا۔

(دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۲۰۷)

زیاد کیسے ہلاک ہوا؟ زیاد سلطنت بنو امیہ کا بہت ہی ظالم و جابر گورنر تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ وہ حجاز کا گورنر بن کر آ رہا ہے آپ کو یہ ہرگز ہرگز گوارا نہ تھا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر ایسا ظالم حکومت کرے، چنانچہ آپ نے یہ دُعا مانگی کہ یا اللہ! ابن سمیہ (زیاد) کی اس طرح موت ہو جائے کہ اس کے قصاص میں کوئی مسلمان قتل نہ کیا جائے۔ آپ کی یہ دعا مقبول ہو گئی کہ اچانک زیاد کے انگوٹھے میں طاعون کی گلٹی نکل پڑی اور وہ ایک ہفتہ کے اندر ہی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ (ابن عساکر و المنتخب ج ۵ ص ۲۳۱)

تبصرہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی کرامت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی حکومت کا سکہ نہ صرف انسانوں ہی کے دلوں پر ہوتا ہے، بلکہ ان کے حاکمانہ تصرفات کا پرچم درندوں، چرندوں، پرندوں کے دلوں پر بھی لہراتا رہتا ہے اور سب کے سب اللہ والوں کے فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ　　　　کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

(یعنی تم خداوند تعالیٰ کے حکم سے گردن نہ موڑو تاکہ کوئی مخلوق تمہارے حکم سے گردن نہ موڑے۔) مطلب یہ ہے کہ اگر تم خدا کے فرمانبردار بنے رہو گے، تو خدا کی تمام مخلوقات تمہاری فرماں بردار بنی رہے گی۔

دوسری کرامت سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب کعبہ معظمہ کے طواف کے لیے فرشتے سانپ کی شکل میں آتے ہیں، تو پھر ظاہر ہے کہ فرشتے انسانوں کی شکل میں بھی ضرور ہی آتے ہوں گے، لہٰذا ہر حاجی کو یہ دھیان رکھنا چاہیے کہ حرم کعبہ میں ہرگز ہرگز کسی سے الجھنا نہیں چاہئے، خدانخواستہ

Marfat.com

تم کسی انسان سے جھگڑا تکرار کرو اور وہ حقیقت میں کوئی فرشتہ ہو جو انسان کے روپ میں تکرار کر رہا ہو تو پھر یہ سمجھ لو کہ کسی فرشتے سے لڑنے جھگڑنے کا انجام اپنی ہلاکت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

تیسری کرامت سے ظاہر ہے کہ اللہ والوں کی دعائیں اس تیر کی طرح ہوتی ہیں جو کمان سے نکل کر نشانہ سے بال برابر خطا نہیں کرتیں، اس لیے ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہئیے کہ کبھی بھی کسی بد دعا کی زد اور پھٹکار میں نہ پڑیں اور مغرب زدہ ملحدوں اور بدینوں کی طرح ہرگز ہرگز یہ نہ کہا کریں کہ میاں کسی کی دُعا یا بد دُعا سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ ملا لوگ خواہ مخواہ لوگوں کو بد دُعا کی دھونس دیا کرتے ہیں بلکہ یہ ایمان رکھیں کہ بزرگوں کی دعاؤں اور بد دعاؤں میں بہت زیادہ تاثیر ہے۔

(۱۶) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن مُعاذ بن النعمان انصاری یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے بہت ہی جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لے جانے سے پہلے ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بھیج دیا کہ وہ مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دیں اور غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہیں، چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دامنِ اسلام میں آگئے اور خود اسلام قبول کرتے ہی یہ اعلان فرمادیا کہ میرے قبیلہ بنو عبد الاشہل کا جو مرد یا عورت اسلام سے مُنہ موڑے گا، میرے لیے حرام ہے کہ میں اس سے کلام کروں۔ آپ کا یہ اعلان سنتے ہی قبیلہ بنو عبد الاشہل کا ایک ایک بچہ دولتِ اسلام سے مالا مال ہو گیا۔ اس طرح آپ کا مسلمان ہو جانا مدینہ منورہ میں اشاعت اسلام کے لیے بہت ہی بابرکت ثابت ہوا۔

آپ بہت ہی بہادر اور انتہائی نشانہ باز تیر انداز بھی تھے۔ جنگِ بدر اور جنگِ اُحد میں خوب خوب دادِ شجاعت دی، مگر جنگِ خندق میں زخمی ہو گئے اور اسی زخم میں شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ آپ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے نیزہ لے کر جوش

Marfat.com

جہاد میں لڑنے کے لیے میدانِ جنگ میں جا رہے تھے کہ ابن العرقہ نامی کافر نے ایسا نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ جس سے آپ کی ایک رگ جس کا نام "اکحل" ہے، کٹ گئی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجدِ نبوی میں ایک خیمہ گاڑا اور ان کا علاج شروع کیا۔ خود اپنے دستِ مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا اور ان کا زخم بھرنے لگ گیا تھا، لیکن انہوں نے شوقِ شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دُعا مانگی :

"یا اللہ! تو جانتا ہے کہ کسی قوم سے مجھے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے جتنی کفار قریش سے لڑنے کی تمنا ہے، جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور ان کو ان کے وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفارِ قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے، لیکن اگر ابھی کفارِ قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو، جب تو مجھے زندہ رکھنا تاکہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو تُو میرے اس زخم کو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت عطا فرما دے۔"

خدا کی شان کہ آپ کی یہ دُعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہ کر مسجدِ نبوی میں بنی غفار کے خیمے کے اندر پہنچ گیا۔ ان لوگوں نے چونک کر کہا کہ اے خیمہ والو! یہ کیسا خون ہے جو تمہاری طرف سے بہ کر ہماری طرف آ رہا ہے؟ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خون جاری تھا، اسی زخم میں ان کی شہادت ہوگئی۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۹۱ باب مرجع النبی من الاحزاب)

عین وفات کے وقت ان کے سرہانے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ جان کنی کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمالِ نبوت کا دیدار کیا اور کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! پھر بلند آواز سے کہا کہ یا رسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے تبلیغِ رسالت کا حق ادا کر دیا۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ صفحہ ۱۸۱) آپ کا سالِ وصال ۵ ہجری ہے۔ بوقتِ وصال آپ کی عمر شریف

Marfat.com

۲۷ برس کی تھی۔ جنتہ البقیع میں مدفون ہیں۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دفنا کر واپس آ رہے تھے، تو شدتِ غم سے آپ کے آنسوؤں کے قطرات آپ کی ریش مبارک پر گر رہے تھے۔
(اکمال ص۵۹۶ و اسد الغابہ ج ۲ ص۲۹۸)

کرامات

جنازہ میں ستر ہزار فرشتے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت سے عرشِ الٰہی ہل گیا اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے۔
(زرقانی ج ۲ ص۱۴۳ و حجۃ اللہ ج ۲ ص۸۶۸)

مٹی مشک بن گئی

محمد بن شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی مٹی ہاتھ میں لی تو اس میں سے مشک کی خوشبو آنے لگی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس میں سے خوشبو آنے لگی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا، تو آپ نے سبحان اللہ! سبحان اللہ فرمایا اور مسرت کے آثار آپ کے رخسارِ انور پر نمودار ہو گئے۔
(زرقانی ج ۲ ص۱۴۳ و حجۃ اللہ ج ۲ ص۸۶۸ بحوالہ ابن سعد)

فرشتوں سے خیمہ بھر گیا

حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے، تو وہاں کوئی بھی آدمی موجود نہ تھا، مگر پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لمبے لمبے قدم رکھ کر پھلانگتے ہوئے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ان کی لاش کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ خیمہ میں لمبے لمبے قدم کے ساتھ پھلانگتے ہوئے داخل ہوئے، حالانکہ خیمہ میں کوئی شخص بھی موجود

Marfat.com

نہ تھا۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ خیمہ میں اس قدر فرشتوں کا ہجوم تھا کہ وہاں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی، اس لیے میں نے فرشتوں کے بازوؤں کو بچا بچا کر قدم رکھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ صـ۸۶۰ بحوالہ ابن سعد)

تبصرہ خدا کے نیک اور محبوب بندوں کی نسبت سے جب ان کی قبر کی مٹی میں مشک کی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے، تو ان کی نحوست و شقاوت دُور ہو کر انہیں برکت و سعادت حاصل ہو جائے، تو اس میں کونسا تعجب ہے؟ جن کی تاثیر سے مٹی مشک بن سکتی ہے کیا ان کی تاثیر سے بیماری تندرستی اور بدنصیبی، خوش نصیبی نہیں بن سکتی۔

کاش! وہ لوگ جو اولیاء اللہ کی قبروں کو مٹی کا ڈھیر کہہ کر قبروں کی زیارت کرنے والوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں اور ان مقدس قبروں کی تاثیروں کا انکار کرتے رہتے ہیں۔اس روایت سے ہدایت کی روشنی حاصل کرتے اور مقابرِ اولیاء اللہ کا ادب و احترام کرتے۔

(۱۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے انصاری ہیں اور مشہور صحابی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد ہیں۔قبیلۂ انصار میں یہ اپنے خاندان بنی سلمہ کے سردار اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی جاں نثار صحابی ہیں۔جنگِ بدر میں بڑی بہادری اور جاں بازی کے ساتھ کفار سے لڑے۔اور ۳ھ میں جنگِ اُحد کے دن سب سے پہلے جامِ شہادت سے سیراب ہوئے۔

بخاری شریف وغیرہ کی روایت ہے کہ انہوں نے رات میں اپنے فرزند حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر یہ فرمایا: میرے پیارے بیٹے! کل صبح جنگِ اُحد میں سب سے پہلے میں ہی شہادت سے سرفراز ہوں گا اور بیٹا! سن لو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم سے زیادہ میرا کوئی پیارا نہیں ہے، لہٰذا تم میرا قرض ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ میری آخری وصیت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ واقعی صبح کو میدانِ جنگ میں سب سے پہلے

Marfat.com

میرے والد حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی شہید ہوئے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۸۰ واسد الغابہ ج ۳ ص ۲۳۲)

کرامات

فرشتوں نے سایہ کیا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے دن جب میرے والد حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی مقدس لاش کو اٹھا کر بارگاہِ رسالت میں لائے، تو ان کا یہ حال تھا کہ کافروں نے ان کے کان اور ناک کو کاٹ کر ان کی صورت بگاڑ دی تھی۔ میں نے چاہا کہ ان کا چہرہ کھول کر دیکھوں، تو میری برادری اور کنبہ قبیلہ والوں نے مجھے اس خیال سے منع کر دیا کہ لڑکا اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کر رنج و غم سے نڈھال ہو جائے گا۔ اتنے میں میری پھوپھی روتی ہوئی ان کی لاش کے پاس آئیں تو سید عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان پر روؤ یا نہ روؤ، فرشتوں کی فوج برابر لگاتار ان کی لاش پر اپنے بازوؤں سے سایہ کرتی رہی ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۹۵)

کفن سلامت بدن تر و تازہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگِ اُحد کے دن میں نے اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دوسرے شہید (حضرت عمرو بن جموح) کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا تھا۔ پھر مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میرے باپ ایک دوسرے شہید کی قبر میں دفن ہیں، اس لیے میں نے اس خیال سے کہ ان کو ایک الگ قبر میں دفن کروں۔ چھ ماہ کے بعد میں نے ان کی قبر کو کھود کر لاشِ مبارک کو نکالا تو وہ بالکل اسی حالت میں تھے جس حالت میں اُن کو میں نے دفن کیا تھا، بجز اس کے کہ ان کے کان پر کچھ تغیر ہوا تھا۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۰ و حاشیہ بخاری)

اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر زخم لگا تھا اور ان کا ہاتھ ان کے زخم پر تھا جب ان کا ہاتھ ان کے زخم سے ہٹایا گیا، تو زخم سے خون بہنے لگا۔

Marfat.com

پھر جب ان کا ہاتھ ان کے زخم پر رکھ دیا گیا، تو خون بند ہو گیا اور ان کا کفن جو ایک چادر تھی جس سے چہرہ چھپا دیا گیا تھا اور ان کے پیروں پر گھاس ڈال دی گئی تھی، چادر اور گھاس دونوں کو ہم نے اسی طرح پر پڑا ہوا پایا۔ (ابن سعد ج ۳ ص ۵۶۲)

پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں نہروں کی کھدائی کے وقت جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کرایا کہ سب لوگ میدانِ اُحد سے اپنے اپنے مردوں کو اُن کی قبروں سے نکال کر لے جائیں۔ تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ چھیالیس برس کے بعد اپنے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کھود کر ان کی مقدس لاش کو نکالا، تو میں نے اُن کو اس حال میں پایا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب ان کا ہاتھ اٹھایا گیا، تو زخم سے خون بہنے لگا۔ پھر جب ہاتھ زخم پر رکھ دیا گیا، تو خون بند ہو گیا اور ان کا کفن جو ایک چادر کا تھا، بدستور صحیح و سالم تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۴ بحوالہ بیہقی)

قبر میں تلاوت

حضرت ابو طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی زمین کی دیکھ بھال کے لیے "غابہ" جا رہا تھا تو راستہ میں رات ہو گئی۔ اس لیے میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس ٹھہر گیا۔ جب کچھ رات گزر گئی، تو میں نے ان کی قبر میں سے تلاوت کی اتنی بہترین آواز سُنی کہ اس سے پہلے اتنی اچھی قرأت میں نے کبھی بھی نہیں سُنی تھی۔

جب میں مدینہ منورہ کو لوٹ کر آیا اور میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اے ابو طلحہ! تم کو یہ معلوم نہیں کہ خدا نے ان شہیدوں کی ارواح کو قبض کر کے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھا ہے اور ان قندیلوں کو جنت کے باغوں میں آویزاں فرما دیا ہے۔ جب رات ہوتی ہے، تو یہ روحیں قندیلوں سے نکال کر ان کے جسموں میں ڈال دی جاتی ہیں، پھر صبح کو وہ اپنی جگہوں پر واپس لائی جاتی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۷۱ بحوالہ ابن مندہ)

Marfat.com

تبصرہ یہ مستند روایات اس بات کا ثبوت ہیں کہ حضرات شہدائے کرام اپنی اپنی قبروں میں پورے لوازمِ حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ اپنے جسموں کے ساتھ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں، تلاوت کر سکتے ہیں اور دوسرے قسم قسم کے تصرفات بھی کر سکتے اور کرتے ہیں۔

(۱۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ یہ قبیلۂ خزرج کے انصاری اور مدینہ منوّرہ کے باشندہ ہیں۔ یہ اُن ستر خوش نصیب انصار میں سے ایک ہیں جن لوگوں نے ہجرت سے بہت پہلے میدانِ عرفات کی گھاٹی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعتِ اسلام کی تھی۔ یہ جنگ بدر اور اس کے بعد کے تمام جہادوں میں مجاہدانہ شان سے شریکِ جنگ رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا قاضی اور معلّم بنا کر بھیجا تھا اور حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اُن کو ملکِ شام کا گورنر بھی مقرر کر دیا تھا جہاں انہوں نے ۱۸ھ میں طاعون عمواس میں علیل ہو کر اڑتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ بہت ہی بلند پایہ عالم، حافظ قاری، معلّم اور نہایت ہی متقی و پرہیزگار اور اعلیٰ درجے کے عبادت گزار تھے۔ بنی سلمہ کے تمام بُتوں کو انہوں نے ہی توڑ پھوڑ کر پھینک دیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں ان کا لقب "امام العلماء" ہے۔ (اکمال ص ۶۱۶ و اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۷۸)

کرامت

منہ سے نور نکلتا تھا حضرت ابوبحریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "حمص" کی مسجد میں دیکھا، وہ گھنے اور گھونگھریالے بال والے بہت خوبصورت تھے۔ جب وہ گفتگو فرماتے

Marfat.com

تو ان کے ساتھ ساتھ ان کے مُنہ سے ایک نور نکلتا۔ جس کی روشنی اور چمک صاف نظر آتی۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ صنہ ۲۰)

⑲ حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کے قبیلۂ اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل سے خاندانی تعلق رکھتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے یہ اسلام میں داخل ہوتے۔ اپنے قبیلہ بنی عبدالاشہل کے سردار اور مدینہ منورہ میں اپنی خوبیوں کی وجہ سے بہت ہی باوقار تھے۔ یہ قرآن مجید بڑی ہی خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کا بہت زیادہ اعزاز واکرام کرتے تھے اور بارگاہِ نبوت میں مقرب اور حاضر باش تھے۔

جنگِ بدر، جنگِ اُحد، جنگِ خندق وغیرہ تمام غزوات میں سر بکف اور کفن بردوش کفار سے جنگ کرتے رہے۔ زمانۂ خلافت کے جہادوں میں بھی شرکت فرماتے رہے یہاں تک کہ فتح بیت المقدس میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے سنہ ۲۰ھ میں حضرت امیر المومنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر وصال فرمایا اور جنۃ البقیع میں دفن ہوتے۔

(اکمال صنہ ۵۸۵ واسد الغابہ ج ۱ صنہ ۹۲)

کرامت

فرشتے گھر کے اُوپر اُتر پڑے

روایت میں ہے کہ آپ نے نمازِ تہجد میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کی۔ اسی گھر میں آپ کا گھوڑا بھی بندھا ہوا تھا اور گھوڑے کے قریب ہی میں ان کا بچہ یحییٰ بھی سو رہا تھا۔

Marfat.com

یہ انتہائی خوش الحانی کے ساتھ قرأت کر رہے تھے۔ اچانک ان کا گھوڑا بدکنے لگا۔ یہاں تک کہ ان کو خطرہ محسوس ہونے لگا کہ گھوڑا ان کے بچہ کو کچل دے گا۔

چنانچہ نماز ختم کر کے جب انہوں نے صحن میں آکر اوپر دیکھا، تو یہ نظر آیا کہ بادل کے ٹکڑے کے مانند جس میں بہت سے چراغ روشن ہیں اور کوئی چیز ان کے مکان کے اوپر اتر رہی ہے۔ آپ نے اس منظر سے گھبرا کر قرأت موقوف کر دی اور صبح کو جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ فرشتوں کی مقدس جماعت تھی جو تیری قرأت کی وجہ سے آسمان سے تیرے مکان کی طرف اتر پڑی تھی۔ اگر تو صبح تک تلاوت کرتا رہتا تو یہ فرشتے زمین سے اس قدر قریب ہو جاتے کہ تمام انسانوں کو ان کا دیدار ہو جاتا۔

(دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۲۰۵ و مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۴ فضائل قرآن)

تبصرہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے نیک بندوں کی تلاوت سننے کے لیے آسمان سے فرشتوں کی جماعت زمین کی طرف اترتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عام لوگ فرشتوں کو دیکھ نہیں سکتے، مگر اللہ والوں میں سے کچھ خاص خاص لوگوں کو فرشتوں کا دیدار بھی نصیب ہو جاتا ہے، بلکہ وہ فرشتوں سے گفتگو بھی کر لیتے ہیں۔

(۲۰) حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن ہشام بن عثمان بن عمرو قریشی، یہ قبیلہ قریش میں خاندان بنی تیم سے تعلق رکھتے ہیں ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ مشہور محدث حضرت زہرہ بن معبد کے دادا ہیں۔ اہل حجاز کے محدثین میں ان کا شمار ہوتا ہے اور ان کے شاگردوں میں ان کے پوتے زہرہ بن معبد بہت مشہور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ہشام کو بچپن ہی میں ان کی والدہ حضرت زینب

Marfat.com

بنت حمید حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے گئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ میرے اس بچے سے بیعت لے لیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو بہت ہی چھوٹا ہے۔ پھر اپنا مقدس ہاتھ ان کے سر پر پھیرا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرما دی۔
(اسد الغابہ ج ۳ صـ ۲۷۰ واکمال صـ ۵۹۵)

کرامت

تجارت میں برکت اسی دعا نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت حاصل ہوئی کہ ان کو تجارت میں نفع کے سوا کسی سودے میں کبھی بھی نقصان ہوا ہی نہیں۔ روایت ہے کہ یہ اپنے پوتے زہرہ بن معبد کو ساتھ لے کر بازار میں جاتے اور غلہ خریدتے تو حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سے ملاقات کرتے اور کہتے کہ ہم کو بھی آپ اپنی اس تجارت میں شریک کر لیجئے، اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے۔ پھر یہ سب لوگ اس تجارت میں شریک ہو جاتے، تو بسا اوقات اونٹ کے بوجھ برابر نفع کما لیتے اور اس کو اپنے گھر بھیج دیتے۔
(بخاری ج ۱ صـ ۳۴۰ باب الشرکۃ فی الطعام)

تبصرہ نیک اور صالح لوگوں کو اپنے کاروبار اور دھندے روزگار میں اس نیت سے شریک کر لینا کہ ان کی برکت سے ہم فیضیاب ہوں گے۔ یہ صحابۂ کرام کا مقدس طریقہ ہے، چنانچہ پرانے زمانے کے خوش عقیدہ اور نیک تاجروں کا یہی طریقہ تھا کہ وہ جب کوئی تجارت کرتے تھے تو کسی عالمِ دین یا پیرِ طریقت کا کچھ حصہ اس تجارت میں مقرر کر کے ان بزرگوں کو اپنا شریکِ تجارت بنا لیتے تھے تاکہ ان اللہ والوں کی وجہ سے تجارت میں خیر و برکت ہو، اسی لیے آج کل بھی بعض خوش عقیدہ اور نیک بخت مومن خصوصاً میمن اپنی تجارت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حصہ دار بنا لیتے ہیں اور نفع میں جلنی رقم

Marfat.com

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی نکلتی ہے، اس کو یہ لوگ نیاز کھانہ کہتے ہیں اور اسی رقم سے یہ لوگ گیارھویں شریف کی فاتحہ بھی دلاتے ہیں اور عالموں اور سیدوں کو اسی رقم سے نذرانہ بھی دیا کرتے ہیں، یقیناً یہ بہت ہی اچھا طریقہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲۱) حضرت خُبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے انصاری ہیں اور قبیلۂ انصار میں خاندان اوس کے بہت ہی نامی گرامی فرزند ہیں، بہت ہی پُرجوش اور جانباز صحابی ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو بے پناہ والہانہ عشق تھا۔ جنگِ بدر میں دل کھول کر انتہائی بہادری کے ساتھ کفّار سے لڑے۔ جنگِ احد میں بھی آپ کے مجاہدانہ کارنامے شجاعت کے شاہکار کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن ۳ھ میں عسفان و مکہ مکرمہ کے درمیان مقام "رجیع" میں یہ کفّار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے، چونکہ انہوں نے جنگِ بدر میں کفارِ مکہ کے ایک مشہور سردار "حارث بن عامر" کو قتل کر دیا تھا، اس لیے اس کے بیٹوں نے ان کو خرید لیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر ان کو اپنے گھر کی ایک کوٹھڑی میں قید کر دیا۔ پھر مکہ مکرمہ سے باہر مقام "تنعیم" میں لے جا کر ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے ان کو سولی پر چڑھا کر شہید کر دیا۔ اسلام میں یہ پہلے خوش نصیب صحابی ہیں جن کو کفّار نے سولی پر چڑھا کر شہید کیا۔ سولی پر چڑھنے سے پہلے انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ اے گروہِ کفّار سُن لو! میرا دل تو یہی چاہتا تھا کہ دیر تک نماز پڑھتا رہوں، کیونکہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ مگر مجھ کو یہ خیال آگیا کہ کہیں تم لوگ یہ نہ سمجھ لو کہ میں شہادت سے ڈر رہا ہوں، اس لیے میں نے بہت ہی مختصر نماز پڑھی۔ کفّار نے آپ کو جب سولی پر چڑھا دیا، تو آپ نے چند وجد آفریں اور ایمان افروز اشعار پڑھے، پھر حارث بن عامر کے بیٹے "ابو سروعہ" نے آپ کے مقدس سینہ میں نیزہ مار کر آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کا مفصّل حال آپ ہماری کتاب "ایمانی تقریریں" اور "سیرۃ المصطفیٰ" میں پڑھیے۔ ان کی مندرجہ ذیل کرامات قابلِ ذکر ہیں۔

Marfat.com

کرامات

بے موسم کا پھل

جن دنوں یہ حارث بن عامر کے بیٹوں کی قید میں تھے، ظالموں نے دانہ پانی بند کر دیا تھا اور ان کو زنجیروں میں اس طرح جکڑ دیا تھا کہ ان کے ہاتھ پاؤں دونوں بندھے ہوئے تھے۔ اس زمانہ میں حارث بن عامر کی بیٹی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میں نے خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا میں نے بارہا یہ دیکھا کہ وہ قید کی کوٹھڑی کے اندر زنجیروں میں بندھے ہوئے بہترین انگوروں کا خوشہ ہاتھ میں لیے کھا رہے ہیں، حالانکہ خدا کی قسم! ان دنوں مکہ معظمہ کے اندر کوئی پھل بھی نہیں ملتا تھا اور انگور کا تو موسم بھی نہیں تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۹ و بخاری شریف)

مکہ کی آواز مدینہ پہنچی

جب حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سولی پر چڑھائے گئے تو انہوں نے بڑی حسرت کے ساتھ کہا کہ یا اللہ! میں یہاں کسی کو نہیں پاتا جس کے ذریعے میں آخری سلام تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا سکوں، لہٰذا تو میرا سلام حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا دے۔ صحابہ کرام کا بیان ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے اندر اپنے اصحاب کی مجلس میں رونق افروز تھے کہ بالکل ہی ناگہاں آپ نے بلند آواز سے وعلیکم السلام فرمایا۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت آپ نے کس کے سلام کا جواب دیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا دینی بھائی خبیب ابھی ابھی مکہ معظمہ میں سولی پر چڑھا دیا گیا ہے اور اس نے سولی پر چڑھ کر میرے پاس اپنا سلام بھیجا ہے اور میں نے اس کے سلام کا جواب دیا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۹)

ایک سال میں تمام قاتل ہلاک

روایت ہے کہ سولی پر چڑھائے جانے کے وقت حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاتلوں

Marfat.com

کے مجمع کی طرف دیکھ کر یہ دعا مانگی : اَللّٰھُمَّ اَحْصِھِمْ عَدَدًا وَّاقْتُلْھُمْ بَدَدًا وَّلَا تُبْقِ مِنْھُمْ اَحَدًا ۔ (یعنی اے اللہ! تو میرے ان تمام قاتلوں کو گن کر شمار کر لے اور ان سب کو ہلاک فرما دے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ رکھ) ایک کافر کا بیان ہے کہ میں نے جب خبیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بددعا کرتے ہوئے سنا تو میں زمین پر لیٹ گیا تا کہ خبیب کی نظر مجھ پر نہ پڑے، چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک سال پورا ہوتے ہوتے تمام وہ لوگ جو آپ کے قتل میں شریک و راضی تھے، سب کے سب ہلاک و برباد ہو گئے۔ فقط تنہا میں بچ گیا ہوں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۹ و بخاری)

لاش کو زمین نگل گئی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا کہ مقام تنعیم میں حضرت خبیب کی لاش سولی پر لٹکی ہوئی ہے جو مسلمان اُن کی لاش کو سولی سے اتار کر لائے گا، میں اس کے لیے جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔ یہ خوشخبری سُن کر حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر راتوں کو سفر کرتے اور دن میں چھپتے ہوئے مقام تنعیم میں گئے۔ چالیس کفار سولی کے پہرہ دار بن کر سو رہے تھے۔ ان دونوں حضرات نے لاش کو سولی سے اتار اور چالیس دن گزر جانے کے باوجود لاش بالکل تر و تازہ تھی اور زخموں سے تازہ خون ٹپک رہا تھا۔ گھوڑے پر لاش کو رکھ کر مدینہ منورہ کا رخ کیا، مگر ستر کافروں نے ان لوگوں کا پیچھا کیا۔ جب ان دونوں حضرات نے دیکھا کہ اب ہم گرفتار ہو جائیں گے، تو ان دونوں نے مقدس لاش کو زمین پر رکھ دیا۔ خدا کی شان دیکھیے کہ ایک دم زمین پھٹ گئی اور مقدس لاش کو زمین نگل گئی اور پھر زمین اس طرح برابر ہو گئی کہ پھٹنے کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب "بلیع الارض" (جن کو زمین نگل گئی) ہے۔ پھر ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ اے کفارِ مکہ! ہم تو دو شیر ہیں جو اپنے جنگل میں جا رہے تھے۔ اگر تم لوگوں سے ہو سکے تو ہمارا راستہ روک کر دیکھ لو۔ ورنہ اپنا راستہ لو۔ جب کفارِ مکہ نے دیکھ لیا کہ ان دونوں حضرات کے پاس لاش نہیں ہے، تو وہ لوگ مکہ واپس چلے گئے

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۴۱)

Marfat.com

تبصرہ شہیدِ اسلام حضرت خبیب انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان چاروں کرامتوں کو پڑھ کر عبرت حاصل کیجئے کہ خداوند کریم شہداء کرام بالخصوص اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کرام کو کیسی کیسی عظیم الشان کرامتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور یہ نصیحت حاصل کیجئے کہ صحابہ کرام نے دینِ اسلام کی خاطر کیسی کیسی قربانیاں پیش کی ہیں اور پھر سوچیے کہ ہم آج کل کے مسلمان اسلام کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے اور پھر خدا کا نام لے کر اٹھیے اور اسلام کے لیے کچھ کر ڈالیے۔

(۲۲) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے وہی خوش نصیب انصاری ہیں، جن کے مکان کو شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان بن کر شرفِ نزول بخشا اور یہ شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی سے سات ماہ تک سرفراز ہوتے رہے اور دن رات صبح و شام ہر وقت و ہر آن اپنے ہر قول و فعل سے ایسی والہانہ عقیدت اور عاشقانہ جان نثاری کا مظاہرہ کرتے رہے کہ مشکل ہی سے اس کی مثال مل سکے گی۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقاتیوں کی آسانی کے لیے نیچے کی منزل میں قیام پسند فرمایا۔ مجبوراً حضرت ابو ایوب انصاری اوپر کی منزل میں رہے۔ ایک مرتبہ اتفاقاً پانی کا گھڑا لوٹ گیا تو اس اندیشہ سے کہ کہیں پانی بہ کر نیچے والی منزل میں نہ چلا جائے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تکلیف نہ پہنچ جائے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے اور سارا پانی اپنے لحاف میں جذب کر لیا۔ گھر میں بس یہی ایک رضائی تھی جو گیلی ہو گئی۔ رات بھر میاں بیوی نے سردی کھائی، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرہ بھر بھی تکلیف پہنچ جائے، یہ گوارا نہیں کیا۔ غرض بے پناہ ادب و احترام اور محبت و عقیدت کے ساتھ سلطانِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی و میزبانی کے فرائض ادا کرتے رہے۔

Marfat.com

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخاوت کے ساتھ ساتھ شجاعت اور بہادری میں بھی بے حد طاق تھے۔ تمام اسلامی لڑائیوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ معرکہ آزمائی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب مجاہدین اسلام کا لشکر جہادِ قسطنطنیہ کے لیے روانہ ہوا، تو اپنی ضعیفی کے باوجود آپ بھی مجاہدین کے اس لشکر کے ساتھ جہاد کے لیے تشریف لے گئے اور برابر مجاہدین کی صفوں میں کھڑے ہو کر جہاد کرتے رہے۔

جب سخت بیمار ہو گئے اور کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رہی تو آپ نے مجاہدین اسلام سے فرمایا کہ جب تم لوگ جنگ بندی کرو تو مجھے بھی صف میں اپنے قدموں کے پاس لٹائے رکھو اور جب میرا انتقال ہو جائے، تو تم لوگ میری لاش کو قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے پاس دفن کرنا۔

چنانچہ ۵۱ھ میں اسی جہاد کے دوران آپ کی وفات ہوئی اور اسلامی لشکر نے ان کی وصیت کے مطابق ان کو قسطنطنیہ کے قلعہ کی دیوار کے پاس دفن کر دیا۔

یہ اندیشہ تھا کہ شاید عیسائی لوگ آپ کی قبر مبارک کو کھود ڈالیں، مگر عیسائیوں پر ایسی ہیبت سوار ہو گئی کہ وہ آپ کی مقدس قبر کو ہاتھ نہ لگا سکے اور آج تک آپ کی قبر شریف اسی جگہ موجود ہے اور زیارت گاہ خلائق خاص و عام ہے، جہاں ہر قوم و ملت کے لوگ ہمہ وقت حاضری دیتے ہیں۔

کرامت

قبرِ مبارک شفاخانہ بن گئی

یہ آپ کی کرامت کا ایک روحانی اور نورانی جلوہ ہے کہ بہت ہی دُور دُور سے قسم قسم کے مایوس العلاج مریض آپ کی قبر شریف پر شفا کے لیے حاضری دیتے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے شفایاب ہو جاتے ہیں۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۶ و حاشیہ کنز العمال ج ۶ ص ۲۲۵ مطبوعہ حیدر آباد)

Marfat.com

(۲۳) حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عبداللہ بن بُسر مازنی ہیں۔ اِن کی کنیت ابوبُسر یا ابوصفوان ہے۔ ان کے والد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور شہنشاہِ دو عالم نے ماحضر تناول فرمایا۔ پھر کھجوریں لائی گئیں۔ آپ نے کھجوریں بھی کھائیں اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔ یہ آخری عمر میں ملکِ شام میں چلے گئے۔

علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ یہ آخری صحابی ہیں جن کا ملکِ شام میں وصال شریف ہوا۔ یہی عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی عمر میں اختلاف ہے۔ اصابہ میں ہے کہ ۹۴ برس کی عمر میں وفات پائی اور علامہ ابونعیم کا قول ہے کہ ایک سو برس کی عمر میں ان کا وصال ہوا۔ بغیر کسی بیماری کے شہر حمص میں وضو کرتے ہوتے بالکل ہی اچانک وفات پا گئے۔

(اکمال صفحہ ۶۰۳ واسد الغابہ ج ۳ صفحہ ۱۲۵ وکنز العمال ج ۱۶ صفحہ ۱۰۴)

کرامت

رزق میں کبھی تنگی پیدا نہیں ہوئی

دعا نبوی کی برکت سے عمر بھر کبھی ان کی روزی میں تنگی نہیں ہوتی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے گھر میں طعام سے فارغ ہو کر گھر والوں کے لیے تین دعائیں مانگی تھیں۔

۱۔ یا اللہ! ان لوگوں کی مغفرت فرما۔

۲۔ یا اللہ! ان لوگوں پر رحمت نازل فرما۔

۳۔ یا اللہ ان لوگوں کی روزی میں برکت فرما۔ (کنز العمال ج ۱۶ صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ حیدر آباد)

Marfat.com

(۲۴) حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صلحِ حدیبیہ کے بعد یہ اپنے قبیلہ بنی خزاعہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور دربار نبوت میں حاضر رہ کر حدیثیں یاد کرتے رہے۔ پھر کوفہ چلے گئے اور وہاں سے مصر جا کر مقیم ہو گئے۔ کچھ دنوں شام میں بھی رہے۔ ان کے شاگردوں میں جُبیر بن نفیر اور رفاعہ بن شداد وغیرہ بہت مشہور محدثین ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرفدار تھے اور جنگِ جمل و صفین و نہروان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپ دی، تو اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر ”زیاد“ کے خوف سے یہ عراق سے بھاگ کر ”موصل“ کے ایک غار میں روپوش ہو گئے اور اسی غار میں ان کو سانپ نے کاٹ لیا جس سے ان کی وہیں وفات ہو گئی۔ علامہ ابن اثیر صاحب اسد الغابہ کا بیان ہے کہ ان کی قبر شریف موصل میں بہت ہی مشہور زیارت گاہ ہے۔ قبر پر بہت بڑا گنبد اور لمبی چوڑی درگاہ ہے۔ ۵۰ھ میں آپ کی شہادت ہوئی۔

(اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۰۰)

کرامت

اسی برس کی عمر میں سب بال کالے

انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ہدیہ پیش کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرما کر ان کی جوانی کی بقا کے لیے دعا فرما دی۔ اس دعاء نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت مل گئی کہ اسی برس کی عمر ہو جانے کے باوجود ان کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۱۲ و اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۰۰)

Marfat.com

(۲۵) حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عاصم بن ثابت بن الافلح انصاری، یہ انصار میں قبیلۂ اوس کے مایہ ناز سپوت ہیں، بہت ہی جانباز اور بہادر صحابی ہیں۔ انھوں نے جنگِ بدر میں بے مثال جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا اور کفارِ قریش کے بڑے بڑے نامور سرداروں کو قتل کر دیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کے نانا ہیں۔ سنہ ۴ھ میں غزوۃ الرجیع کی جنگ میں یہ کفار سے دست بدست لڑتے ہوئے اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ شہید ہو گئے۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۷۳)

کرامات

شہد کی مکھیوں کا پہرہ

چونکہ آپ نے جنگِ بدر کے دن کفارِ مکہ کے بڑے بڑے نامی گرامی سورماؤں اور نامور سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا، اس لیے جب کفارِ مکہ کو ان کی شہادت کی خبر ملی، تو ان کافروں نے چند آدمیوں کو اس لیے مقامِ رجیع میں بھیج دیا تاکہ ان کے بدن کا کوئی ایسا حصہ (سر وغیرہ) کاٹ کر لائیں جس سے یہ شناخت ہو جائے کہ واقعی حضرت عاصم قتل ہو گئے، چنانچہ چند کفار ان کی لاش کی تلاش میں مقامِ رجیع تک پہنچ گئے، مگر وہاں جاکر ان کافروں نے اس شہیدِ مرد کی یہ کرامت دیکھی کہ لاکھوں کی تعداد میں شہد کی مکھیوں کے جھنڈ نے ان کی لاش کے اردگرد اس طرح گھیرا ڈال رکھا ہے جس سے وہاں تک کسی کا پہنچنا ہی ناممکن ہو گیا ہے، اس لیے کفارِ مکہ ناکام و نامراد ہو کر مکہ واپس چلے گئے۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۶۹ و زرقانی ج ۲ ص ۷۳)

سمندر میں قبر

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مکہ کی ایک کافرہ عورت سلافہ بنت سعد کے دو بیٹوں کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ بدر میں قتل کر

Marfat.com

ڈالا تھا، اس لیے اس عورت نے جوشِ انتقام میں یہ قسم کھا رکھی تھی کہ اگر مجھ کو عاصم بن ثابت کا سر مل گیا تو میں ان کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ چنانچہ اس نے کچھ لوگوں کو بھیجا تھا کہ تم ان کا سر کاٹ کر لاؤ، میں اس کو بہت بڑی قیمت دے کر خرید لوں گی۔ اس لالچ میں چند کفار مقام رجیع تک پہنچے، مگر جب انہوں نے شہد کی مکھیوں کا گھیرا دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے، مگر یہ چند لالچی لوگ اس انتظار میں وہاں ٹھہر گئے کہ جب کبھی بھی یہ شہد کی مکھیاں اڑ جائیں گی، تو ہم ان کا سر کاٹ کر لے جائیں گے۔ خدا کی شان کہ نہایت ہی زوردار بارش ہوئی اور پہاڑوں سے برساتی نالہ بہتا ہوا اس میدان میں پہنچا اور اس زور کا ریلا آیا کہ کفار جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ کی مقدس لاش پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہتی ہوئی سمندر میں پہنچ گئی۔

روایت ہے کہ جس دن عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ اسی دن خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ میں نہ تو کسی کافر کے بدن کو ہاتھ لگاؤں گا نہ کسی کافر کو موقع دوں گا کہ وہ میرے بدن کو چھو سکے۔ اللہ اکبر! خدا کی شان کہ زندگی بھر تو ان کا یہ عہد پورا ہوتا ہی رہا، مگر شہادت کے بعد بھی خداوند قدوس نے ان کے اس عہد کو پورا فرما دیا کہ کفار ان کے مقدس بدن کو ہاتھ نہ لگا سکے۔ پہلے شہد کی مکھیوں کا پہرہ لگا دیا۔ پھر برساتی نالوں سے ان کے بدن مبارک کو ان کے مدفن تک پہنچا دیا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۹، بحوالہ بیہقی و کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۷۸)

تبصرہ

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان دونوں کرامتوں کو پڑھ کر غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کا شہداء کرام پر کتنا فضلِ عظیم ہوتا ہے اور راہِ خدا میں جان فدا کرنے والوں کو رب العزت جل جلالہ کے دربار عالیہ سے کیسی کیسی عظیم الشان کرامتوں کے نشان عطا کیے جاتے ہیں۔ وفات کے بعد بھی ان کے تصرفات بصورتِ کرامات جاری رہتے ہیں، لہٰذا شہیدوں سے عقیدت و محبت اور ان کا ادب و احترام واجب العمل اور لازم الایمان ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۲۶) حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا وطن مکہ مکرمہ ہے اور یہ خاندانِ قریش کے بہت ہی ممتاز اور نامور شخص ہیں۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ پھر ہجرت بھی کی۔ نہایت ہی وجیہ، بہت ہی بہادر اور جانبازِ صحابی ہیں۔ ۲ھ میں ساٹھ یا اسی مہاجرین کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "رابغ" کی طرف جہاد کے لیے روانہ فرمایا، چنانچہ تاریخِ اسلام میں مجاہدین کا یہ لشکر سریہ عبیدہ بن الحارث کے نام سے مشہور ہے۔ ۲ھ جنگِ بدر میں انہوں نے شیبہ بن ربیعہ سے جنگ کی جو لشکرِ کفار کے سپہ سالار عتبہ بن ربیعہ کا بھائی تھا، یہ بڑی جان بازی کے ساتھ لڑتے رہے، مگر اس قدر زخمی ہو گئے کہ ان کی پنڈلی ٹوٹ کر چور چور ہو گئی اور نلی کا گودا بہنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارگاہِ رسالت میں لائے۔ اس حالت میں حضرت عبیدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں شہادت سے محروم رہا؟ ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں، بلکہ تم شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ یہ سُن کر انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر آج ابوطالب زندہ ہوتے تو وہ مان لیتے کہ ان کے اس شعر کا مصداق میں ہی ہوں ؎

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ
وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَاۗئِنَا وَالْحَلَاۗئِلِ

(یعنی ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے، جب ہم ان کے گرداگرد لڑتے لڑتے خون میں لت پت ہو جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے)

Marfat.com

اسی زخم میں آپ منزلِ صفراء میں پہنچ کر شرفِ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۶۱ وزرقانی ج ۱ ص ۴۱۸)

کرامت

قبر کی خوشبو دور تک

عشقِ رسول میں بے پناہ جاں نثاریوں اور فدا کاریوں کی بدولت ان کو یہ شان دار کرامت نصیب ہوئی کہ ان کی قبرِ اطہر سے اس قدر مشک کی تیز خوشبو آتی کہ پورا میدان ہر وقت مہکتا رہتا۔

چنانچہ منقول ہے کہ ایک مدت کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کے ساتھ منزلِ صفراء میں قیام ہوا، تو صحابہ کرام نے حیران ہو کر بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس صحرا میں مشک کی اس قدر تیز خوشبو کہاں سے اور کیوں آرہی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس میدان میں ابو معاویہ (حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر موجود ہوتے ہوئے تمہیں تعجب کیوں ہو رہا ہے کہ یہاں مشک کی خوشبو مہک رہی ہے۔

(کتاب صد صحابہ ص ۲۱۴ مرتبہ شاہ مراد مارہروی)

اللہ اکبر! یہ سچ ہے ؎

کمالاتِ ولی مٹی میں بھی یُوں جگمگاتے ہیں
کہ جیسے نور ظلمت میں کبھی پنہاں نہیں ہوتا

(۲۷) حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن الربیع بن عمرو انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعۃ العقبۃ اولیٰ اور بیعۃ العقبۃ ثانیہ دونوں بیعتوں میں شریک رہے اور یہ انصار میں سے خاندان بنی الحارث

Marfat.com

کے سردار بھی تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں جب کہ عرب میں لکھنے پڑھنے کا بہت ہی کم رواج تھا۔ اس وقت یہ کاتب تھے۔ یہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی شیدائی اور بے حد جاں نثار صحابی ہیں۔ حضرت سعد بن الربیع کی صاحبزادی کا بیان ہے کہ میں امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر ہوئی تو انہوں نے اپنے بدن کی چادر اتار کر میرے لیے بچھا دی اور مجھے اس پر بٹھایا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور پوچھا یہ لڑکی کون ہے؟ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس شخص کی بیٹی ہے جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں جنت کے اندر اپنا ٹھکانا بنا لیا اور میں اور تم یوں ہی رہ گئے۔ یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ اے خلیفۂ رسول! وہ کون شخص ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ "سعد بن الربیع" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصدیق کی جنگِ بدر میں نہایت شجاعت کے ساتھ کفار سے معرکہ آرائی کی۔ جنگِ اُحد میں بارہ کافروں کو ایک ایک نیزہ مارا اور جس کو ایک نیزہ مارا وہ مر کر ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر گھمسان کی جنگ میں زخمی ہو کر اسی جنگِ اُحد میں ۳ھ میں شہید ہو گئے اور حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن ہوئے۔

(اکمال ص ۵۹۶ حاشیہ کنز العمال ج ۱۶ ص ۳۶ اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۷۷)

کرامت

دنیا میں جنت کی خوشبو

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگِ اُحد کے دن حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی تلاش میں بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہ زندہ ملیں، تو تم ان سے میرا سلام کہہ دینا، چنانچہ جب تلاش کرتے کرتے میں ان کے پاس پہنچا تو ان کو اس حال میں پایا کہ ابھی کچھ کچھ جان باقی تھی، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام

Marfat.com

پہنچایا تو انہوں نے جواب دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میر اسلام کہہ دینا اور سلام کے بعد یہ بھی عرض کر دینا کہ یا رسول اللہ! میں جنت کی خوشبو میدانِ جنگ میں سونگھ چکا اور میری قوم انصار سے میرا یہ آخری پیغام کہہ دینا کہ اگر تم میں ایک آدمی بھی زندہ رہا اور کفار کا حملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا، تو خدا تعالیٰ کے دربار میں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہو سکتا اور تمہارا وہ عہد ٹوٹ جائے گا جو تم لوگوں نے بیعۃ العقبہ میں کیا تھا، اتنا کہتے کہتے ان کی روح پرواز کر گئی۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۷ بحوالہ حاکم و بیہقی)

بعض روایات سے پتا چلتا ہے کہ جس شخص کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کا پتا لگانے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۷۷)

تبصرہ اللہ اکبر! غور فرمائیے کہ حضرات صحابہ کرام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی والہانہ محبت اور کس قدر عاشقانہ لگاؤ تھا کہ جان کنی کا عالم ہے، زخموں سے نڈھال ہیں، مگر اس وقت میں بھی حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال دل و دماغ کے گوشہ گوشہ میں چھایا ہوا ہے۔ اپنے گھر والوں کے لیے، اپنی بچیوں کے لیے کوئی وصیت نہیں فرماتے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی ساری قوم کو کتنا اہم آخری پیغام دیتے ہیں۔ صحابۂ کرام کی یہی وہ نیکیاں ہیں جو قیامت تک کسی کو نصیب نہیں ہو سکتیں اور اسی لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ساری امت میں وہی درجہ ہے جو آسمان پر ستاروں کی برات میں چاند کا درجہ ہے۔

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی بیٹا نہیں تھا، فقط دو صاحبزادیاں تھیں، جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی میراث میں سے دو ثلث عطا فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

۲۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے۔ انس بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام انصاری۔ آپ قبیلۂ انصار میں خزرج کی ایک شاخ بنی بنجار میں سے ہیں ان کی والدہ کا نام اُمّ سلیم بنت ملحان ہے۔ ان کی کنیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حمزہ رکھی اور ان کا مشہور لقب "خادم النبیؐ" ہے اور اس لقب پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حد فخر تھا۔ دس برس کی عمر میں یہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور دس برس تک سفر و وطن، جنگ و صلح ہر جگہ ہر حال میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہے اور ہر دم خدمتِ اقدس میں حاضر باش رہتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات میں سے ان کے پاس چھوٹی سی لاٹھی تھی۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ اس کو بوقتِ دفن میرے کفن میں رکھ دیں، چنانچہ یہ لاٹھی آپ کے کفن میں رکھ دی گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے خاص طور پر مال اور اولاد میں ترقی اور برکت کی دعائیں فرمائی تھیں چنانچہ ان کے مال اور اولاد میں بے حد برکت و ترقی ہوئی۔ مختلف بیویوں اور باندیوں سے آپ کے اسی لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور جس دن آپ کا وصال ہوا، اس دن آپ کے بیٹوں اور پوتوں وغیرہ کی تعداد ایک سو بیس تھی، بہت زیادہ حدیثیں آپ سے مروی ہیں آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے حنا کا خضاب سر اور داڑھی میں لگاتے تھے اور خوشبو بھی بکثرت استعمال کرتے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ میرے کفن میں وہی خوشبو لگائی جاتے جس میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ملا ہوا ہے۔ ان کی والدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کو جمع کر کے خوشبو میں ملایا کرتی تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے آپ مدینہ منورہ سے بصرہ چلے گئے۔ آپ کے سال وصال اور آپ کی عمر شریف کے بارے میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ سنہ ۹۱ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ بعضوں نے سنہ ۹۲ھ بعض نے سنہ ۹۳ھ بعض

Marfat.com

نے سنہ ۹۱ھ کو آپ کے وصال کا سال تحریر کیا ہے۔ بوقتِ وصال آپ کی عمر شریف ایک سو تین برس کی تھی۔ بعض ایک سو دس۔ بعض ایک سو سات اور بعض نے ننانوے برس لکھا ہے۔ بصرہ میں وفات پانے والے صحابیوںؓ میں سے سب سے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے بعد شہر بصرہ میں کوئی صحابی باقی نہیں رہا۔ بصرہ سے دو کوس کے فاصلہ پر آپ کی قبر شریف بنی جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ بہت ہی حق گو، حق پسند، عبادت گزار صحابی ہیں اور آپ کی چند کرامتیں بھی منقول ہیں۔

(اکمال صفحہ ۵۸۵ و اسد الغابہ ج ۱ صفحہ ۱۲۷)

کرامات

سال میں دو مرتبہ پھل دینے والا باغ

ان کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ دنیا بھر میں کھجوروں کا باغ سال میں ایک ہی مرتبہ پھلتا ہے، مگر آپ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا۔

(مشکوٰۃ شریف ج ۲ صفحہ ۵۴۵)

کھجوروں میں مشک کی خوشبو

اسی طرح یہ بھی آپ کی بہت ہی بے مثال کرامت ہے کہ آپ کے باغ کے کھجوروں میں مشک کی خوشبو آتی تھی جس کی مثال کہیں دنیا بھر میں نہیں مل سکتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ صفحہ ۵۴۵)

دعا سے بارش

آپ کا باغبان آیا اور شدید قحط اور خشک سالی کی شکایت کرنے لگا۔ آپ نے وضو فرمایا اور نماز پڑھی، پھر فرمایا کہ اے باغبان! آسمان کی طرف دیکھ! کیا تجھے کچھ نظر آرہا ہے؟ باغبان نے عرض کیا کہ حضور! میں تو آسمان میں کچھ بھی نہیں دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے نماز پڑھ کر یہی سوال فرمایا اور باغبان نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسری بار یا چوتھی بار نماز پڑھ کر آپ نے باغبان سے پوچھا کہ کیا آسمان میں کچھ نظر آرہا ہے۔

Marfat.com

اب کی مرتبہ باغبان نے جواب دیا کہ جی ہاں! ایک پرندے کے پر کے برابر بدلی کا ٹکڑا نظر آرہا ہے پھر آپ برابر نماز اور دعا میں مشغول رہے، یہاں تک کہ آسمان میں ہر طرف ابر چھا گیا اور نہایت ہی زوردار بارش ہوئی۔ پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باغبان کو حکم دیا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کر دیکھو کہ یہ بارش کہاں تک پہنچی ہے؟ اس نے چاروں طرف گھوڑا دوڑا کر دیکھا اور آکر کہا کہ یہ بارش "مسیرین" اور "قضبان" کے محلوں سے آگے نہیں بڑھی۔

(طبقات ابن سعد ج ۷، ص ۲۱)

تبصرہ بارش کہاں تک ہوئی ہے؟ اس کو دیکھنے اور معلوم کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس شہر میں جہاں آپ تھے قحط پڑ گیا تھا اور پانی کی سخت ضرورت تھی۔ باقی دوسرے علاقوں میں کافی بارش ہو چکی تھی، ان علاقوں میں قطعاً مزید بارش کی ضرورت نہیں تھی، بلکہ وہاں زیادہ بارش سے نقصان ہونے کا اندیشہ تھا، اسی لیے آپ نے دریافت فرمایا کہ بارش کہاں تک ہوئی ہے؟ جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ بارش اسی شہر میں ہوئی ہے جہاں بارش کی ضرورت تھی۔ تو پھر آپ کو اطمینان ہو گیا کہ الحمد للہ! اس بارش سے کہیں بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

اللہ اکبر! بارگاہِ الٰہی کے مقبول بندوں کی شان اور دربار خداوندی میں ان کی مقبولیت کا کیا کہنا؟ جب خدا سے عرض کیا بارش ہو گئی اور جہاں تک بارش برسانا چاہی، وہیں تک برسی۔ للہ! غور فرمائیے کہ کیا اولیاء اللہ کا حال اور ان کی شان عام انسانوں جیسی ہے؟ توبہ، نعوذ باللہ! کہاں یہ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے اور کہاں منحوس اور دلوں کے گندے لوگ ؏

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(یعنی پاک لوگوں کے معاملات کو اپنے اوپر مت قیاس کر، اگرچہ لکھنے میں

Marfat.com

شیر اور شیر بالکل ہمشکل اور مشابہ ہیں، لیکن ایک شیر وہ ہے کہ انسان کو پھاڑ کر کھا جاتا ہے، اور ایک شیر (دودھ) ہے کہ اسے انسان کھاتا اور پیتا ہے)

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ط

(۲۹) حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا ہیں، یہ بہت ہی بہادر اور جاں باز صحابی ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ احد کے دن اکیلے ہی کفار سے لڑتے ہوتے آگے بڑھتے ہی چلے گئے۔ جب آپ نے دیکھا کہ کچھ مسلمان سُست پڑ گئے ہیں اور آگے نہیں بڑھ رہے تو آپ نے بلند آواز سے للکار کر فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ الْجَنَّۃِ دُوْنَ اُحُدٍ وَاِنَّھَا لَرِیْحُ الْجَنَّۃِ ط

(یعنی میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں اُحد پہاڑ کے پاس جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اور یقیناً بلاشبہ یہ جنت ہی کی خوشبو ہے۔)

آپ نے یہ فرمایا اور اکیلے ہی کفار کے نرغہ میں لڑتے لڑتے زخموں سے چُور ہو کر گر پڑے اور شہادت کے شرف سے سرفراز ہوئے۔

ان کے بدن پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے اسّی سے زیادہ زخم گنے گئے تھے اور کفار نے ان کی آنکھوں کو پھوڑ کر اور ناک، کان، ہونٹ کو کاٹ کر ان کی صورت اس قدر بگاڑ دی تھی کہ کوئی شخص ان کی لاش کو پہچان نہ سکا، مگر جب ان کی بہن حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو انہوں نے ان کی انگلیوں کے پوروں کو دیکھ کر پہچانا کہ یہ میرے بھائی انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے، اس کا

Marfat.com

انہیں شدید رنج و قلق تھا کہ افسوس میں اسلام کے پہلے غزوہ میں غیر حاضر رہا۔ پھر وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر آئندہ کبھی اللہ تعالیٰ نے یہ دن دکھایا کہ کفار سے جنگ کا موقع ملا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں جنگ کیا کرتا ہوں اور کیا کر دکھاتا ہوں۔

چنانچہ ۳ھ میں جب جنگِ اُحد ہوئی، تو انہوں نے خدا تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا، وہ پورا کر کے دکھا دیا کہ اپنے بدن پر اسی زخموں سے زائد زخم کھا کر شہید ہو گئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی شان میں قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ	مؤمنین میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے
صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ	خدا سے کیے ہوتے اپنے عہد کو پورا کر دیا۔

(اکمال ص۵۸۵ اسد الغابہ ج ا ص۱۳۲ حجۃ اللہ ج ۲ ص۸۱۷ بخاری شریف)

کرامت

ان کی کرامتوں میں سے یہ ایک کرامت بہت زیادہ مشہور اور مستند ہے۔

خدا نے قسم پوری فرمادی

حضرت انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن حضرت رُبیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جھگڑا و تکرار کرتے ہوئے ایک انصاری کی لڑکی کے دو اگلے دانت توڑ ڈالے۔ لڑکی والوں نے قصاص کا مطالبہ کیا اور شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ فرما دیا کہ ربیع بنت النضر کے دانت قصاص میں توڑ دیے جائیں۔ جب حضرت انس ابن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتا چلا تو وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ کہا: یارسول اللہ! خدا تعالیٰ کی قسم! میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس بن النضر! تم کیا کہہ رہے ہو؟ قصاص تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا فیصلہ ہے۔ یہ گفتگو ابھی ہو رہی تھی کہ لڑکے والے دربارِ نبوت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ! قصاص میں ربیع کا دانت توڑنے کے

Marfat.com

بدلے میں ہم لوگوں کو دیت (مالی معاوضہ) دلا دیا جائے۔ اس طرح حضرت انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسم پوری ہو گئی اور ان کی بہن حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دانت توڑے جانے سے بچ گیا۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر وہ کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری فرما دیتا ہے۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۶۶۴) باب قولہ والجروح قصاص)

تبصرہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالے کے بندوں میں سے کچھ ایسے مقبولانِ بارگاہِ الٰہی ہیں کہ اگر کسی ایسی چیز کے بارے میں جو بظاہر ہونے والی نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے یہ بندے اگر قسم کھالیں کہ ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان مقدس بندوں کی قسموں کو ٹوٹنے نہیں دیتا، بلکہ اس نہ ہونے والی چیز کو موجود فرما دیتا ہے تاکہ ان مقدس بندوں کی قسم پوری ہو جائے۔

دیکھ لیجئے کہ حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے دربارِ نبوت سے قصاص کا فیصلہ ہو چکا تھا اور مدعی نے قصاص ہی کا مطالبہ کیا تھا۔ لیکن جب حضرت انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھا گئے کہ خدا کی قسم! میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائے گا تو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی سبب پیدا کر دیا۔ تو ظاہر ہے کہ اگر فیصلہ کے مطابق دانت توڑ دیا جاتا، تو ان کی قسم ٹوٹ جاتی، مگر خدا تعالیٰ کا فضل و کرم ہو گیا کہ مدعی کا دل بدل گیا اور اس نے بجائے قصاص کے دیت کا مطالبہ کر دیا، اس طرح دانت ٹوٹنے سے بچ گیا اور ان کی قسم پوری ہو گئی۔

اس کی بہت سی مثالیں اور ثبوت حاصل ہوں گے کہ اللہ والے جس بات کی قسم کھا گئے، اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو موجود فرما دیا، اگرچہ وہ چیز ایسی تھی کہ بظاہر اس کے ہونے کی کوئی بھی صورت نہیں تھی۔

Marfat.com

(۳۰) حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے باشندہ ہیں اور انصار کے قبیلہ اوس سے ان کا خاندانی تعلق ہے۔ ان کا باپ ابو عامر اپنے قبیلہ کا سردار تھا اور زمانۂ جاہلیت میں اس کی عبادت کی کثرت کو دیکھ کر عام طور پر لوگ اس کو ابو عامر راہب کہا کرتے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور پورا مدینہ اور اطراف حضور کے قدموں پر قربان ہونے لگا تو مدینہ کے دو شخصوں پر حسد کا بھوت سوار ہو گیا۔ ایک عبداللہ بن ابی، دوسرے ابو عامر راہب، لیکن عبداللہ بن ابی نے تو اپنی دشمنی کو چھپائے رکھا اور منافق بن کر مدینہ ہی میں رہا، لیکن لیکن ابو عامر راہب حسد کی آگ میں جل بھن کر مدینہ سے مکہ چلا گیا، اور کفارِ مکہ کو بھڑکا کر مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے تیار کیا۔ چنانچہ ۳ھ میں جب جنگِ اُحد ہوئی تو ابو عامر کفار کے لشکر میں شامل تھا اور کفار کی طرف سے لڑ رہا تھا، مگر اس کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرچم اسلام کے نیچے نہایت ہی جواں مردی اور جوش و خروش کے ساتھ کفار سے لڑ رہے تھے۔

ابو عامر راہب جب تلوار گھماتا ہوا میدان میں نکلا، تو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنی تلوار سے اپنے باپ ابو عامر کا سر کاٹ کر لاؤں، مگر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ بیٹے کی تلوار باپ کا سر کاٹے، اس لیے آپ نے اجازت نہیں دی، مگر حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوشِ جہاد میں اس قدر آپے سے باہر ہو گئے تھے کہ سر ہتھیلی پر رکھ کر انتہائی جانبازی کے ساتھ لڑتے ہوئے قلبِ لشکر تک پہنچ گئے اور کفار کے سپہ سالار ابو سفیان پر حملہ کر دیا اور قریب تھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ابو سفیان کا فیصلہ کر دے، مگر اچانک پیچھے سے شداد بن الاسود نے جھپٹ کر وار کر دیا اور حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔

(اسد الغابہ ج ۲ ص ۶۷ و مدارج النبوۃ ص ۱۲۳)

Marfat.com

غُسیل الملائکہ

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے جب ان کی بیوی سے ان کا حال دریافت کیا گیا، تو انہوں نے یہ بتایا کہ وہ جنگِ اُحد کی رات میں اپنی بیوی کے ساتھ سوئے تھے اور غسل کی حاجت ہو گئی تھی، مگر وہ رات کے آخری حصہ میں دعوتِ جنگ کی پکار سن کر اس خیال سے بلا غسل میدانِ جنگ کی طرف دوڑ پڑے کہ شاید غسل کرنے میں اللہ کے رسول کی پکار پر دوڑنے میں دیر لگ جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ فرشتوں نے شہادت کے بعد ان کو غسل دیا، ورنہ شہید کو غسل دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اسی واقعہ کی بناء پر حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسیل الملائکہ (فرشتوں کے نہلاتے ہوئے) کہا جاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ و مشکوٰۃ شریف وغیرہ)

تبصرہ

فرشتوں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت کے بعد غسل دیا۔ یہ آپ کی بہت بڑی کرامت اور نہایت ہی عظیم الشان فضیلت ہے، چنانچہ آپ کے قبیلہ والوں کو اس پر بہت بڑا فخر اور ناز تھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے قبیلہ کے ایک عدیم المثال فرد ہیں کہ جن کو فرشتوں نے نہلایا۔ اس تفاخر کے سلسلے میں منقول ہے کہ قبیلہ اوس کے لوگوں نے قبیلہ خزرج والوں سے کہا کہ دیکھو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسیل الملائکہ ہمارے قبیلہ اوس کے ہیں۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ شہد کی مکھیوں نے جن کی لاش پر پہرہ دیا تھا، وہ بھی ہمارے قبیلہ اوس کے ہیں، اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی وفات پر عرش الٰہی ہل گیا، وہ بھی ہمارے قبیلہ اوس کے ہیں اور حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی اکیلے کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے، وہ بھی ہمارے قبیلہ اوس ہی کے ہیں۔

یہ سن کر قبیلہ خزرج کے لوگوں نے کہا کہ ہمارے قبیلہ خزرج والوں کو بھی یہ فخر حاصل ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں ہمارے قبیلہ کے چار آدمی حافظ قرآن و قاری

Marfat.com

ہوئے اور تمہارے قبیلہ میں اس وقت تک کوئی بھی پورا حافظ قرآن نہیں ہوا۔ دیکھ لو حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوزید و حضرت ابی بن کعب و حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین) یہ چاروں حفاظ ہمارے قبیلہ خزرج کے سپوت ہیں۔ (اسد الغابہ ج۲ ص ۶۸)

(۳۱) حضرت عامر بن فُہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ پھر کفار مکہ نے ان کو بہت زیادہ ستایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ واقعہ ہجرت کے وقت جب کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یارِ غار صدیق جاں نثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ غار ثور میں تشریف فرما ہوئے تو یہی حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر بکریوں کو چرا کر غار کے پاس رات کو لاتے اور ان بکریوں کا دودھ دوہ کر دونوں عالم کے تاجدار اور ان کے یارِ غار کو پلاتے۔ جب غارِ ثور سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے تو ایک اونٹنی پر شہنشاہِ دو عالم اور ایک اونٹنی پر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھے۔ صفر ۴؁ھ واقعہ "بیر معونہ" میں آپ کو شہادت کی سعادت حاصل ہوئی۔ (اسد الغابہ ج۳ ص ۹۱) پوری تفصیل کے لیے پڑھیے ہماری کتاب "سیرۃ المصطفیٰ"

کرامت

لاش آسمان تک بلند ہوئی

جنگ بیر معونہ میں ستر صحابہ کرام میں سے صرف عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ بچے، باقی سب جام شہادت سے سیراب ہو گئے۔ ان ہی شہداء کرام میں سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ کفار کے سردار عامر بن طفیل کا بیان ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ جب

Marfat.com

شہید ہو گئے تو ایک دم ان کی لاش زمین سے بلند ہو کر آسمان تک پہنچی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد آہستہ آہستہ وہ زمین پر اتر آئی اور اس کے بعد ان کی لاش تلاش کرنے پر نہیں ملی، کیونکہ فرشتوں نے انہیں دفن کر دیا۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۸)

تبصرہ جس طرح حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرشتوں نے غسل دیا، تو ان کا لقب "غسیل الملائکہ" ہوا۔ اسی طرح چونکہ ان کو فرشتوں نے قبر میں دفن کیا تھا، اس لیے یہ "دفین الملائکہ" (فرشتوں کے دفن کردہ) ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳۲) حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت غالب بن عبداللہ بن مسعر بن جعفر بن کلب لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کا وطن مکہ معظمہ ہے اور یہ فتح مکہ سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ فتح مکہ میں یہ حضور اقدس شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور آپ نے ان کو مکہ مکرمہ کے راستوں کی درستی اور کفار کے حالات کی جاسوسی کے کام پر مامور فرمایا —— پھر فتح مکہ کے بعد ساٹھ سواروں کا افسر بنا کر آپ نے ان کو مقام کدید میں بنی الملوح سے جنگ کے لیے بھیج دیا۔

ابن الکلبی کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی مرہ سے لڑنے کے لیے "فدک" بھیجا۔ وہیں یہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۲۸)

ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی یہ جہادوں میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ خاص طور پر جنگِ قادسیہ میں خوب خوب کفار سے لڑے۔ مشہور ہے کہ ہرمزان انہی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت کے دوران ابن زیاد نے ان کو خراسان کا حاکم بنا دیا تھا۔ (اصابہ ج ۵ ص ۱۸۷)

Marfat.com

ان کی یہ ایک کرامت بہت مشہور اور نہایت ہی مستند ہے۔

کرامت

خشک نالہ میں ناگہاں سیلاب

حضرت جُندب بن مکیث جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک چھوٹے سے لشکر کا امیر بنا کر جہاد کے لیے بھیجا۔ میں بھی اس لشکر میں شامل تھا۔ ہم لوگوں نے مقام "کدید" میں قبیلہ بنی الملوح پر حملہ کیا اور ان کے اونٹوں کو مالِ غنیمت بنا کر واپس آنے لگے۔ ابھی ہم لوگ کچھ دور ہی چلے تھے کہ بنو الملوح کے تمام قبائل کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو کر ہمارے تعاقب میں آ گیا۔ ہم لوگ ایک نالے کے پار آ گئے جو بالکل ہی خشک تھا اور ہم لوگوں کو بالکل ہی یقین ہو گیا کہ اب ہم لوگ ان کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو جائیں گے، مگر کفار جب نالہ کے پاس آئے تو باوجودیکہ نہ بارش ہوئی نہ بدلی کسی طرف سے نظر آئی، اچانک نالہ پانی سے بھر گیا اور اس زور و شور سے پانی کا بہاؤ تھا کہ اس کو پار کرنا انتہائی دشوار تھا، چنانچہ کفار کا لشکر نالہ کے پاس ٹھہر گیا اور ایک کافر بھی نالہ کو پار نہ کر سکا اور ہم لوگ نہایت ہی اطمینان اور سلامتی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۷۴ بحوالہ ابن سعد)

تبصرہ

ہم کرامت کی قسموں کے بیان میں یہ لکھ چکے ہیں کہ بالکل ناگہاں اور اچانک غیب سے کسی چیز کا بطورِ امداد کے ظاہر ہو جانا، یہ بھی کرامت کی ایک قسم ہے۔ خشک نالہ میں اچانک پانی بھر جانا، یہ حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی قسم کی کرامت ہے۔ ان کی اسی کرامت کی بدولت تمام صحابیوں کی جان بچ گئی۔

Marfat.com

(۲۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے باشندہ تھے۔ مکہ مکرمہ میں آکر اسلام قبول کیا پہلے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ پھر حبشہ سے کشتیوں پر سوار ہو کر تمام مہاجرین حبشہ کے ساتھ آپ بھی تشریف لائے اور خیبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۰ھ میں ان کو بصرہ کا گورنر مقرر فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک یہ بصرہ کے گورنر رہے۔ جب حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جنگ شروع ہوئی تو پہلے آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرفدار تھے، مگر اس جھگڑے سے منقبض ہو کر مکہ مکرمہ چلے گئے، یہاں تک ۵۲ھ میں آپ کی وفات ہو گئی۔ (اکمال ص ۶۱۸)

کرامات

غیبی آواز سنتے تھے آپ کی یہ ایک خاص کرامت تھی کہ غیبی آوازیں آپ کے کان میں آیا کرتی تھیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سمندری جہاد میں امیر لشکر بن کر گئے۔ رات میں سب مجاہدین کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کر رہے تھے کہ بالکل ناگہاں اوپر سے ایک پکارنے والے کی آواز آئی۔

"کیا میں تم لوگوں کو خدا تعالیٰ کے اس فیصلہ کی خبر دے دوں جس کا وہ اپنی ذات پر فیصلہ فرما چکا ہے؟ یہ وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے گرمی کے دنوں میں پیاسا رہے گا، اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ پیاس کے دن (قیامت میں) ضرور ضرور اس کو سیراب فرما دے گا۔" (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۱ بحوالہ حاکم)

لحن داؤدی آپ کی آواز اور لہجہ میں اتنی زبردست کشش تھی کہ اس کو کرامت کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے:

Marfat.com

ذَکِّرْنَا رَبَّنَا یَا اَبَا مُوْسیٰ (اے ابوموسیٰ ہم کو اپنے رب کی یاد دلاؤ)

یہ سن کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن شریف پڑھنے لگتے۔ ان کی قرأت سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قلب میں ایسی نوری تجلی پیدا ہو جاتی کہ انہیں دُنیا سے دُوری اور اپنے رب کی حضوری نصیب ہو جاتی تھی۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کی قرأت سنی تو ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سی خوش الحانی اس شخص کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۱۸ مطبوعہ حیدر آباد)

(۳۴) حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت تمیم بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے نصرانی تھے۔ پھر ۹ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بہت ہی عبادت گزار تھے، ایک ہی رات میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی ایک ہی آیت کو رات بھر صبح تک نماز میں بار بار پڑھتے رہتے۔ حضرت محمد بن المنکدر کا بیان ہے کہ ایک رات سوتے رہ گئے اور نمازِ تہجد کے لیے نہیں اٹھ سکے، تو انہوں نے اپنی اس کوتاہی کا کفارہ اس طرح ادا کیا کہ مکمل ایک سال تک رات بھر نہیں سوتے پہلے مدینہ منورہ میں رہتے تھے، پھر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ملک شام میں چلے گئے اور اخیر عمر تک ملک شام ہی میں رہے۔ مسجدِ نبوی میں سب سے پہلے انہوں نے قندیل جلائی اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کے جساسہ کا واقعہ ان سے سن کر صحابہ کرام کو سنایا۔ (اکمال ص ۵۸۸ و اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۱۵)

کرامت

چادر دکھا کر آگ بجھا دی آپ کی کرامتوں میں سے ایک مشہور اور مستند کرامت یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب پہاڑ کے ایک غار سے ایک قدرتی آگ نمودار ہوئی، تو امیر المومنین نے ان کو اپنی چادر

Marfat.com

عطا فرمائی۔ یہ چادر لے کر جب آگ کے قریب پہنچے، تو آگ بجھتی ہوئی پیچھے کو ہٹتی چلی گئی، یہاں تک کہ آگ غار کے اندر داخل ہوگئی اور یہ خود بھی آگ کو چادر سے دفع کرتے ہوئے غار میں گھستے چلے گئے۔ جب یہ آگ کو بجھا کر حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے فرمایا کہ اے تمیم داری! اسی دن کے لیے ہم نے تم کو چھپا رکھا تھا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۷۳ بحوالہ ابو نعیم)

(اس آگ کا مفصل حال ہم نے اپنی کتاب "روحانی حکایات" ج ۲ اور "سیرۃ المصطفیٰ" میں تحریر کیا ہے)

(۳۵) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو نجید ہے اور یہ قبیلہ بنو خزاعہ کی ایک شاخ بنو کعب کے خاندان سے ہیں، اس لیے خزاعی اور کعبی کہلاتے ہیں۔ ۷ھ میں جنگِ خیبر کے سال مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران ان کو اہلِ بصرہ کی تعلیم کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ محمد بن سیرین محدث فرمایا کرتے تھے کہ بصرہ میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ پرانا اور افضل کوئی صحابی نہیں۔ ان کی پوری زندگی مذہبی رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ طرح طرح کی عبادتوں میں بہت زیادہ محنتِ شاقہ فرماتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنی والہانہ عقیدت تھی اور آپ کا اتنا احترام رکھتے تھے کہ جس ہاتھ سے انہوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی، اس ہاتھ سے عمر بھر انہوں نے پیشاب کا مقام نہیں چھوا۔ تیس برس تک مسلسل استسقاء کی بیماری میں صاحبِ فراش رہے اور شکم کا آپریشن بھی ہوا، مگر صبر و شکر کا یہ حال تھا کہ ہر مزاج پرسی کرنے والے سے یہی فرمایا کرتے تھے کہ میرے خدا کو جو پسند ہے، وہی مجھے بھی محبوب ہے۔ (حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۷۳ و اکمال و اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۳۷)

۵۲ھ میں بمقام بصرہ آپ کا وصال ہوا۔

کرامت

فرشتوں سے سلام و مصافحہ | آپ کی مشہور کرامت یہ ہے کہ آپ فرشتوں کی تسبیح

کی آواز سُنا کرتے اور فرشتے آپ سے مصافحہ کیا کرتے تھے نیز آپ بہت مستجاب الدعوات بھی تھے، یعنی آپ کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں۔
(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۷۳ و اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۳۷ و ابن سعد ج ۴ ص ۲۸۵)

(۲۶) حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، انہوں نے اس شرط پر ان کو آزاد کیا تھا کہ عمر بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہیں گے۔ "سفینہ" ان کا لقب ہے۔ انکے نام میں اختلاف ہے۔ کسی نے "رباح" کسی نے "مہران" کسی نے "رومان" نام بتایا ہے۔ "سفینہ" عربی میں کشتی کو کہتے ہیں۔ ان کا لقب "سفینہ" ہونے کا سبب یہ ہے کہ دورانِ سفر ایک شخص تھک گیا، تو اس نے اپنا سامان ان کے کندھوں پر ڈال دیا اور یہ پہلے ہی بہت زیادہ سامان اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش طبعی اور مزاح کے طور پر یہ فرمایا کہ اَنْتَ سَفِیْنَۃٌ (تم تو کشتی ہو) اس دن سے آپ کا یہ لقب مشہور ہو گیا کہ لوگ آپ کا اصلی نام ہی بھول گئے، لوگ ان کا اصلی نام پوچھتے۔ تو یہ فرماتے تھے کہ میں نہیں بتاؤں گا۔ میرا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سفینہ" رکھ دیا ہے اب میں اس نام کو کبھی ہرگز ہرگز نہیں بدلوں گا۔ (اکمال ص ۵۹۷ و اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۲۴)

کرامت

شیر نے راستہ بتایا

ان کی مشہور اور نہایت ہی مستند کرامت یہ ہے کہ یہ رُوم کی سر زمین میں جہاد کے دوران اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے اور لشکر کی تلاش میں دوڑتے بھاگتے چلے جا رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک جنگل سے ایک شیر نکل کر ان کے سامنے آگیا۔ انہوں نے ڈانٹ کر بلند آواز سے فرمایا کہ اے شیر! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کا غلام ہوں اور میرا معاملہ یہ ہے کہ میں لشکرِ اسلام سے الگ پڑ گیا ہوں اور لشکر کی تلاش میں ہوں۔ یہ سن کر شیر دُم ہلاتا ہوا ان کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا اور برابر ان کو اپنے ساتھ میں لیے ہوئے چلتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ لشکرِ اسلام میں پہنچ گئے تو شیر واپس چلا گیا۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۴۵ باب الکرامات)

(۳۷) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا نام صدی بن عجلان ہے، مگر یہ اپنی کنیت ہی کے ساتھ مشہور ہیں۔ بنو باہلہ کے خاندان سے ہیں، اس لیے باہلی کہلاتے ہیں۔ مسلمان ہونے کے بعد سب سے پہلے صلح حدیبیہ میں شریک ہو کر بیعۃ الرضوان کے شرف سے سرفراز ہوئے دو سو پچاس حدیثیں ان سے مروی ہیں اور حدیثوں کے درس و اشاعت میں ان کو بے حد شغف تھا، پہلے مصر میں رہتے تھے۔ پھر حمص چلے گئے اور وہیں ۸۶ھ میں اکانوے برس کی عمر میں وفات پائی۔ بعض مؤرخین نے ان کا سال وفات ۸۱ھ تحریر کیا ہے۔ یہ اپنی داڑھی میں زرد رنگ کا خضاب کرتے تھے۔ (اکمال ص ۵۸۶ و اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۶)

کرامات

فرشتہ نے دودھ پلایا

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ جس کو وہ خود بیان فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیجا کہ تم اپنی قوم میں جا کر اسلام کی تبلیغ کرو، چنانچہ حکمِ نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے یہ اپنے قبیلہ میں پہنچے اور اسلام کا پیغام پہنچایا، مگر ان کی قوم نے ان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا، کھانا کھلانا تو بڑی بات ہے، پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا، بلکہ ان کا مذاق اڑاتے ہوئے اور برا بھلا کہتے ہوئے ان کو بستی سے باہر نکال دیا۔ یہ بھوک پیاس سے انتہائی بے تاب اور نڈھال ہو چکے تھے، لاچار ہو کر کھلے میدان ہی میں ایک جگہ سو گئے، تو خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور ان کو دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن دیا۔ یہ اُس دُودھ کو پی کر خوب جی بھر کر سیراب ہو گئے۔ خدا کی شان دیکھیے کہ جب نیند سے بیدار

ہوتے، تو نہ بھوک تھی نہ پیاس۔

اس کے بعد گاؤں کے کچھ خیر پسند اور سلجھے ہوئے لوگوں نے گاؤں والوں کو ملامت کی کہ اپنے ہی قبیلہ کا ایک معزز آدمی گاؤں میں آیا اور تم لوگوں نے اس کے ساتھ شرمناک قسم کی بدسلوکی کر ڈالی، جو ہمارے قبیلہ والوں کی پیشانی پر ہمیشہ کے لیے کلنک کا ٹیکہ بن جائے گی۔ یہ سن کر گاؤں والوں کو ندامت ہوئی اور وہ لوگ کھانا پانی وغیرہ لے کر میدان میں ان کے پاس پہنچے، تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تمہارے کھانے پانی کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے، مجھ کو تو میرے رب نے کھلا پلا کر سیراب کر دیا ہے اور پھر اپنے خواب کا قصہ بیان کیا۔ گاؤں والوں نے جب یہ دیکھ لیا کہ واقعی یہ کھا پی کر سیراب ہو چکے ہیں اور ان کے چہرے پر بھوک و پیاس کا کوئی اثر و نشان نہیں، حالانکہ اس سنسان جنگل اور بیابان میں کھانا پانی کہیں سے ملنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، تو گاؤں والے آپ کی اس کرامت سے بیحد متاثر ہوئے یہاں تک کہ پوری بستی کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۷۲ بحوالہ بیہقی و کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۲۲ و مستدرک حاکم ج ۳ ص ۶۴۲)

امدادِ غیبی کی اشرفیاں

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باندی کا بیان ہے کہ یہ بہت ہی سخی اور فیاض آدمی تھے، کسی سائل کو بھی اپنے دروازے سے نامراد نہیں لوٹاتے تھے۔ ایک دن ان کے پاس صرف تین ہی اشرفیاں تھیں اور یہ اس دن روزہ سے تھے۔ اتفاق سے اس دن تین سائل دروازہ پر آئے اور آپ نے تینوں کو ایک ایک اشرفی دے دی، پھر سو رہے۔ باندی کہتی ہیں کہ میں نے نماز کے لیے انہیں بیدار کیا اور وہ وضو کر کے مسجد میں چلے گئے۔ مجھے ان کے حال پر بڑا ترس آیا کہ گھر میں نہ ایک پیسہ ہے نہ اناج کا ایک دانہ، بھلا یہ روزہ کس چیز سے افطار کریں گے؟ میں نے ایک شخص سے قرض لے کر رات کا کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا۔ پھر میں جب ان کے بستر کو درست کرنے کے لیے گئی تو کیا دیکھتی ہوں تین سو اشرفیاں بستر پر پڑی ہوئی ہیں۔ میں نے ان کو گن کر رکھ دیا۔ وہ نمازِ عشاء کے بعد جب گھر میں آئے، اور چراغ جلتا ہوا اور بچھا ہوا دستر خوان دیکھا تو مسکرانے اور فرمایا کہ آج تو ماشاء اللہ میرے گھر میں اللہ کی طرف سے خیر ہی خیر ہے۔ پھر میں نے انہیں کھانا کھلایا

Marfat.com

اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ ان اشرفیوں کو یونہی لاپروائی کے ساتھ بستر پر چھوڑ کر چلے گئے اور مجھ سے کہہ کر بھی نہیں گئے کہ میں ان کو اٹھا لیتی آپ نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیسی اشرفیاں؟ میں تو گھر میں ایک پیسہ بھی چھوڑ کر نہیں گیا تھا۔ یہ سن کر میں نے ان کا بستر اٹھا کر جب انہیں دکھایا کہ یہ دیکھیے اشرفیاں پڑی ہوئی ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے، لیکن انہیں بھی اس پر بڑا تعجب ہوا۔ پھر سوچ کر کہنے لگے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری امداد غیبی ہے۔ میں اس کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۱۰ ص ۱۷۵ و شواہد النبوۃ ص ۲۱۸)

۳۸ حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بہت ہی بلند مرتبہ صحابی ہیں۔ جنگِ اُحد اور اس کے بعد کے تمام اسلامی معرکوں میں کفار سے لڑتے رہے۔ سنہ ۶ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روم کے بادشاہ قیصر کے دربار میں اپنا مبارک خط دے کر بھیجا اور قیصر روم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نامۂ مبارک پڑھ کر ایمان لے آیا، مگر اس کی سلطنت کے ارکان نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چمڑے کا موزہ بطورِ نذرانہ پیش کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔ یہ مدینہ منورہ سے شام میں آکر مقیم ہو گئے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے۔ (اکمال ص ۵۹۴)

کرامت

حضرت جبریل ان کی صورت میں

ان کی مشہور کرامت یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی صورت میں زمین پر نازل ہوا کرتے تھے۔

(اکمال ص ۵۹۴ و اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۳۰)

Marfat.com

(۳۹) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو یزید ہے۔ بنو کندہ میں سے تھے۔ ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے اور حجۃ الوداع میں اپنے والد کے ساتھ حج کیا۔ امام زہری ان کے شاگردوں میں بہت ہی مشہور ہیں۔ ۸۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (اکمال ص ۵۹۸)

کرامت

چورانوے برس کا جوان

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا۔ جعید بن عبدالرحمن کا بیان ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ چورانوے برس تک نہایت ہی تندرست اور قوی ہیکل رہے اور کان، آنکھ، دانت کسی چیز میں بھی کمزوری کے آثار نہیں پیدا ہوئے تھے۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۰۱)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عطا کہتے ہیں کہ حضرت سائب رضی اللہ عنہ کے سر کے اگلے حصے کے بال بالکل سیاہ تھے اور سر کے پچھلے حصے کے سب بال اور داڑھی بالکل سفید تھی۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا: اے میرے آقا! یہ کیا معاملہ ہے؟ مجھے اس پر تعجب ہو رہا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے میرا نام پوچھا۔ میں نے اپنا نام سائب بن یزید بتایا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ جہاں تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پہنچا ہے، وہ بال سفید نہیں ہوئے اور آئندہ بھی کبھی سفید نہیں ہوں گے۔

Marfat.com

(۴۰) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں یہ فارس کے شہر "رامہرمز" کے باشندہ تھے۔ مجوسی مذہب کے پابند تھے اور ان کے باپ مجوسیوں کی عبادت گاہ آتش خانہ کے منتظم تھے۔ یہ بہت سے راہبوں اور عیسائی سادھوؤں کی صحبت اٹھا کر مجوسی مذہب سے بیزار ہو گئے اور اپنے وطن سے مجوسی دین چھوڑ کر دین حق کی تلاش میں گھر سے نکل پڑے اور عیسائیوں کی صحبت میں رہ کر عیسائی ہو گئے۔ پھر ڈاکوؤں نے گرفتار کر لیا اور اپنا غلام بنا کر بیچ ڈالا۔ اور یکے بعد دیگرے یہ دس آدمیوں سے زیادہ اشخاص کے غلام رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت یہ ایک یہودی کے غلام تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید کر آزاد فرما دیا۔

جنگ خندق میں مدینہ منورہ شہر کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ انہوں نے ہی دیا تھا۔ یہ بہت ہی طاقتور تھے اور انصار و مہاجرین دونوں ہی ان سے محبت کرتے تھے، چنانچہ انصاریوں نے کہنا شروع کیا کہ سَلْمَانُ مِنَّا یعنی سلمان ہم میں سے ہے اور مہاجرین نے بھی یہی کہا کہ سَلْمَانُ مِنَّا یعنی سلمان ہم میں سے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر بہت بڑا کرم عظیم تھا جب انصار و مہاجرین کا نعرہ سنا تو ارشاد فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلُ الْبَیْتِ" (یعنی سلمان ہم میں سے ہیں) یہ فرما کر ان کو اپنے اہل بیت میں شامل فرمالیا۔ عقد مواخات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ابو الدرداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی بنا دیا تھا۔ اکابر صحابہ میں ان کا شمار ہے، بہت عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ یہ رات میں بالکل ہی اکیلے صحبتِ نبوی سے سرفراز ہوا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے

Marfat.com

کہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم اوّل بھی سیکھا اور علم آخر بھی سیکھا اور وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ احادیث میں ان کے فضائل و مناقب بہت مذکور ہیں۔ ابو نعیم نے فرمایا کہ ان کی عمر بہت زیادہ ہوئی بعض کا قول ہے تین سو پچاس برس کی عمر ہوئی اور دو سو پچاس برس کی عمر پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ ۳۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

یہ مرض الموت میں تھے تو حضرت سعد اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی بیمار پرسی کے لیے گئے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ ان حضرات نے رونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو وصیت کی تھی کہ تم لوگ دنیا میں اتنا ہی سامان رکھنا، جتنا کہ ایک سوار مسافر اپنے ساتھ رکھتا ہے، لیکن افسوس کہ میں اس مقدس وصیت پر عمل نہیں کر سکا، کیونکہ میرے پاس اس سے کچھ زائد سامان ہے۔ بعض مورخین نے آپ کی وفات کا سال۔ ار رجب ۳۳ھ یا ۳۴ھ تحریر کیا ہے۔ مزار مبارک مداین میں ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے۔

(ترمذی مناقب سلمان فارسی و اکمال ص۵۹۷ و حاشیہ کنز العمال ج ۱۶ ص۳۶ و اسد الغابہ ج ۲ ص۳۲۸)

کرامات

ملک الموت نے سلام کیا

جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ تم نے جو تھوڑا سا مشک رکھا ہے۔ اس کو پانی میں گھول کر میرے سر میں لگا دو، کیونکہ اس وقت میرے پاس کچھ ایسی ہستیاں تشریف لانے والی ہیں جو نہ انسان ہیں اور نہ جن۔ ان کی بیوی صاحبہ کا بیان ہے کہ میں نے مشک کو پانی میں گھول کر ان کے سر میں لگا دیا اور میں جیسے ہی مکان سے باہر نکلی، گھر کے اندر سے آواز آئی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط میں یہ آواز سن کر مکان کے اندر گئی، تو

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحِ مطہرہ پرواز کر چکی تھی اور وہ اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ گویا گہری نیند سو رہے ہیں۔ (شواہد النبوۃ صہ۲۲۱)

خواب میں اپنے انجام کی خبر دینا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آئیے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جو بھی پہلے وصال کرے، وہ خواب میں آکر اپنا حال دوسرے کو بتا دے۔ میں نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں مومن کی روح آزاد رہتی ہے۔ روئے زمین میں جہاں چاہے جا سکتی ہے۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

پھر میں ایک دن قیلولہ کر رہا تھا تو بالکل ہی اچانک حضرت سلمان رضی اللہ عنہ میرے سامنے آگئے اور بلند آواز سے انہوں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ط میں نے جواب میں وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ط کہا اور ان سے دریافت کیا کہ کیسے وصال کے بعد آپ پر کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبہ پر ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ خدا پر توکل کرتے رہیں، کیونکہ توکل بہترین چیز ہے، توکّل بہترین چیز ہے۔ توکّل بہترین چیز ہے۔ اس جملہ کو انہوں نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ (شواہد النبوۃ صہ۲۲۱)

تبصرہ اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ خدا کے نیک بندوں کی روحیں اپنے گھر والوں یا احباب کے مکانوں پر جایا کرتی ہیں اور اپنے متعلقین کو ضروری ہدایات بھی دیتی رہتی ہیں اور یہ روحیں کبھی خواب میں اور کبھی عالمِ مثال میں اپنے مثالی جسموں کے ساتھ بیداری میں بھی اپنے متعلقین سے ملاقات کر کے ان کو ہدایات دیتی اور نصیحت فرماتی رہتی ہیں، چنانچہ بہت سے بزرگوں سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے وفات کے بعد

Marfat.com

اپنے جسموں کے ساتھ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے متعلقین سے ملاقات کی اور نیز اپنے اور دوسروں کے حالات کے بارے میں بات کی۔

چنانچہ مشہور روایت ہے کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر منور سے باہر تشریف لائے اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی نسبت طریقت سے سرفراز فرما کر خلافت عطا فرمائی۔

چنانچہ شجرہ نقشبندیہ پڑھنے والے یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، حالانکہ تاریخوں سے ثابت ہے کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تقریباً اتالیس برس بعد حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ خرقان میں پیدا ہوئے

چرند و پرند تابع فرمان

ان کی مشہور کرامت یہ ہے کہ جنگل میں دوڑتے ہوئے ہرن کو بلایا تو وہ آپ کے پاس فوراً ہی حاضر ہو گیا، اسی طرح ایک مرتبہ اڑتی ہوئی چڑیا کو آپ نے آواز دی تو وہ آپ کی آواز سن کر زمین پر اتر پڑی

(تذکرۂ محمود)

فرشتہ سے گفتگو

سلمہ بن عطیہ اسدی کا بیان ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک مسلمان کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور وہ جاں کنی کے عالم میں تھا، تو آپ نے فرمایا کہ اے فرشتہ! تو اس کے ساتھ نرمی کر! راوی کہتے ہیں کہ اس مسلمان نے کہا کہ اے سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ فرشتہ آپ کے جواب میں کہتا ہے کہ میں تو ہر مومن کے ساتھ نرمی ہی اختیار کرتا ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۲۰۴)

Marfat.com

(۴۱) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ان کی والدہ کا نام "اسماء بنت عمیس" رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ ان کے والدین جب ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تو یہ حبشہ ہی میں پیدا ہوئے۔ پھر اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے۔ یہ بہت ہی دانشمند و حلیم، نہایت ہی علم و فضل والے اور بہت ہی پاک باز و پرہیز گار تھے اور سخاوت میں تو اس قدر بلند مرتبہ تھے کہ ان کو بَحْرُ الْجُوْدِ (سخاوت کا دریا) اور اَسْخَی الْمُسْلِمِیْن (مسلمانوں میں سب سے زیادہ سخی) کہتے تھے۔ نوے برس کی عمر پا کر ۸۰ھ میں مدینہ منورہ کے اندر وفات پائی۔

(کما فی اسماء الرجال ص ۶۰۴)

ان کے وصال کے وقت عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ کی طرف سے مدینہ منورہ کے حاکم حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے، ان کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ آئے اور خود اپنے ہاتھوں سے ان کو غسل دے کر کفن پہنایا اور ان کا جنازہ اٹھا کر جنۃ البقیع کے قبرستان تک لے گئے۔

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آنسو ان کے رخسار پر بہ رہے تھے اور وہ زور زور سے یہ کہہ رہے تھے کہ اے عبداللہ بن جعفر! آپ بہت ہی بہترین آدمی تھے آپ میں کبھی کوئی شر تھا ہی نہیں۔ آپ شریف تھے، لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے والے نیکوکار تھے۔ پھر حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپ کی عمر شریف کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ کی عمر نوے برس کی تھی اور بعض کا قول ہے کہ بانوے برس کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔ اسی طرح آپ کے وصال کے سال میں بھی اختلاف ہے۔ ۸۰ھ، ۸۱ھ، ۸۵ھ

Marfat.com

تین اقوال ہیں۔ (اسد الغابہ ج ۳ صـ ۱۳۴ تا صـ ۱۳۵)

کرامات

سجدہ گاہ سے چشمہ اُبل پڑا

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرے باپ کے ذمہ تمہارا کچھ قرض باقی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو معاف کر دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اس قرض کو معاف کرانا ہرگز ہرگز پسند نہیں کروں گا ہاں یہ اور بات ہے کہ میرے پاس نقد رقم نہیں ہے، لیکن میرے پاس زمینیں ہیں آپ میری فلاں زمین اپنے اس قرض میں لے لیجیے، مگر اس زمین میں کنواں نہیں ہے اور آبپاشی کے لیے دوسرا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا، بہرحال میں نے آپ کی وہ زمین لے لی۔ پھر آپ اس زمین میں تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر اپنے غلام کو مصلیٰ بچھانے کا حکم دیا اور آپ نے اس جگہ دو رکعت نماز پڑھی اور بڑی دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔ پھر مصلیٰ اٹھا کر آپ نے غلام سے فرمایا کہ اس جگہ زمین کھودو۔ غلام نے زمین کھودی تو ناگہاں وہاں سے پانی کا ایک ایسا زخار چشمہ اُبلنے لگا جس سے نہ صرف اس زمین بلکہ آس پاس کی تمام زمینوں کی آبپاشی و سیرابی کا انتظام ہو گیا۔

(اسد الغابہ ج ۳ صـ ۱۳۵)

قبر پر اشعار

آپ کی قبر منورہ پر مندرجہ ذیل دو اشعار لکھے ہوئے دیکھے گئے، مگر یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ کس کے اشعار ہیں اور کس نے لکھے ہیں؛ اس لیے ہم اس کو آپ کی ایک کرامت شمار کرتے ہیں۔ اشعار یہ ہیں ؎

مُقِیْمٌ اِلٰی اَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ خَلْقَہٗ

لِقَاءُکَ لَا یُرْجٰی وَاَنْتَ قَرِیْبٌ

Marfat.com

(آپ اس وقت تک یہاں مقیم رہیں گے، جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو قبروں سے اٹھائے گا، آپ کی ملاقات کی کوئی امید ہی نہیں کی جا سکتی، حالانکہ آپ بہت ہی قریب ہیں)

تَزِیْدُ بِلًی فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ
وَتَنْسٰی کَمَا تَبْلٰی وَاَنْتَ حَبِیْبٗ

(آپ ہر دن اور ہر رات پرانے ہوتے جائیں گے اور جیسے جیسے آپ پرانے ہوتے جائیں گے، لوگ آپ کو بھولتے جائیں گے، حالانکہ آپ ہر شخص کے محبوب ہیں)

(اسد الغابہ ج ۳ صـ ۱۳۵)

تبصرہ حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند اور خاندانِ بنو امیہ کے ایک ممتاز فرد ہیں اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ ہیں اور باوجودیکہ دونوں خاندانوں میں خاندانی عصبیت کی بنا پر خصوصاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کشیدگی رہا کرتی تھی، مگر حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجودیکہ عثمانی تھے۔ خاندان بنو امیہ کے ایک نامور فرزند تھے۔ پھر اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان کی طرف سے حاکم تھے، لیکن ان سب وجوہات کے باوجود انہوں نے حاکم مدینہ منورہ ہوتے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا، کفن پہنایا اور جنۃ البقیع کے قبرستان تک روتے ہوئے جنازہ اٹھایا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی نیک نفس اور خاندانی عصبیت سے بالکل ہی پاک صاف تھے اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر مقبولِ خلائق تھے کہ خاندان بنو ہاشم و خاندان بنو امیہ دونوں کی نگاہوں میں انتہائی محترم و معظم تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Marfat.com

(۴۲) حضرت ذُویب ابن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ذویب بن کلیب بن ربیعہ خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن کی سرزمین میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔

کرامت

آگ نہیں جلا سکی ان کی انتہائی حیرتناک کرامت یہ ہے کہ اسود عنسی نے جب یمن کے شہر صنعا میں نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اپنا کلمہ پڑھنے پر مجبور کرنے لگا تو حضرت ذویب بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی سختی کے ساتھ اس کی جھوٹی نبوت کا انکار کرتے ہوئے لوگوں کو اس کی اطاعت سے روکنا شروع کردیا۔ اس سے جل بھُن کر اسود عنسی ظالم نے آپ کو گرفتار کرکے جلتی ہوئی آگ کے شعلوں میں ڈال دیا، مگر آگ سے بدن تو کیا ان کے جسم کے کپڑے بھی نہیں جلے، یہاں تک کہ پوری آگ جل کر بجھ گئی اور یہ زندہ و سلامت رہے۔ جب یہ خبر مدینہ منورہ پہنچی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نادر الوجود کرامت کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح آگ کے شعلوں میں جلنے سے محفوظ رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ خبر سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باآوازِ بلند یہ کہا کہ الحمد للہ! کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو بھی پیدا فرمایا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح آگ کے شعلوں میں جلنے سے محفوظ رہا۔

(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۶۷ و اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۴۸)

تبصرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

Marfat.com

ایک "مسیلمۃ الکذاب" دوسرا "اسود عنسی" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی ہی میں حضرت فیروز دیلمی اور حضرت قیس بن عبد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسود عنسی کو اس طرح قتل کیا کہ حضرت فیروز دیلمی اس کو پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ گئے اور حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا سر کاٹ لیا، مگر مسیلمۃ الکذاب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوجوں نے قتل کیا اور یہ دونوں جھوٹے مدعیانِ نبوت دنیا سے فنا ہو گئے۔

(اکمال ص۵۸۵ وغیرہ)

(۴۳) حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے والد کا نام عمرو تھا جو ابن عویمر بن حارث اعرج کے نام سے مشہور ہیں۔ اہل حجاز نے ان کی حدیثوں کو بیان کیا ہے۔ سن ۶۱ھ میں ۷۱ یا ۸۰ برس کی عمر میں وفات پائی۔

(اکمال ص۵۹۲ و اسد الغابہ ج ۲ ص۵۰)

کرامت

انگلیاں روشن ہو گئیں

ان کی ایک بہت نادر الوجود کرامت یہ ہے کہ یہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں گئے تھے اتفاق سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوٹ گیا اور یہ چند آدمی سخت اندھیری رات میں ادھر اُدھر بکھر گئے نہ کسی کو راستہ ملتا تھا نہ ایک دوسرے کی خبر تھی۔ اس پریشانی و حیرانی کے عالم میں ایک دم اچانک ان کی پانچوں انگلیاں اس قدر روشن ہو گئیں کہ ان کی روشنی میں سب کو راستہ نظر آ گیا اور سب بکھرے ہوئے لوگ اکٹھا ہو گئے اور ہلاکت و بربادی سے بچ گئے۔

(دلائل النبوۃ ج ۳ ص۲۰۶)

Marfat.com

(۴۴) حضرت یعلیٰ بن مُرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلہ بنو ثقیف میں سے ہیں۔ بہت ہی بہادر اور جاں باز صحابی تھے۔ بہت سی اسلامی لڑائیوں میں شریک جہاد رہے اور محدثین کی بہت بڑی جماعت نے ان سے حدیثوں کا درس لیا اور کوفہ کے محدثین میں ان کا شمار ہے۔ (اکمال ص ۶۲۳)

کرامت

عذاب قبر کی آواز سُن لی ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ قبرستان میں گزرے تو میں نے ایک قبر میں دھماکہ سنا، گھبرا کر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک قبر میں دھماکہ کی آواز سنی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے بھی اس دھماکہ کی آواز سُن لی؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ ایک قبر والے کو اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ یہ اسی عذاب کی آواز کا دھماکہ تھا جو تو نے سنا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس قبر والے کو کس گناہ کے سبب عذاب دیا جا رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص چغل خوری کیا کرتا تھا اور اپنے بدن اور کپڑوں کو پیشاب سے نہیں بچاتا تھا۔

(حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۷۴ بحوالہ بیہقی)

(۴۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لیے حکمت اور فقہ و تفسیر کے علوم کے حاصل ہونے کے لیے دعا مانگی۔ ان کا علم بہت ہی وسیع تھا، اسی لیے کچھ لوگ ان کو بحر (دریا)

Marfat.com

کتنے تھے اور حبر الامہ (امت کا بہت بڑا عالم) یہ تو آپ کا بہت ہی مشہور لقب ہے۔ یہ بہت ہی خوبصورت اور گورے رنگ کے نہایت ہی حسین وجمیل شخص تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو کم عمری کے باوجود امورِ خلافت کے اہم ترین مشوروں میں شریک کرتے رہے۔

لیث بن ابی سُلیم کا بیان ہے کہ میں نے طاؤس محدث سے کہا کہ تم اس نوعمر شخص (عبداللہ بن عباس) کی درس گاہ سے چمٹے ہوئے ہو اور اکابر صحابہ کی درس گاہوں میں نہیں جارہے ہو۔

طاؤس محدث نے فرمایا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ستر صحابہ کرام، جب ان کے مابین کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تھا، تو وہ سب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے قول پر عمل کرتے تھے، اس لیے مجھے ان کے علم کی وسعت پر اعتماد ہے، اس لیے میں ان کی درس گاہ چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ آپ پر خوفِ خدا کا بہت زیادہ غلبہ رہتا۔ آپ اس قدر زیادہ روتے کہ آپ کے دونوں رخساروں پر آنسوؤں کی دھار بہنے کا نشان پڑ گیا تھا۔ سنہ ۶۸ھ میں بمقام طائف ۷۱ برس کی عمر میں وصال ہوا۔

(اکمال ص ۶۰۴ واسد الغابہ ج ۳ ص ۱۹۲)

کرامات

ان کی کرامتوں میں سے تین کرامتیں بہت زیادہ مشہور ہیں، جو درج ذیل ہیں:۔

کفن میں پرند

میمون بن مہران تابعی محدث کا بیان ہے کہ میں طائف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جنازہ میں حاضر تھا۔ جب لوگ نماز جنازہ کے لیے کھڑے ہوئے، تو بالکل ہی اچانک نہایت تیزی کے ساتھ ایک سفید پرند آیا اور ان کے کفن کے اندر داخل ہوگیا۔ نماز کے بعد ہم لوگوں نے ٹٹول ٹٹول کر بہت تلاش کیا، مگر اس پرند کا کچھ بھی پتا نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا

Marfat.com

اور کیا ہوا؟ (مستطرف ج ۲ صد ۲۸۱)

غیبی آواز جب لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دفن کر چکے اور قبر پر مٹی برابر کی جا چکی تو تمام حاضرین نے ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ تلاوت کر رہا ہے:

یَاۤ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ط

(اے اطمینان پانے والی جان! تو اپنے رب کے دربار میں اس طرح حاضر ہو جا کہ تو خدا سے خوش ہے اور خدا تجھ سے خوش ہے)

(مستطرف ج ۲ صد ۲۸۱ و کنز العمال ج ۱۶ و حاشیہ کنز العمال صد ۴۳)

حضرت جبریل علیہ السلام کا دیدار یہ بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک کرامت ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(اکمال صد ۶۰۴)

(۴۶) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے انصاری ہیں اور خاندان بنی خزرج سے ان کا نسبی تعلق ہے۔ اکابر صحابہ کی فہرست میں ان کا نام نامی بہت ہی مشہور ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔ اور ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین زندگی، پھر شہادت، پھر جنت کی بشارت دی تھی۔ سنہ ۱۲ھ میں جنگ یمامہ کے دن مسیلمۃ الکذاب کی فوجوں سے جنگ کرتے ہوئے شہادت سے سربلند ہو گئے۔

(اکمال صد ۵۸۸ وغیرہ)

Marfat.com

کرامت

موت کے بعد وصیت

ان کی یہ ایک کرامت ایسی بے مثل کرامت ہے کہ اس کی دوسری کوئی مثال نہیں مل سکتی شہید ہو جانے کے بعد آپ نے ایک صحابی سے خواب میں یہ فرمایا کہ اے شخص تم امیر لشکر حضرت خالد بن الولید سے میرا یہ پیغام کہہ دو کہ میں جس وقت شہید ہوا میرے جسم پر لوہے کی ایک زرہ تھی جس کو ایک مسلمان سپاہی نے میرے بدن سے اتار لیا اور اپنے گھوڑا باندھنے کی جگہ پر اس کو رکھ کر اس پر ایک ہانڈی اوندھی کر کے اُس کو چھپا رکھا ہے، لہٰذا امیر لشکر میری اس زرہ کو برآمد کر کے اپنے قبضے میں لے لیں۔

اور تم مدینہ منورہ بھیج کر امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا یہ پیغام کہہ دینا کہ جو مجھ پر قرض ہے، وہ اس کو ادا کر دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے خواب دیکھنے والے صحابی نے اپنا خواب حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے فوراً ہی تلاشی لی اور واقعی ٹھیک اسی جگہ سے زرہ برآمد ہوئی جس جگہ کا خواب میں آپ نے نشان بتایا تھا اور جب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خواب سنایا گیا تو آپ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو نافذ کرتے ہوئے ان کا قرض ادا فرما دیا اور ان کے غلام کو آزاد قرار دے دیا۔

مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ خصوصیت ہے جو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ ایسا کوئی شخص بھی میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کے مر جانے کے بعد خواب میں کی ہوئی اس کی وصیت کو نافذ کیا گیا ہو۔

(تفسیر صاوی ج ۲ ص ۱۰۸)

Marfat.com

(۴۷) حضرت علاء ابن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا اصلی نام عبداللہ اور ان کا اصلی وطن "حضرموت" ہے۔ یہ ابتداء اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بحرین کا حاکم بنا دیا۔ ۱۴ھ میں بحالت جہاد آپ کی وفات ہوئی۔ (اکمال ص ۶۰۷)

کرامات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحرین کے مرتدین سے جہاد کرنے کے لیے حضرت علاء ابن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو ہم لوگوں نے ان کی تین کرامتیں ایسی دیکھی ہیں کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان تین میں سے کونسی زیادہ تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے۔

پیادہ اور سوار دریا کے پار

"دارین" پر حملہ کرنے کے لیے کشتیوں اور جہازوں کی ضرورت تھی، مگر کشتیوں کے انتظام میں بہت لمبی مدت درکار تھی، اس لیے حضرت علاء ابن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو للکار کر پکارا کہ اے مجاہدین اسلام! تم لوگ خشک میدانوں میں تو خداوند قدوس کی امداد و نصرت کا نظارہ بار بار دیکھ چکے ہو۔ اب اگر سمندر میں بھی اس کی تائید غیبی کا جلوہ دیکھنا ہو تو تم سب لوگ سمندر میں داخل ہو جاؤ۔ آپ نے یہ کہا اور مع اپنے لشکر کے یہ دعا پڑھتے ہوئے سمندر میں داخل ہو گئے۔

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا كَرِيْمُ يَا حَلِيْمُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا حَيُّ يَا مُحْيِ الْمَوْتٰى يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

کوئی اونٹ پر سوار تھا، کوئی گھوڑے پر، کوئی گدھے پر سوار تھا، کوئی خچر پر اور

Marfat.com

بہت سے پیدل چل رہے تھے، مگر سمندر میں قدم رکھتے ہی سمندر کا پانی خشک ہو کر اسقدر رہ گیا کہ جانوروں کے صرف پاؤں تر ہوئے تھے۔ پورا اسلامی لشکر اس طرح آرام و راحت کے ساتھ سمندر میں چل رہا تھا، گویا بھیگے ہوئے ریت پر چل رہا ہے جس پر چلنا نہایت ہی سہل اور آسان ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کرامت کو دیکھ کر ایک مسلمان مجاہد نے جن کا نام عفیف بن المنذر تھا، برجستہ اپنے ان دو شعروں میں اس کی ایسی منظر کشی کی ہے جو بلاشبہ وجد آفریں ہے ؎

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ ذَلَّلَ بَحْرَہٗ
وَاَنْزَلَ بِالْکُفَّارِ اِحْدَی الْجَلَائِلِ

(کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدوں کے لیے اپنے سمندر کو فرمانبردار بنا دیا، اور کفار پر ایک بہت بڑی مصیبت نازل فرما دی)

دَعَوْنَا اِلٰی شَقِّ الْبِحَارِ فَجَائَنَا
بِاَعْجَبَ مِنْ فَلْقِ الْبِحَارِ الْاَوَائِلِ

(ہم لوگوں نے سمندر کے پھٹ جانے کی دعا مانگی، تو خدا نے اس سے کہیں زیادہ عجیب ذریعہ ہمارے لیے پیش فرما دیا، جو دریا پھاڑنے کے سلسلے میں پہلے لوگوں کے لیے ہوا تھا۔)

(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۳۲۹ و دلائل النبوۃ ج ۳، ص ۲۰۸)

چمکتی ریت سے پانی نمودار ہو گیا

دوسری کرامت یہ ہے کہ ہم لوگ چٹیل میدان میں جہاں پانی بالکل ہی نایاب تھا پیاس کی شدت سے بے تاب ہو گئے اور بہت سے مجاہدین کو تو اپنی ہلاکت کا یقین بھی ہو گیا۔ اپنے لشکر کا یہ حال دیکھ کر حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ کر دعا مانگی تو ایک دم ناگہاں لوگوں کو بالکل ہی قریب سوکھی ریت پر پانی چمکتا ہوا نظر آ گیا۔

Marfat.com

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اچانک ایک بدلی نمودار ہوئی اور اس قدر پانی برسا کہ جل تھل ہو گیا اور سارا لشکر جانوروں سمیت پانی سے سیراب ہو گیا اور لشکر والوں نے اپنے تمام برتنوں کو بھی پانی سے بھر لیا۔

(طبری ج ۳ ص ۲۵۷ و دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۲۰۸)

لاش قبر سے غائب تیسری کرامت یہ ہے کہ جب حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ہم لوگوں نے ان کو ریتلی زمین میں دفن کر دیا۔ پھر ہم لوگوں کو خیال آیا کہ کوئی جنگلی جانور آسانی کے ساتھ ان کی لاش کو نکال کر کھا ڈالے گا، لہٰذا ان کو کسی آبادی کے قریب سخت زمین میں دفن کرنا چاہیے۔ چنانچہ ہم لوگوں نے فوراً ہی پلٹ کر ان کی قبر کو کھودا، تو ان کی مقدس لاش قبر سے غائب ہو چکی تھی اور تلاش کے باوجود ہم لوگوں کو نہیں ملی[1]۔

(دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۲۰۸)

(۴۸) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بہت ہی مشہور صحابی ہیں، آپ کے والد کا نام رباح ہے یہ حبشہ کے رہنے والے تھے اور مکہ مکرمہ میں ایک کافر امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ اسی حال میں مسلمان ہو گئے۔ امیہ بن خلف نے ان کو بہت ستایا اور ان پر بڑے بڑے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے، مگر یہ پہاڑ کی طرح اسلام پر ڈٹے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کثیر رقم اور ایک غلام دے کر ان کو امیہ بن خلف سے خرید لیا اور اللہ و رسول کی رضا جوئی کے لیے ان کو آزاد کر دیا، اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا

---

[1] ممکن ہے کہ جنت البقیع میں فرشتوں نے منتقل کر دی ہو۔ (تابش مورس)

Marfat.com

کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار (بلال) کو آزاد کیا۔

خدا کی شان کہ جنگ بدر میں امیہ بن خلف کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے چند انصاریوں کی مدد سے قتل کیا۔ تمام اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ جہاد فرماتے رہے اور مسجد نبوی کے موذن بھی رہے۔ وصال نبوی کے بعد مدینہ طیبہ میں رہنا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کو خالی دیکھنا ان کے لیے ناقابلِ برداشت ہو گیا۔ فراقِ رسول میں ہر وقت روتے رہتے۔ اس لیے مدینہ منورہ کو خیرباد کہہ دیا اور ملک شام میں سکونت اختیار کر لی پھر سنہ ۲۰ھ میں ۶۳ برس کی عمر پا کر شہر دمشق میں وصال فرمایا۔ اور باب الصغیر میں مدفون ہوئے اور بعض مورخین کا قول ہے کہ آپ کا وصال شہر حلب میں ہوا اور باب الاربعین میں آپ کی قبر مبارک بنائی گئی۔ واللہ اعلم۔

(کما فی اسماء الرجال ص ۶۰۷)

کرامت

خواب میں حضور کا دیدار

ایک مرتبہ خواب میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا: اے بلال! یہ کیا انداز ہے کہ تم ہمارے پاس کبھی نہیں آتے۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اس قدر بے قرار ہو گئے کہ فوراً ہی اونٹ پر سوار ہو کر عازم سفر ہو گئے۔ جب مدینہ منورہ میں روضۂ انور کے پاس پہنچے تو شدتِ غم سے غش کھا کر گر پڑے اور زمین پر لوٹنے لگے۔ جب کچھ سکون ہوا تو حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما نے اذان کی فرمائش کی۔ پیارے رسول کے لاڈلوں کی فرمائش سے انکار کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ آپ نے مسجد نبوی میں اذان دی اور زمانہ نبوت کی بلالی اذان جب اہل مدینہ کے کان میں پڑی تو ایک کہرام مچ گیا، یہاں تک کہ پردہ نشین عورتیں

Marfat.com

جوشِ بے قراری میں گھروں سے باہر نکلیں اور ہر چھوٹا بڑا دورِ نبوت کی یاد سے بے قرار ہو کر زار زار رونے لگا۔ چند دنوں مدینہ منورہ میں رہ کر پھر آپ ملکِ شام چلے گئے۔

(اسد الغابہ ج اصـ۲۰۶ تا صـ۲۰۹)

۴۹ حضرت حنظلہ بن حزیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، ایک مرتبہ اپنے باپ کے ساتھ دربارِ نبوت میں حاضر ہوئے اور ان کے باپ نے ان کے لیے دعا کی درخواست کی۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ کرم اپنا دستِ اقدس ان کے سر پر پھیرا جس کی بدولت ان کو مندرجہ ذیل کرامت ملی۔ (اسد الغابہ ج ۲ صـ۶۵)

کرامت

مرض غائب ہو گیا جس قسم کا بھی کوئی مریض انسان یا جانور جب ان کے پاس لایا جاتا تو یہ اپنا سر اس مریض کے بدن پر لگا دیتے تھے، تو فی الفور شفاء حاصل ہو جاتی تھی۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ اپنے ہاتھ میں اپنا لعابِ دہن لگا کر اپنے سر پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَثَرِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط پھر اپنا ہاتھ مریض کے ورم پر پھیر دیتے تو فوراً مریض شفایاب ہو جاتا۔ (کنز العمال ج ۱۵ صـ۲۴، مطبوعہ حیدر آباد)

۵۰ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا اسمِ گرامی جندب بن جنادہ ہے، مگر اپنی کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ بہت ہی بلند پایہ صحابی ہیں اور یہ اپنے زہد و قناعت اور تقویٰ و عبادت کے اعتبار سے

Marfat.com

تمام صحابہ کرام میں ایک خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ ابتداء اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے یہاں تک کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ اسلام لانے میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا پھر اپنے وطن قبیلہ بنی غفار میں چلے گئے۔ پھر جنگ خندق کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کچھ دنوں کے لیے ملک شام چلے گئے۔ پھر وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ آئے اور مدینہ منورہ سے چند میل دور مقام "ربذہ" میں سکونت اختیار کر لی۔

(اکمال ص۵۹۴)

بہت سے صحابہ اور تابعین علم حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بمقام ربذہ ۳۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔ (اکمال ص۵۹۴)

ان کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کا شوق ہو، وہ ابو ذر کا دیدار کرے۔

(کنز العمال ج ۱۲ ص۵)

کرامات

جنگل میں کفن

روایت میں ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو ان کی بیوی صاحبہ رونے لگیں۔ آپ نے پوچھا بیوی تم روتی کیوں ہو؟ بیوی نے جواب دیا، میں کیوں نہ روؤں، جنگل میں آپ وصال فرما رہے ہیں اور ہمارے پاس نہ کفن ہے نہ کوئی آدمی۔ مجھے یہ فکر ہے کہ اس جنگل میں آپ کی تجہیز و تکفین کا میں کہاں سے اور کیسے انتظام کروں گی؟ آپ نے فرمایا: تم مت رو اور نہ کوئی فکر کرو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہ میں سے ایک شخص جنگل میں وصال فرمائے گا اور اس کے جنازہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہو جائیگی مجھے یقین ہے کہ وہ جنگل میں وصال کرنے والا صحابی میں ہی ہوں، اس لیے تم فکر نہ کرو

Marfat.com

اور انتظار کرو، ممکن ہے کوئی جماعت آ رہی ہو۔ یہ کہہ کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے۔ ان کی بیوی کا بیان ہے کہ وصال کے تھوڑی ہی دیر کے بعد بالکل اچانک چند سوار آ گئے اور ایک نوجوان نے اپنی گٹھڑی میں سے ایک نیا کفن نکالا اور آپ اسی کفن میں مدفون ہوئے اور سواروں کی اس جماعت نے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ و دفن کا انتظام کیا۔

(الکلام المبین و کنز العمال ج ۱۵ صہ ۲۸۴ ، مطبوعہ حیدر آباد)

فقط زمزم پر زندگی

بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو روزانہ مسجد حرام میں جا کر اپنے اسلام کا اعلان کرتے رہتے اور کفار مکہ ان کو اس قدر مارتے تھے کہ یہ مرنے کے قریب ہو جاتے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کو لوگوں سے یہ کہہ کر بچایا کرتے تھے کہ یہ قبیلۂ غفار کے آدمی ہیں جو تم قریشیوں کی شامی تجارت کی شاہراہ پر واقع ہے۔ لہٰذا ان کو ایذا مت دو، ورنہ تمہاری شامی تجارت کا راستہ بند ہو جائیگا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پندرہ دن اور پندرہ رات اسی حرم کعبہ میں روزانہ اپنے اسلام کا اعلان کرتے اور کفار سے مار کھاتے رہے اور ان پندرہ دنوں اور راتوں میں زمزم شریف کے پانی کے سوا ان کو گیہوں یا چاول کا ایک دانہ یا ذرہ برابر کوئی دوسری غذا میسر نہیں ہوئی، مگر یہ صرف زمزم شریف پی کر زندہ رہے اور پہلے سے زیادہ تندرست اور فربہ ہو گئے۔

(بخاری ج ا صہ ۴۹۹ باب قصہ زمزم و حاشیہ بخاری صہ ۴۹۹ و فتح الباری)

(۵۱) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر ہیں، ان کی کنیت

Marfat.com

ابو محمد اور لقب "سبطِ پیمبر" و "ریحانۃ الرسول" ہے۔ ۱۵ رمضان ۳ھ میں آپکی ولادت ہوئی۔ آپ جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں اور آپ کے فضائل و مناقب میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ اپنا آدھا مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیا۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کوفہ میں چالیس ہزار مسلمانوں نے آپ کے دستِ مبارک پر موت کی بیعت کر کے آپ کو امیر المومنین منتخب کیا لیکن آپ نے تقریباً چھ ماہ کے بعد جمادی الاولیٰ ۴۱ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرما کر خلافت ان کے سپرد فرما دی اور خود عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غیب کی خبر دی تھی، وہ ظاہر ہو گئی کہ میرا یہ بیٹا "سید" ہے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا، چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد نہ فرما دیتے تو ظاہر ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دونوں فوجوں کے درمیان بڑی ہی خونریز جنگ ہوتی جس سے ہزار دل عورتیں بیوہ اور لاکھوں بچے یتیم ہو جاتے اور سلطنتِ اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا، مگر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خیر پسند طبیعت اور نیک مزاجی کی بدولت مسلمانوں میں خونریزی کی نوبت نہیں آئی۔

۵ ربیع الاول ۴۹ھ میں آپ بمقام مدینہ منورہ زہر خورانی کے باعث شہادت سے سرفراز ہوئے۔ (اکمال صفحہ ۵۶۱ و اسد الغابہ ج ۲ صفحہ ۹ تا ۱۲)

کرامات

خشک درخت پر تازہ کھجوریں آپ کی بہت سی کراماتوں میں سے یہ ایک

Marfat.com

کرامت بہت زیادہ مشہور ہے کہ ایک سفر میں آپ کا گزر کھجوروں کے ایک ایسے باغ میں ہوا جس کے تمام درخت خشک ہو گئے تھے۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فرزند بھی اس سفر میں آپ کے ہمرکاب تھے۔ آپ نے اسی باغ میں پڑاؤ کیا اور خدام نے آپ کا بستر ایک سوکھے درخت کی جڑ میں بچھا دیا، اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند نے عرض کیا کہ اے ابنِ رسول اللہ! کاش! اس سوکھے درخت پر تازہ کھجوریں ہوتیں تو ہم لوگ سیر ہو کر کھا لیتے، یہ سن کر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چپکے سے کوئی دعا پڑھی اور بالکل ہی اچانک منٹوں میں وہ سوکھا درخت بالکل سرسبز و شاداب ہو گیا اور اس میں تازہ پکی ہوئی کھجوریں لگ گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر ایک شتربان کہنے لگا کہ خدا کی قسم! یہ تو جادو کا کرشمہ ہے۔ یہ سُن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے فرزند نے اس کو بہت زور سے ڈانٹا اور فرمایا کہ توبہ کر، یہ جادو نہیں ہے، بلکہ یہ شہزادۂ رسول کی دعا مقبول کی کرامت ہے۔ پھر لوگوں نے کھجوروں کو درخت سے توڑا اور سب ہمراہیوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔

(روضۃ الشہداء باب ۶ ص ۱۰۹)

فرزند پیدا ہونے کی بشارت

آپ پیدل حج کے لیے جارہے تھے درمیان راہ میں ایک منزل پر قیام فرمایا۔ وہاں آپ کا ایک عقیدت مند حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ حضور میں آپ کا غلام ہوں، میری بیوی دردِزہ میں مبتلا ہے آپ دعا فرمائیں کہ تندرست لڑکا پیدا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر جاؤ، تمہیں جیسے فرزند کی تمنا ہے ویسا ہی فرزند تم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے اور تمہارا یہ لڑکا ہمارا عقیدت مند اور ہماں نثار ہو گا۔ وہ شخص جب اپنے مکان پر پہنچا تو یہ دیکھ کر خوشی سے باغ باغ ہو گیا کہ واقعی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسے فرزند کی بشارت دی تھی، ویسا ہی لڑکا اس کے ہاں پیدا ہوا۔

(شواہد النبوۃ ص ۱۷۲)

Marfat.com

تبصرہ خشک درخت پر تازہ کھجوروں کا دفعتہً لگ جانا اور عقیدت مند کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے یا لڑکا؟ اور پھر اس بات کو جان لینا کہ یہ لڑکا بڑا ہوکر ہمارا عقیدتمند دجال شمار ہوگا۔ غور فرمائیے کہ یہ کتنی عظیم اور کس قدر شاندار کرامتیں ہیں۔ سبحان اللہ! کیوں نہ ہو کہ آپ ابن رسول اور نور دیدۂ حیدر و بتول ہیں اور خداوند کی بارگاہ میں بے انتہا مقبول ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۵۲) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور نام نامی "حسین" اور لقب "سبط الرسول" و "ریحانۃ الرسول" ہے۔ ۱۰ محرم ۶۱ھ جمعہ کے دن کربلا کے میدان میں یزیدی ستمگاروں نے انتہائی بیدردی کے ساتھ آپ کو شہید کر دیا۔ (اکمال ص ۵۶)

کنوئیں سے پانی ابل پڑا ابو عون کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے میں ابن مطیع کے پاس سے گزر ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے ابنِ رسول! میرے اس کنوئیں میں پانی بہت کم ہے، اس میں ڈول بھرتا نہیں ہے۔ میری ساری تدبیریں بیکار ہو چکی ہیں۔ کاش آپ ہمارے لیے برکت کی دعا فرمائیں۔ حضرت امام نے اس کنوئیں کا پانی منگایا اور آپ نے ڈول سے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا۔ پھر اس ڈول میں کلی فرمادی اور حکم دیا کہ سارا پانی کنوئیں میں انڈیل دیں۔ جب ڈول کا پانی کنوئیں میں ڈالا تو نیچے سے پانی ابل پڑا۔ کنوئیں کا پانی بہت زیادہ بڑھ گیا اور پانی پہلے سے بہت زیادہ شیریں اور لذیذ بھی ہو گیا۔ (ابن سعد ج ۵ ص ۱۴۴)

بے ادبی کرنے والا آگ میں میدان کربلا میں ایک بے باک اور بے ادب مالک بن عروہ نے جب آپ کے خیمہ کے گرد

Marfat.com

خندق میں آگ جلتی ہوئی دیکھی، تو اس بدنصیب نے یہ کہا کہ اے حسین! تم نے آخرت کی آگ سے پہلے ہی یہاں دنیا میں آگ لگا لی؟ حضرت امام نے فرمایا کہ اے ظالم! کیا تیرا گمان ہے کہ میں دوزخ میں جاؤں گا؟ پھر حضرت امام علیہ السلام نے اپنے مجروح دل سے یہ دعا مانگی کہ "خداوندا! تو اس بدنصیب کو نارِ جہنم سے پہلے دنیا میں بھی آگ کے عذاب میں ڈال دے" امام عالی مقام کی دعا ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً ہی مالک بن عروہ کا گھوڑا اچھل گیا اور یہ شخص اس طرح گھوڑے سے گر پڑا کہ گھوڑے کی رکاب میں اس کا پاؤں اُلجھ گیا اور گھوڑا اس کو گھسیٹتے ہوئے خندق کی طرف لے بھاگا اور یہ شخص خیمہ کے گرد خندق کی آگ میں گر کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ (روضۃ الشہداء صہ ۱۶۹)

نیزہ پر سرِ اقدس کی تلاوت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب یزیدیوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کو نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں گشت کیا تو میں اپنے مکان کے بالاخانہ پر تھا جب سر مبارک میرے سامنے سے گزرا تو میں نے سنا کہ سر مبارک نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا (کهف پ ۱۵)

اسی طرح ایک دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ جب یزیدیوں نے سر مبارک کو نیزہ سے اتار کر ابن زیاد کے محل میں داخل کیا، تو آپ کے مقدس ہونٹ ہل رہے تھے اور زبانِ اقدس پر اس آیت کی تلاوت جاری تھی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ط (روضۃ الشہداء صہ ۲۳۰)

تبصرہ ان ایمان افروز کرامتوں سے یہ ایمانی روشنی ملتی ہے کہ شہدائے کرام اپنی اپنی قبروں میں تمام لوازمِ حیات کے ساتھ زندہ ہیں، خدا کی عبادت بھی کرتے ہیں اور قسم قسم کے تصرفات بھی فرماتے رہتے ہیں اور ان کی دعائیں بھی بہت جلد مقبول ہوتی ہیں۔

Marfat.com

(۵۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے والد کا نام ابوسفیان اور والدہ کا نام ہندہ بنت عتبہ ہے۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے دن یہ خود اور آپ کے والدین سب مسلمان ہو گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ بہت ہی عمدہ کاتب تھے، اس لیے دربارِ نبوت میں وحی لکھنے والوں کی جماعت میں شامل کر لیے گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں یہ شام کے گورنر مقرر ہوئے اور حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت ختم ہونے تک اس عہدہ پر فائز رہے، مگر جب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تختِ خلافت پر رونق افروز ہوئے تو آپ نے ان کو گورنری سے معزول کر دیا، لیکن انہوں نے معزولی کا پروانہ قبول نہیں کیا اور شام کی حکومت سے دست بردار نہیں ہوئے، بلکہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کے قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے نہ صرف انکار کیا، بلکہ ان سے مقام صفین میں جنگ بھی ہوئی۔

پھر جب ۴۱ھ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت ان کے سپرد فرما دی، تو یہ پورے عالم اسلام کے بادشاہ ہو گئے۔ بیس برس تک خلافتِ راشدہ کے گورنر رہے، اور بیس برس تک خود مختار بادشاہ رہے، اس طرح چالیس برس تک شام کے تختِ سلطنت پر بیٹھ کر حکومت کرتے رہے اور خشکی و سمندر میں جہادوں کا انتظام فرماتے رہے۔

اسلام میں بحری لڑائیوں کے موجد آپ ہیں، جنگی بیڑوں کی تعمیر کا کارخانہ بھی آپ نے بنایا، خشکی اور سمندری فوجوں کی بہترین تنظیم فرمائی اور جہادوں کی بدولت اسلامی حکومت کی حدود کو وسیع سے وسیع تر کرتے رہے اور اشاعتِ اسلام کا دائرہ برابر بڑھتا رہا،

Marfat.com

جا بجا مساجد کی تعمیر اور درس گاہوں کا قیام فرماتے رہے۔

رجب ۶۰ھ میں آپ نے لقوہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر اپنے دارالسلطنت دمشق میں وصال فرمایا۔ بوقتِ وصال آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے پاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیراہن، ایک چادر، ایک تہبند اور کچھ موئے مبارک اور ناخنِ اقدس کے چند تراشے ہیں۔ ان تینوں مقدس کپڑوں کو میرے کفن میں شامل کیا جائے اور موئے مبارک اور ناخن اقدس کو میری آنکھوں میں رکھ کر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کیا جائے، چنانچہ لوگوں نے آپ کی اس وصیت پر عمل کیا۔ (اکمال ص۶۱۷ وغیرہ)

بوقت وصال اٹھہتر یا چھیاسی برس کی عمر تھی۔ وصال کے وقت ان کا بیٹا یزید دمشق میں موجود نہیں تھا، اس لیے ضحاک بن قیس نے آپ کے کفن و دفن کا انتظام کیا اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت ہی خوبصورت، گورے رنگ والے اور نہایت ہی وجیہ اور رعب والے تھے، چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "معاویہ" عرب کے "کسریٰ" ہیں۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص۳۸۵ تا ص۳۸۷)

کرامات

آپ کی چند کرامتیں بہت ہی مشہور ہیں اور آپ کے فضائل میں چند احادیث بھی مروی ہیں۔

جنگ میں کبھی مغلوب نہیں ہوئے

ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ کشتی یا جنگ میں کبھی بھی اور کہیں بھی اور کسی شخص سے بھی مغلوب نہیں ہوئے، بلکہ ہمیشہ ہی اپنے مدمقابل پر غالب رہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔

Marfat.com

اِنَّ مُعَاوِیَۃَ لَا یُصَارِعُ اَحَدًا اِلَّا صَرَعَہٗ مُعَاوِیَۃُ ط

(یعنی معاویہ جس شخص سے لڑے گا، معاویہ ہی اس کو پچھاڑے گا)

(کنز العمال ج ۱۲ صـ ۲۱۷ بحوالہ دیلمی عن ابن عباس)

دُعا مانگتے ہی بارش

سلیم بن عامر جبائری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ملک شام میں بالکل ہی بارش نہیں ہوئی اور شدید قحط کا دور دورہ ہو گیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز استسقاء کے لیے میدان میں نکلے اور منبر پر بیٹھ کر آپ نے حضرت ابن الاسود جرشی کو بلایا اور ان کو منبر کے نیچے اپنے قدموں کے پاس بٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! ہم تیرے حضور میں حضرت ابن الاسود جرشی کو سفارشی بنا کر لائے ہیں جن کو ہم اپنے سے نیک اور افضل سمجھتے ہیں۔

پھر حضرت ابن الاسود جرشی اور تمام حاضرین بھی اپنے اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر بارش کی دعا مانگنے لگے۔ ناگہاں پچھم سے ایک زوردار ابر اٹھا۔ پھر موسلا دھار بارش ہونے لگی یہاں تک کہ ملکِ شام کی زمین سیراب ہو کر کھیتی سے سرسبز و شاداب ہو گئی۔

(طبقات ابن سعد ج ۷ صـ ۴۴۴)

شیطان نے نماز کے لیے جگایا

حضرت علامہ مولانا جلال الدین مولانائے روم نے اپنی مثنوی شریف میں آپ کی اس کرامت کو بڑی دھوم سے بیان فرمایا ہے کہ ایک روز آپ کے محل میں داخل ہو کر کسی نے آپ کو نماز فجر کے لیے بیدار کیا، تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ اور کس لیے تو نے مجھے جگایا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اے امیر معاویہ! میں شیطان ہوں۔ آپ نے حیران ہو کر پوچھا کہ اے شیطان! تیرا کام تو انسان سے گناہ کرانا ہے اور تو نے مجھے نماز کے لیے جگا کر مجھے نیک عمل کرنے کا موقع دیا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

Marfat.com

تو شیطان نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین! میں جانتا ہوں کہ اگر سوتے رہنے میں آپ کی نماز فجر قضا ہو جاتی، تو آپ خوفِ الٰہی سے اس قدر روتے اور اس کثرت سے توبہ و استغفار کرتے کہ خدا کی رحمت کو آپ کی بے قراری و گریہ زاری پر پیار آجاتا کہ وہ آپ کی قضا نماز قبول فرما کر ادا نماز سے ہزاروں گُنا زیادہ اجر و ثواب عطا فرما دیتا، چونکہ مجھے خدا کے نیک بندوں سے بغض و حسد ہے، اس لیے میں نے آپ کو جگا دیا تاکہ آپ کو کچھ زیادہ ثواب نہ مل سکے۔ (مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ)

تبصرہ مثنوی شریف کی اس حکایت سے معلوم ہوا کہ شیطان کبھی لوگوں کو سلا کر اور نمازیں قضا کرا کر نیکیوں اور ثوابوں سے محروم کرتا ہے کبھی کچھ لوگوں کو نمازوں کے لیے جگا کر اور ادا نمازیں پڑھوا کر زیادہ نیکیوں اور ثوابوں سے محروم کرتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جو لوگ صبح کو بیدار ہو کر نماز فجر جماعت سے پڑھتے ہیں تو شیطان کبھی کبھی کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ میں خدا کا بہت ہی نیک بندہ ہوں، کیونکہ میں نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی ہے اور فلاں فلاں لوگوں کی نمازیں قضا ہو گئیں، یقیناً میں ان لوگوں سے بہت نیک اور بہت اچھا ہوں۔ ظاہر ہے کہ اپنی اچھائی اور برائی کا خیال آتے ہی نماز کا اجر و ثواب تو غارت اور اکارت ہو ہی گیا، اُلٹے تکبر اور گھمنڈ کا گناہ سر پر سوار ہو گیا۔ بہر حال شیطان کے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ!

(۵۴) حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ افاضل صحابہ میں سے ہیں جنگِ بدر اور جنگ اُحد وغیرہ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ معرکہ آرائی کرتے رہے۔ یہ قبیلہ بنو نجار میں سے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے

Marfat.com

میں ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا، تو میں نے وہاں قرارت کی آواز سنی۔ جب میں نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہیں؟ تو فرشتوں نے کہا کہ یہ حارثہ بن لنعمان ہیں۔ یہ اپنی والدہ کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والے صحابی ہیں۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۱۹ باب البر والصلہ)

کرامت

حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا

ان کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، تو میں نے یہ دیکھا کہ ایک شخص آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام کیا اور وہاں سے چل دیا۔ جب میں واپس آیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حارثہ! تم نے اس شخص کو دیکھا جو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے اور انہوں نے تمہارے سلام کا جواب بھی دیا تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۶۱)

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ حارثہ بن لنعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَسّی آدمیوں میں سے ایک ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے جبریل! اس کا کیا مطلب ہے کہ یہ اسی آدمیوں میں سے ایک ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ جنگ حنین کے دن کچھ دیر کے لیے تمام صحابہ شکست کھا کر پیچھے ہٹ جائیں گے، مگر اسی آدمی پہاڑ کی طرح آپ کے ساتھ ایسی حالت میں ڈٹے رہیں گے، جبکہ کفار کی طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی ہو گی، ان اسی بہادروں میں سے ایک "حارثہ بن النعمان" ہیں۔

(اسد الغابہ ج ۱ ص ۳۵۸)

Marfat.com

یہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، اس لیے ہر وقت اپنے مصلی پر بیٹھے رہتے تھے اور اپنے مصلیٰ کے پاس ایک ٹوکری میں کھجور بھر کر رکھتے تھے اور اپنے مصلے سے حجرہ کے دروازے تک ایک دھاگا باندھے ہوئے تھے جب مسکین دروازہ پر آ کر سلام کرتا تو اسی دھاگا میں کھجوریں باندھ کر دھاگا کھینچ لیتے اور کھجوریں مسکین کے پاس پہنچ جایا کرتی تھیں۔ ان کے گھر والوں نے کہا کہ اس تکلف و تکلیف کی کیا ضرورت ہے؟ آپ حکم دیں تو گھر والے کھجوریں مسکین کو دے دیا کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"مُنَاوَلَةُ الْمِسْكِيْنِ تَقِيْ مِيْتَةَ السُّوْءِ" (یعنی مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے) (اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۵۹)

(۵۵) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو خالد ہے اور خاندان قریش کی شاخ بنو اسد سے ان کا خاندانی تعلق ہے یہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان کی والدہ جب کہ یہ ان کے بطن میں تھے، کعبہ کے اندر بتوں پر چڑھاوا چڑھانے کو گئیں تو وہیں بیچ کعبہ میں حکیم بن حزام پیدا ہو گئے۔ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں یہ اشرافِ قریش میں سے شمار کیے جاتے تھے۔ فتح مکہ کے سال ۸ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بہت ہی عقلمند، معاملہ فہم اور صاحب علم و تقویٰ شعار تھے۔ ایک سو غلاموں کو خرید کر آزاد کیا اور ایک سو اونٹ ان مسافروں کو دیے جن کے پاس سواری کے جانور نہیں تھے۔ ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔ ساٹھ برس کفر کی حالت میں اور ساٹھ برس اسلامی زندگی گزاری ۵۴ھ میں بمقام مدینہ منورہ ان کا وصال ہوا۔ (اکمال ص ۵۶۱)

Marfat.com

کرامت

تجارت میں کبھی گھاٹا نہیں ہوا

ان کی مشہور کرامت یہ ہے کہ یہ تاجر تھے۔ زندگی بھر تجارت کرتے رہے، مگر کبھی بھی اور کہیں بھی اور کسی سودے میں بھی کوئی نقصان اور گھاٹا نہیں ہوا، بلکہ اگر یہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں نفع ہی نفع ہوتا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی تھی اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ صَفْقَتِہٖ (اے اللہ! ان کے بیوپار میں برکت عطا فرما)

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۶۲)

ترمذی و ابوداؤد کی روایتوں میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو دینار دے کر ایک مینڈھا خریدنے کے لیے بھیجا، تو انہوں نے ایک دینار میں دو مینڈھے خریدے اور پھر ان میں سے ایک مینڈھے کو ایک دینار میں فروخت کر ڈالا اور آپ کی خدمت اقدس میں آکر ایک مینڈھا اور دو دینار پیش کر دیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں سے ایک دینار کو تو خدا کی راہ میں خیرات کر دیا اور پھر خوش ہو کر ان کی تجارت میں برکت کے لیے دعا فرما دی۔ (مشکوٰۃ ص ۲۵۴، باب الشرکۃ والوکالت)

تبصرہ

تجارت میں نفع و نقصان دونوں کا ہونا لازمی امر ہے، ہر تاجر کو اس کا تجربہ ہے کہ بیوپار میں کبھی نفع ہوتا ہے کبھی نقصان، مگر زندگی بھر تجارت میں ہمیشہ نفع ہی نفع ہوتا رہے اور کبھی بھی اور کہیں بھی اور کسی سودے میں بھی گھاٹا نہ اٹھانا پڑے۔ بلاشبہ اس کو کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا، اس لیے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً صاحب کرامت صحابی اور بلند مرتبہ ولی تھے۔

Marfat.com

(۵۶) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قدیم الاسلام اور مہاجرین اولین میں سے ہیں اور یہ اُن مصیبت زدہ صحابیوں میں سے ہیں، جن کو کفارِ مکہ نے اس قدر ایذائیں دیں کہ جنہیں سوچ کر ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ظالموں نے ان کو جلتی ہوئی آگ پر لٹایا، چنانچہ یہ دہکتی ہوئی آگ کے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لیٹے رہتے تھے اور جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرتے اور یہ آپ کو یَا رَسُوْلَ اللہِ کہہ کر پکارتے، تو آپ اُن کے لیے اس طرح آگ سے فرمایا کرتے تھے:

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتِ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ط

(یعنی اے آگ تو عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا، جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن گئی تھی)

ان کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ابوجہل نے بہت ستایا، یہاں تک کہ ان کی ناف کے نیچے نیزہ مار دیا جس سے ان کی روح پرواز کر گئی اور عہدِ اسلام میں سب سے پہلے یہ شہادت سے سرفراز ہو گئیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طَیِّبْ وَمُطَیَّبْ کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ یہ ۳۷ھ میں ترانوے برس کی عمر پا کر جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (اکمال ص۶۰۵)

کرامات

کبھی ان کی قسم نہیں ٹوٹی ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ یہ جس بات کی

Marfat.com

قسم اٹھالیا کرتے تھے، خداوند کریم ہمیشہ ان کی قسم کو پوری فرما دیتا تھا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں یہ ارشاد فرمادیا تھا۔

كَمْ مِنْ ذِيْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ مِنْهُمْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ۔

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۱۵)

(کتنے ہی ایسے کمبل پوش ہیں کہ لوگ ان کی کوئی پروا نہیں کرتے، لیکن اگر وہ کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم کو پوری فرمادے گا اور انہیں لوگوں میں عمار بن یاسر ہیں)

تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی بھرنے کے لیے بھیجا۔ شیطان ایک کالے غلام کی صورت میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو پانی بھرنے سے روکنے لگا اور لڑنے پر آمادہ ہوگیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پچھاڑ دیا، تو وہ عاجزی کرنے لگا۔ اسی طرح تین مرتبہ شیطان نے پانی بھرنے سے آپ کو روکا اور لڑنے پر تیار ہوا اور تینوں مرتبہ آپ نے اس کو پچھاڑ دیا۔ جس وقت شیطان سے آپ کی کشتی ہو رہی تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مجلس میں صحابہ کرام کو بتادیا کہ آج عمار نے تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑ دیا ہے جو ایک کالے غلام کی صورت میں ان سے لڑ رہا ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جب پانی لے کر آگئے تو میں نے ان سے کہا کہ تمہارے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم نے تین مرتبہ شیطان کو پچھاڑا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم! مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ شیطان ہے ورنہ میں اس کو مار ڈالتا ہاں البتہ تیسری مرتبہ مجھے بڑا ہی غصہ آگیا تھا اور میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں دانت سے اس کی ناک کاٹ لوں، مگر میں جب اس کی ناک کے قریب منہ لے گیا، تو مجھے بہت ہی

Marfat.com

گندی بدبو محسوس ہوئی، اس لیے میں پیچھے ہٹ گیا اور اس کی ناک بچ گئی۔
(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۱۸ مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ)

(۵۷) حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بہت ہی جانباز اور بہادر صحابی ہیں، ان کی والدہ کا نام حسنہ تھا اور ان کے والد کا نام عبداللہ بن مطاع تھا۔ ان کے بعد ان کی والدہ حسنہ نے ایک انصاری سے جن کا نام سفیان بن معمر تھا، نکاح کر لیا اور دو بچے بھی اُن سے تولد ہوئے جن کا نام جنادہ اور جابر تھا۔ حضرت شرجیل اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ بھی گئے تھے اور جب حبشہ سے مدینہ آئے، تو بنی زُریق میں رہنے لگے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ان کے دونوں بھائیوں کا انتقال ہو گیا تو حضرت شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی زہرہ کے قبیلہ میں رہنے لگے اور فاروقی دورِ حکومت میں کئی ایک جہادوں میں امیر لشکر کی حیثیت سے افواج اسلامیہ کے کسی ایک دستہ کی کمان کرتے رہے۔ ۱۸ھ کے طاعون عمواس میں ۶۷ سٹھ برس کی عمر پا کر وصال فرما گئے۔ عجیب اتفاق ہے کہ یہ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں ایک ہی دن طاعون میں مبتلا ہوئے۔

(اسد الغابہ ج ۲ صفحہ ۳۹۱)

کرامت

قلعہ زمین میں دھنس گیا اسلامی لشکر شہر اسکندریہ پر حملہ آور تھا۔ کفار کی فوج ایک بہت ہی مضبوط اور ناقابلِ تسخیر قلعہ میں محفوظ تھی اور لشکرِ اسلام قلعہ کے سامنے کھلے میدان میں خیمہ زن تھا۔ بہت دنوں تک جنگ ہوتی رہی

Marfat.com

مگر کفار قلعہ کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوئے تھے۔ ایک دن امیرِ لشکر حضرت شرجبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافروں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے لشکرِ کفار کے سپہ سالارو سن لو ہماری فوج اسلام میں اس وقت ایسے ایسے اللہ والے موجود ہیں کہ اگر وہ اس قلعہ کی دیواروں کو حکم دے دیں کہ تم فوراً ہی زمین میں دھنس جاؤ، تو فوراً ہی یہ قلعہ زمین میں دھنس جائے گا۔ یہ کہا اور جوش میں آکر آپ نے اپنا ہاتھ قلعہ کی جانب بڑھایا اور بلند آواز سے نعرۂ تکبیر لگایا تو پورا قلعہ دم زدن میں زمین کے اندر دھنس گیا اور کفار کا لشکر جو قلعہ کے اندر تھا، آن کی آن میں کھلے میدان میں کھڑا رہ گیا۔ یہ منظر دیکھ کر بادشاہ اسکندریہ کا دل و دماغ زیر و زبر ہو گیا اور وہ مارے ڈر کے شہر چھوڑ کر اپنی فوجوں کے ساتھ بھاگ نکلا اور پورا شہر مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔

(تاریخ واقدی وسیرۃ الصالحین ص۲۲)

تبصرہ سبحان اللہ! اولیاء اللہ کی روحانی طاقتوں کا کیا کہنا، سچ ہے ؎

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(۵۸) حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے انصاری ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پھوپھا ہیں۔ یہ اپاہج تھے۔ یہ جنگِ اُحد کے دن اپنے فرزندوں کے ساتھ جہاد کے لیے آئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لنگڑا نے کی بنا پر میدانِ جنگ میں اترنے سے روک دیا۔ یہ بارگاہِ رسالت میں گڑگڑا کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! مجھے جنگ میں لڑنے کی اجازت دے دیجیے۔ میری تمنا ہے کہ میں بھی لنگڑاتا ہوا جنت میں چلا جاؤں ان کی بے قراری اور گریہ زاری کو دیکھ کر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب انتہائی متاثر ہو گیا

Marfat.com

اور آپ نے ان کو جنگ کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ خوشی سے اُچھل پڑے اور کافروں کے ہجوم میں گھس کر دلیرانہ جنگ کرنے لگے، یہاں تک کہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۲۴)

کرامت

لاش میدانِ جنگ سے باہر نہیں گئی

لڑائی ختم ہو جانے کے بعد جب حضرت عمرو بن جموح کی بیوی حضرت ہند رضی اللہ عنہا میدانِ جنگ میں گئیں، تو ان کی لاش کو اونٹ پر لاد کر دفن کے لیے مدینہ منورہ لانا چاہا تو ہزاروں کوششوں کے باوجود وہ اونٹ مدینہ کی طرف نہیں چلا، بلکہ وہ میدانِ جنگ ہی کی طرف بھاگ بھاگ کر جاتا رہا۔ حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دربارِ رسالت میں یہ ماجرا عرض کیا، تو آپ نے فرمایا کہ کیا عمرو بن جموح نے گھر سے نکلتے وقت کچھ کہا تھا؟ حضرت ہند نے عرض کیا کہ جی ہاں! وہ یہ کہہ کر گھر سے نکلے تھے اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ (اے اللہ! مجھ کو میدانِ جنگ سے اپنے اہل و عیال میں واپس آنا نصیب مت کر) آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ اونٹ مدینہ منورہ کی طرف نہیں چل رہا ہے، لہٰذا تم ان کو مدینہ لے جانے کی کوشش مت کرو۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۲۴)

تبصرہ اللہ اکبر! کیا ٹھکانا ہے، اس جذبۂ عشق اور جوشِ جہاد کا؟ اور کیا کہنا اس شوقِ شہادت کا۔ سبحان اللہ ؎

دو قدم بھی چلنے کی ہے نہیں طاقت مجھ میں
عشق کھینچے لیے جاتا ہے، میں کیا جاتا ہوں

خدا کی شان دیکھیے کہ ان کی تمنا پوری ہو گئی، جہاد بھی کر لیا، شہادت سے بھی سرفراز ہو گئے اور میدانِ جنگ ہی میں ان کا مدفن بھی بن گیا۔ یہ سچ ہے ؎

Marfat.com

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

(۵۹) حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ دعوتِ اسلام کے آغاز ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے، سلسلہ نسب چونکہ "خشین وائل" سے ملتا ہے، اس لیے یہ خشنی کہلاتے ہیں۔ صلح حدیبیہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے اور بیعۃ الرضوان کر کے رضاء خداوندی کی سند حاصل کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو مبلغ بنا کر بھیجا، چنانچہ ان کی کوششوں سے ان کا پورا قبیلہ جلد ہی دامن اسلام میں آ گیا۔ ملک شام فتح ہونے کے بعد یہ شام میں قیام پذیر ہو گئے۔ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی لڑائیوں میں یہ بالکل غیر جانبدار رہے۔ راست گفتاری اور صاف گوئی میں یہ اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ رات کے سناٹے میں اکثر یہ گھر سے باہر نکل کر آسمان پر نظر ڈالتے اور سجدہ میں گر کر گھنٹوں سربسجود رہتے۔ ملک شام میں اقامت پذیر ہو گئے تھے اور وہیں ۷۵ھ میں وفات پائی ان کا نام جرہم بن ناشب ہے، مگر کنیت ہی مشہور ہے۔

(اکمال ص ۵۸۹ و اسد الغابہ ج ۱ ص ۲۷۶)

کرامت

اپنی پسند کی موت ملی یہ اکثر کہا کرتے تھے اور دعائیں بھی مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ! مجھ کو عام لوگوں کی طرح ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اور دم گھٹ گھٹ کر مرنا پسند نہیں ہے، مجھے ایسی موت ملے کہ اس میں دم گھٹنے اور ایڑیاں رگڑنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے، چنانچہ ان کی یہ کرامت ہے کہ حضرت امیر معاویہ

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت کے دوران یہ آدھی رات گزرنے کے بعد نماز میں مشغول تھے کہ ان کی صاحبزادی نے یہ خواب دیکھا کہ ان کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ وہ اس پریشان کن خواب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور آواز دی تو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد دوسری مرتبہ آواز دی، تو کوئی جواب نہیں ملا، پاس جا کر دیکھا، تو سر سجدہ میں تھا اور روح پرواز کر چکی تھی۔ (اسد الغابہ واصابہ)

(۶۰) حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلہ بنی قیس بن ثعلبہ سے تعلق رکھتے تھے، ان کے اسلام لانے کی تاریخ متعین نہیں کی جا سکی، لیکن یہ معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد یہ اپنے وطن سے مدینہ منورہ آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! میں ہر اس چیز پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے اور عمر بھر حق گوئی کرنے پر آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اے قیس! تم کیا کہتے ہو ممکن ہے تم کو ایسے ظالم حاکموں سے سابقہ پڑے جن کے مقابلہ میں تم حق گوئی سے کام نہ لے سکو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ایسا کبھی ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم! میں جن جن چیزوں پر آپ سے بیعت کرتا ہوں، اس کو ضرور ضرور پورا کروں گا۔ یہ سن کر سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیغمبرانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو تم اطمینان رکھو کہ تم کو کسی شر سے کبھی بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا، چنانچہ آپ عمر بھر اپنے اس عہد پر عزم و سختی کے ساتھ قائم رہے۔

بنو امیہ کے دور حکومت میں زیاد اور عبید اللہ بن زیاد جیسے ستم کیشوں اور ظالم گورنروں پر برملا نکتہ چینی کرتے رہتے تھے، یہاں تک کہ عبید اللہ بن زیاد ظالم گورنر کے منہ پر کھلم کھلا یہ کہہ دیا کہ تم لوگ اللہ و رسول پر افترا پردازی کرنے والے مفتری ہو۔

Marfat.com

کرامت

جان گئی مگر آن نہیں گئی

عبیداللہ بن زیاد گورنر آپ کا دشمن ہو گیا تھا۔ اُس نے آپ کو قتل کی دھمکی دی۔ آپ نے اس سے کہہ دیا کہ تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ عبیداللہ بن زیاد نے طیش میں آ کر جلادوں کو بلا لیا اور حکم دے دیا کہ تم لوگ قیس بن خرشہ کے مکان پر جا کر ان کی گردن اڑا دو، جلاد آ گئے، لیکن جب آپ کی گردن اڑانے کے لیے آپ کے مکان پر پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی مقدس روح پرواز کر چکی ہے۔ جلاد ان کے بدن کو ہاتھ بھی نہ لگا سکے اور ناکام و نامراد واپس چلے گئے اور اس طرح آپ ایک ظالم کی سزا کے شر سے بچ گئے۔ (استیعاب ج ۲ صد ۵۴)

تبصرہ

آپ نے عبیداللہ بن زیاد سے فرما دیا تھا کہ "تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا"۔ حالانکہ اس نے اپنی گورنری کے زعم میں یہ چاہا کہ جلاد سے ان کو قتل کرا کر انتقام لے لے، مگر اس کا یہ منصوبہ خاک میں مل گیا اور جلاد ناکام و نامراد ہو کر واپس چلے گئے۔ سبحان اللہ! سچ ہے کہ ؎

جو جذب کے عالم میں نکلے لبِ مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

(۶۱) حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انصار میں قبیلہ خزرج سے ان کا خاندانی تعلق ہے۔ یہ دربار نبوت میں وحی کے کاتب تھے اور یہ ان چھ صحابیوں میں سے ہیں جو عہد نبوی میں پورے حافظ قرآن ہو چکے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں فتوے بھی دینے لگے تھے۔ صحابہ کرام ان کو

Marfat.com

سید القراء (سب قاریوں کا سردار) کہتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابو المنذر رکھی تھی، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو ابو الطفیل کی کنیت سے پکارا کرتے تھے دربار نبوت سے ان کو سید الانصار (انصار کا سردار) کا خطاب ملا تھا اور حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سید المسلمین کا لقب عطا فرمایا تھا۔ ان کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اُن سے ارشاد فرمایا کہ اے ابی بن کعب! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے سورہ لَمْ یَکُنْ پڑھ کر تمہیں سناؤں، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا خدا نے میرا نام لے کر آپ سے فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے یہ کہنے لگے:۔

ذُکِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں میرا ذکر کیا گیا۔)

(اکمال ص ۵۸۶ و کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۳۸ و بخاری شریف)

کرامات

حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز سُنی

ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز سنی، اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں ضرور مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کروں گا کہ کسی نے بھی ایسی نہیں کی ہوگی، چنانچہ وہ نماز کے بعد جب خدا کی حمد و ثنا کے لیے بیٹھے تو انہوں نے ایک بلند آواز اپنے پیچھے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ (اے اللہ! تیرے ہی لیے تعریف ہے کل کی

Marfat.com

اَلْمُلْكُ كُلُّهٗ وَبِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهٗ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ عَلَانِيَتُهٗ وَسِرُّهٗ لَكَ الْحَمْدُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اِغْفِرْلِیْ مَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِیْ وَاعْصِمْنِیْ فِيْمَا بَقِیَ مِنْ عُمُرِیْ مَا رُزِقْتَنِیْ اَعْمَالًا زَاكِيَةً تَرْضٰی بِهٖ عَنِّیْ وَتُبْ عَلَیَّ

کل اور تیرے ہی لیے بادشاہی ہے تمام کی تمام اور تیرے ہی لیے بھلائی ہے سب کی سب اور تیری ہی طرف تمام معاملات لوٹتے ہیں ظاہری بھی اور باطنی بھی، تیرے ہی لیے تعریف ہے یقیناً تو ہر چیز پر قدرت والا ہے، میرے ان گناہوں کو بخش دے جو ہو چکے اور میری عمر کے باقی حصہ میں تو مجھے اچھے اعمال کی توفیق دے اور تو ان اعمال کے ذریعے مجھ سے راضی ہو جا اور میری توبہ قبول فرما لے)

حضرت ابی بن کعب مسجد سے نکل کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے اور ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا تمہارے پیچھے بلند آواز سے دعا پڑھنے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے۔ (کتاب الذکر لابن ابی الدنیا)

بدلی کا رخ پھیر دیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قافلہ کے ساتھ مکہ مکرمہ جا رہے تھے اور میں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں اس قافلے کے پیچھے چل رہے تھے ناگہاں ایک بدلی اٹھی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا اللہ! ہم کو اس بدلی کی اذیت سے بچا لے اور اس بدلی کا رخ پھیر دے، چنانچہ بادلی کا رخ پھر گیا اور ہم دونوں پر بارش کی ایک بوند بھی نہیں گری۔ لیکن جب ہم دونوں قافلے میں پہنچے تو ہم نے یہ دیکھا کہ لوگوں کی سواریاں اور سب سامان بھیگے ہوئے ہیں۔ ہم کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا یہ بارش جو ہم پر ہوئی ہے، تم لوگوں پر نہیں ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! حضرت ابی بن کعب نے بدلی دیکھ کر خدا سے دعا مانگی کہ

ہم اس بارش کی ایذا رسانی سے بچ جائیں، اس لیے ہم پر بالکل بارش نہیں ہوئی اور بدلی کا رُخ پھر گیا۔ یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم دونوں نے ہمارے لیے کیوں نہیں دُعا مانگی؟ کاش تم ہمارے لیے بھی دعا مانگتے تاکہ ہم لوگ بھی اس بارش کی تکلیف سے محفوظ رہتے۔ (کنز العمال ج ۱۵ صد ۲۳۲)

بخار میں سدا بہار

ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بخار کے مریض کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ یہ سُن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! میں تجھ سے ایسے بخار کی دعا مانگتا ہوں جو مجھے جہاد اور بیت اللہ شریف کے سفر اور مسجد کی حاضری سے نہ روکے، آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادگان کا بیان ہے کہ میرے باپ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر وقت بخار رہتا تھا اور بدن جلتا رہتا تھا، مگر اس حالت میں بھی وہ حج و جہاد کے لیے سفر کرتے اور مسجدوں میں بھی حاضری دیتے تھے اور اس قدر جوش و خروش کے ساتھ ان کاموں کو کرتے تھے کہ کوئی محسوس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ بخار کے مریض ہیں۔ (کنز العمال ج ۱۵ صد ۲۳۴ مطبوعہ حیدر آباد)

(۶۲) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلۂ انصار میں خاندان خزرج سے نسبی تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا نام عویمر بن عامر انصاری ہے۔ یہ بہت ہی علم و فضل والے فقیہ اور صاحبِ حکمت صحابی ہیں اور زہد و عبادت میں بھی یہ بہت ہی بلند مرتبہ ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے مدینہ منورہ چھوڑ کر شام میں سکونت اختیار کر لی اور ۳۲ھ میں شہر دمشق کے اندر وصال فرمایا۔

(اکمال صد ۶۱۴ وغیرہ)

Marfat.com

کرامت

ہانڈی اور پیالے کی تسبیح

ایک مرتبہ آپ اپنی ہانڈی کے نیچے آگ سلگا رہے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگہاں ہانڈی میں سے تسبیح پڑھنے کی آواز بلند ہوئی۔ پھر خود بخود وہ ہانڈی چولہے پر سے گر کر اوندھی ہوگئی، پھر خود بخود ہی چولھے پر چلی گئی، لیکن اس ہانڈی میں سے پکوان کا کوئی حصہ بھی زمین پر نہیں گرا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے سلمان! یہ تعجب خیز اور حیرت انگیز معاملہ دیکھو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالدرداء اگر تم چپ رہتے تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے بہت سی دوسری بڑی بڑی نشانیاں بھی تم دیکھ لیتے۔ پھر یہ دونوں ایک ہی پیالہ میں کھانا کھانے لگے تو پیالہ بھی تسبیح پڑھنے لگا اور اس پیالہ میں جو کھانا تھا، اس کھانے کے دانے دانے سے بھی تسبیح پڑھنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۱ صـ۲۲۴ و صـ۲۸۹)

عقدِ مواخات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالدرداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا تھا۔

(۶۳) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو نجیح ہے اور یہ قبیلۂ بنو سلیم میں سے تھے۔ اسلام کے آغاز ہی میں یہ دولت ایمان سے مالا مال ہو گئے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اپنی قوم میں جا کر رہو اور جب تم یہ سن لو کہ میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلا گیا ہوں تو اس وقت تم میرے پاس چلے آنا۔ چنانچہ یہ اپنی قوم میں مقیم ہو گئے۔

Marfat.com

یہاں تک کہ جنگ خیبر کے بعد یہ مدینہ منورہ آئے اور اس مقدس شہر میں قیام پذیر ہو گئے ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے بلند پایہ محدثین ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں انہوں نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ (اکمال ص۶۰۷)

کرامت

ابر نے اُن پر سایہ کیا

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام کا بیان ہے کہ ایک روز سفر میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانوروں کو چرانے کے لیے میدان میں چلے گئے۔ میں دوپہر کی دھوپ اور گرمی میں انہیں دیکھنے کے لیے جانوروں کی چراگاہ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمرو بن عبسہ ایک جگہ میدان میں سو رہے ہیں اور ایک بادل کا ٹکڑا ان پر سایہ کیے ہوئے ہے

میں نے انہیں بیدار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ خبردار خبردار! جو کچھ تم نے دیکھا ہے، ہرگز ہرگز کسی سے مت کہنا، ورنہ تمہاری خیریت نہیں رہے گی۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام کہتے تھے کہ خدا کی قسم جب تک ان کی وفات نہ ہو گئی، میں نے کسی سے ان کی اس کرامت کا تذکرہ نہیں کیا۔ (اصابہ ج۳ ص۶)

(۶۴) حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا خاندانی تعلق بنی ازد سے ہے، اس لیے ازدی کہلاتے ہیں زمانہ جاہلیت میں ان کا نام "شیطان" تھا مسلمان ہو جانے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ یہ جنگِ یرموک اور فتح دمشق کی لڑائیوں میں بڑی دلیری اور جانبازی کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دو مرتبہ "حمص" کا حاکم بنا دیا۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت میں بھی یہ "حمص"

Marfat.com

کے حاکم بنائے گئے۔ ان کا شمار محدثین کی فہرست میں ہوتا ہے اور محدثین کی ایک جماعت نے ان کے حلقہ درس میں حدیثوں کا سماع کیا ہے ۵۶ھ میں روم کی زمین میں کفار سے لڑتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۴۳ و اکمال ص ۶۰۵)

کرامت

مستجاب الدعوات

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت جلد قبول ہوا کرتی تھیں اور ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں بحالتِ سفر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا، مگر ناگہاں میرا اونٹ اس قدر تھک گیا کہ چلنے کے قابل ہی نہ رہا، چنانچہ میں نے ارادہ کر لیا کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ چھوڑ دوں، لیکن پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی تو بالکل ناگہاں میرا اونٹ چاق و چوبند ہو کر تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔ (طبرانی)

(۶۵) حضرت سائب بن اقرع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلہ بنو ثقیف کی ہونہار اور نامور شخصیت ہیں، اس لیے "ثقفی" کہلاتے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام "ملیکہ" تھا۔ ان کی والدہ ان کو بچپن ہی میں اپنے ساتھ لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ یہ بڑے مجاہد تھے۔ نہاوند کی فتح میں یہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جھنڈے کے نیچے خوب جم کر کفار سے لڑے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو "مدائن" کا گورنر مقرر فرما دیا تھا۔ "اصفہان" میں ان کا انتقال ہوا۔

(اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۴۹)

Marfat.com

کرامت

تصویر نے خزانہ بتایا امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو "مدائن" کا گورنر مقرر فرما دیا۔ یہ ایک دن "کسریٰ" کے محل میں بیٹھے ہوئے تھے تو دیکھا کہ محل میں ایک ایسی تصویر ہے جو انگلی سے ایک مقام کی طرف اشارہ کر رہی ہے، چنانچہ آپ نے اس مقام کو کھودنے کا حکم دیا تو وہاں سے ایک بہت بڑا خزانہ نکلا جو وہاں مدفون تھا۔ آپ نے مدینہ منورہ بارگاہِ خلافت میں اس کی اطلاع دے کر یہ دریافت فرمایا کہ اس خزانہ کو مسلمانوں نے جنگ کر کے حاصل نہیں کیا ہے، بلکہ میں نے اس کو تنہا برآمد کیا ہے تو میں اس رقم کو کیا کروں؟ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ چونکہ تم مسلمانوں کے امیر ہو، اس لیے اس رقم کو مسلمانوں پر تقسیم کر دو۔ (رواہ الخطیب کذا فی الکنز ج ۲ ص ۳۰۵)

(۶۶) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت "ابو نجیح" ہے اور ان کا خاندانی تعلق بنی سلیم سے ہے، مفلس مہاجر تھے، اس لیے مسجد نبوی میں اصحابِ صفہ کے ساتھ رہتے۔ آخر میں ملک شام چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔ حضرت ابو امامہ اور تابعین کی ایک جماعت نے ان سے حدیثوں کی روایت کی ہے ۷۵ھ میں شام میں ان کا وصال ہوا۔ (اسد الغابہ ج ۳، اکمال ص ۶۰۶)

کرامت

فرشتہ سے ملاقات اور گفتگو ایک دن یہ دمشق کی جامع مسجد میں اس طرح دعا مانگ رہے تھے کہ یا اللہ! اب میری عمر

Marfat.com

بہت زیادہ ہوگئی ہے اور میری ہڈیاں بہت زیادہ کمزور ہو چکی ہیں، لہٰذا اب تو مجھے وفات دے دے۔ اچانک ان کے پیچھے سے ایک سبز پوش نوجوان جو بہت ہی خوبصورت تھا بول اٹھا، اے شخص! یہ کیسی دُعا تو مانگ رہا ہے؟ تمہیں اس طرح دعا کرنی چاہیے کہ یا اللہ میرے عمل کو اچھا کر دے اور مجھ کو میری اجل تک پہنچا دے۔ یہ نوجوان کی ڈانٹ سُن کر چونکے اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟ نوجوان نے کہا: میں "ربائیل" فرشتہ ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے میری یہ ڈیوٹی ہے کہ میں مومنین کے دلوں سے رنج و غم کو دور کرتا ہوں۔ (قال الشیمی ج ۱۰ ص۱۸۴)

تبصرہ فرشتہ کا دیدار کرنا اور اس سے آمنے سامنے گفتگو کرنا بلاشبہ ایک نادر الوجود کرامت ہے جو شرفِ صحابیت کے طفیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ملتی رہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶۷) حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ یہ غلام تھے، ان کو قبیلہ بنی تمیم کی ایک عورت نے خرید کر آزاد کر دیا تھا اس لیے یہ تمیمی کہلاتے ہیں۔ ابتدا ہی میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور کفار مکہ نے حضرت عمار و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح ان کو بھی طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا۔ یہاں تک کہ ان کو کوئلوں کے اوپر لٹاتے تھے اور پانی میں اس قدر غوطہ دلاتے تھے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا اور یہ بیہوش ہو جاتے۔ مگر صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر یہ ساری مصیبتوں اور تکلیفوں کو جھیلتے رہے اور ان کے اسلام میں بال برابر بھی تذبذب یا تزلزل پیدا نہیں ہوا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد از وصال مدینہ منورہ سے ان کا دل اٹھ گیا اور یہ کوفہ میں جا کر مقیم ہو گئے اور وہیں ۳۷ھ میں ۷۳ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے (اکمال ص۵۹۲)

Marfat.com

کرامت

خشک تھن دودھ سے بھر گیا

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ یہ ایک مرتبہ جہاد کے لیے نکلے، تو ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں پانی کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ جب یہ اور ان کے ساتھی پیاس کی شدت سے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور بالکل ہی نڈھال اور بے تاب ہو گئے، تو آپ نے اپنے ایک ساتھی کی اونٹنی کو بٹھایا اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اس کے تھن کو ہاتھ لگایا، تو ایک دم اس کا سوکھا ہوا تھن اس قدر دودھ سے بھر گیا کہ پھول کر مشک کے برابر ہو گیا۔ اس اونٹنی کا دودھ دوہ کر سب ساتھیوں نے شکم سیر ہو کر پی لیا اور سب کی جان بچ گئی۔ (قال الہیثمی ج ۶ ص۲۱)

۶۸ حضرت مقداد بن الاسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ تھا۔ اسود کے بیٹے اس لیے کہلانے لگے کہ اسود بن عبد یغوث زہری نے ان کو اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا، اس لیے اس کی طرف منسوب ہو گئے اور چونکہ قبیلہ بنی کندہ سے انہوں نے محالفہ کر لیا تھا اور ان کے حلیف بن گئے تھے اس لیے اس نسبت سے اپنے کو کندی کہنے لگے۔ ان کی کنیت "ابو معبد" یا "ابوالاسود" ہے اور یہ قدیم الاسلام ہیں، مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس چلے آئے، مگر مدینہ منورہ کو ہجرت نہیں کر سکے، کیونکہ کفار نے ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے مدینہ منورہ کا راستہ بند کر دیا تھا، یہاں تک کہ جب حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چھوٹا سا لشکر لے کر مدینہ منورہ سے عکرمہ بن ابوجہل کے لشکر سے لڑنے کے لیے آئے تو یہ اور حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کافروں کے لشکر میں شامل ہو گئے اور بھاگ کر مسلمانوں سے مل گئے اور اس طرح مدینہ منورہ

Marfat.com

ہجرت کر کے پہنچ گئے۔ یہ وہی حضرت "مقداد بن الاسود" ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا تو انہوں نے باآوازِ بلند یہ کہا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم بنی اسرائیل نہیں ہیں جنہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ کے وقت یہ کہا تھا کہ "آپ اور آپ کا خدا دونوں جا کر جنگ کریں ہم تو اپنی جگہ بیٹھے رہیں گے" بلکہ ہم تو آپ کے وہ جاں نثار ہیں کہ اگر خدا کی قسم! ہم کو آپ "برک الغماد" تک لے جائیں گے، تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے اور ہم آپ کے آگے آپ کے پیچھے، آپ کے دائیں، آپ کے بائیں سے اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ ہمارے بدن میں خون کا آخری قطرہ اور زندگی کی آخری سانس باقی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں سات اشخاص ایسے تھے، جنہوں نے مکہ مکرمہ میں کفار کے سامنے سب سے پہلے علی الاعلان اپنے اسلام کا اعلان کیا ان میں سے ایک حضرت "مقداد بن الاسود" رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو سات جاں نثار رفقاء دیے ہیں، لیکن مجھ کو حضرت حق جل مجدہ نے چودہ رفقاء کی جماعت عطا فرمائی ہے جن کی فہرست یہ ہے۔

۱۔ ابوبکر، ۲۔ عمر، ۳۔ علی، ۴۔ حمزہ۔ ۵۔ جعفر، ۶۔ حسن، ۷۔ حسین، ۸۔ عبداللہ بن مسعود۔ ۹۔ سلمان، ۱۰۔ عمار، ۱۱۔ حذیفہ، ۱۲۔ ابوذر، ۱۳۔ مقداد، ۱۴۔ بلال رضی اللہ عنہم۔

احادیث پاک میں ان کے فضائل و مناقب بہت کثیر ہیں۔ یہ تمام اسلامی لڑائیوں میں جہاد کرتے رہے اور فتح مصر کی معرکہ آرائی میں بھی انہوں نے ڈٹ کر کفار سے جنگ کی۔ ۳۳ھ میں حضرت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام "جرف" میں ستر برس کی عمر پا کر وصال فرمایا اور لوگ فرطِ عقیدت سے اپنے کندھوں پر ان کے جنازہ مبارکہ کو "جرف" سے اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور جنۃ البقیع میں دفن کیا۔ (اکمال ص ۶۱۲ واسد الغابہ ج ۴ ص ۴۱۰)

کرامت

چوہے نے سترہ اشرفیاں نذر کیں

ضباعہ بنت زبیر کہتی ہیں کہ یہ اس قدر تنگ دستی میں مبتلا تھے کہ درختوں کے پتے کھایا کرتے تھے۔ ایک دن ایک ویران جگہ میں رفع حاجت کے لیے بیٹھے تو اچانک ایک چوہا اپنے بل میں سے ایک اشرفی منہ میں لے کر نکلا اور ان کے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ پھر وہ اسی طرح برابر ایک ایک اشرفی لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سترہ اشرفیاں لایا۔ یہ سب اشرفیوں کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور پورا ماجرا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لیے اس مال میں کچھ صدقہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مال میں برکت عطا فرمائے۔ حضرت ضباعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ان میں سے آخری اشرفی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ میں نے چاندی کے ڈھیر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے گھر میں دیکھ لیے

(ابونعیم فی الدلائل ج ۲ صـ۲۹۶)

تبصرہ

اس قسم کا واقعہ دوسرے بزرگوں کے لیے بھی ہوا ہے، چنانچہ حضرت ابوبکر بن الخاضبہ محدث بھی رات میں کچھ لکھ رہے تھے تو چوہے کا ایک جوڑا اچھلتا کودتا ان کے سامنے آیا۔ انہوں نے ایک کو پیالے سے ڈھانپ دیا۔ اس کے بعد دوسرے چوہے نے بار بار ایک ایک اشرفی لا کر ان کے سامنے رکھنا شروع کیا، یہاں تک کہ آخر میں ایک چمڑے کی تھیلی اٹھا لایا جس میں ایک اشرفی تھی، اس سے انہوں نے سمجھ لیا کہ چوہے کے پاس اب کوئی اشرفی باقی نہیں رہ گئی ہے۔ پھر انہوں نے پیالہ اٹھا لیا اور چوہا نکل کر اپنے جوڑے کے ساتھ اچھلتا کودتا بھاگ نکلا اور ان اشرفیوں کی بدولت حضرت ابوبکر بن الخاضبہ کی تنگ دستی کا کال کٹ گیا اور وہ خوشحال ہو گئے۔

(نفحۃ الیمن وغیرہ)

Marfat.com

اس قسم کے واقعات کو رزاق مطلق کے فضل اور ان بزرگوں کی کرامت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ (یعنی اللہ تعالیٰ بہت بڑا روزی رساں اور بہت بڑی قدرت اور طاقت کا مالک ہے)

ان بزرگوں نے شرفِ صحابیت سے سرفرازہ ہو کر خدا کے محبوب کی جس جذبہ جاں نثاری کے ساتھ خدمت گزاری کی اور اس کے صلہ میں حق جل جلالہٗ نے دنیا ہی میں ان شمعِ نبوت کے پروانوں کو ایسی ایسی کرامتیں عطا فرمائی ہیں جو یقیناً محیر العقول ہیں اور ابھی آخرت میں وہ رحیم و کریم مولیٰ اپنے فضل و کرم سے ان عاشقانِ رسول کو جو اجرِ عظیم عطا فرمانے والا ہے اس کو تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس کی کمیت و کیفیت کی عظمت کا کیا عالم ہوگا۔ حدیث شریف کی روشنی میں بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے:

لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَمَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔

(یعنی ان نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی آدمی کے دل پر کبھی اس کا خیال گزرا۔)

(۶۹) حضرت عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے مورثِ اعلیٰ کا نام "بارق" تھا اس نسبت سے ان کو "بارقی" کہتے ہیں۔ ان کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں کوفہ کا قاضی مقرر فرما دیا تھا۔ یہ برسوں کوفہ ہی میں رہے، اس لیے کوفہ کے محدثین میں شمار ہوتے ہیں اور ان کے شاگردوں میں بہت ہی مشہور و ممتاز، اور نہایت بلند پایہ اور نامور محدث ہیں۔

(اکمال ص۶۰۶ وغیرہ)

کرامت

مٹی بھی خریدتے، تو نفع اٹھاتے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

Marfat.com

دینار دے کر حکم فرمایا کہ وہ ایک بکری خرید لائیں۔ انہوں نے بازار جا کر ایک دینار میں دو بکریاں خریدیں۔ پھر راستہ میں کسی آدمی کے ہاتھ ایک بکری ایک دینار میں فروخت کر کے دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ایک بکری اور ایک دینار خدمتِ اقدس میں پیش کر دی اور بکری کی خریداری کا پورا واقعہ بھی سنا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر ان کی خرید و فروخت میں برکت کی دُعا فرما دی اور اس دعا نبوی کی برکت کا یہ اثر ہوا:

فَكَانَ لَوِاشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ ؕ

(یعنی اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی ان کو نفع ہی نفع ہوتا) یہ ان کی کرامت تھی۔

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۵۴ باب الشرکۃ والوکالت بحوالہ بخاری)

(۷۰) حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلہ انصار کے خاندان بنو نجار میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیوہ ہو جانے کے بعد ان سے نکاح کر لیا تھا۔ یہ بہت ہی مشہور تیر انداز اور نشانہ باز تھے۔ ان کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ لشکر میں ابو طلحہ کی ایک للکار ایک ہزار سواروں سے بڑھ کر رعب دار ہے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے قبل ہی حج کے موقع پر منیٰ کی گھاٹی میں اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعتِ اسلام کر کے مسلمان ہو گئے تھے۔ پھر جنگ بدر و جنگِ اُحد اور اس کے بعد کی تمام اسلامی لڑائیوں میں انتہائی جذبہ ایمانی اور جوش اسلامی کے ساتھ جہاد کرتے رہے اور بڑے بڑے مجاہدانہ کارناموں کا مظاہرہ کر کے اور اسلامی خدمات کے شاہکار پیش کر کے ۳۱ھ میں ستتر برس کی عمر میں راہی ملکِ بقا ہوئے۔ (اکمال ص ۶۰۱ و کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۷۷)

Marfat.com

کرامت

لاش خراب نہیں ہوئی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک دن بڑھاپے میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ برائت کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بچو! مجھے تم لوگ جہاد کا سامان دو، کیونکہ میرا رب جوانی اور بڑھاپے دونوں حالتوں میں مجھے جہاد کا حکم فرماتا ہے۔ ان کے بیٹوں نے کہا کہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دور میں تمام جہادوں میں شرکت کی سعادت حاصل کر لی ہے اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں، اس لیے اب جہاد میں نہ جائیے۔ ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ مگر یہ کسی طرح بھی گھر بیٹھنے پر راضی نہیں ہوئے اور جہاد کا سامان جمع کر کے جہاد میں جانے والی ایک کشتی پر سوار ہو کر جہاد کے لیے روانہ ہو گئے۔ خدا کی شان کہ اس کشتی ہی پر ان کی وفات ہو گئی۔ اتفاق سے ان کی قبر کے لیے سمندر میں کوئی جزیرہ بھی نہیں ملا۔ سات دنوں تک کشتی میں آپ کی لاش مبارک رکھی رہی۔ ساتویں دن سمندر میں ایک جزیرہ ملا تو آپ اس جزیرہ میں مدفون ہوئے۔ سات دن گزرنے کے باوجود آپ کے جسم اطہر پر کسی قسم کا کوئی تغیر رونما نہیں ہوا تھا۔ (استیعاب لابن عبدالبر ج ۱ ص ۵۵)

تبصرہ

اللہ اکبر! یہ جذبہ ایمانی اور جوش جہاد! اے آسمان بتا! اے سورج بول کیا تم نے زمین کے بے شمار چکر کاٹنے کے باوجود زمین پر اس کی کوئی مثال دیکھی ہے؟ یہ ہیں میرے پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی کے لاثانی شاہکار۔

Marfat.com

(۷۱) حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قریش کے ایک خاندان "بنو اسد" سے ان کا نسبی تعلق ہے۔ یہ حضرت ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی ہیں۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے تھے اور پہلے حبشہ پھر مدینہ منورہ کی دونوں ہجرتوں کے شرف سے سرفراز ہو کر "صاحب الہجرتین" کا لقب پایا۔ جنگ بدر کے معرکہ میں انتہائی جاں بازی اور سرفروشی کے جذبے سے جنگ کی اور ۳ھ کو جنگ اُحد میں کفار سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

ان کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ یہ بہت ہی "مستجاب الدعوات" تھے، یعنی ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت ہی جلد مقبول ہوا کرتی تھیں۔

(اکمال ص ۶۰۳ و اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۳۱)

کرامت

انوکھی شہادت

آپ نے جنگِ اُحد کے ایک دن قبل یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! میں تجھے تیری قسم دیتا ہوں کہ جب کفارِ مکہ سے لڑنے کے لیے کل میدانِ جنگ میں نکلوں، تو میرے مقابلہ میں ایسا کافر آئے جو سخت حملہ آور اور انتہائی جنگ جو ہو اور میں اس سے لڑتے ہوئے برابر زخم کھاتا رہوں، یہاں تک کہ وہ مجھے قتل کر دے اور کفار میرا شکم پھاڑ ڈالیں اور میری ناک، کان کو کاٹ کر میری صورت بگاڑ دیں اور میں جب اسی حالت میں قیامت کے دن تیرے حضور کھڑا کیا جاؤں تو اس وقت تو مجھ سے یہ دریافت فرمائے کہ اے عبداللہ! کس وجہ سے اور کس نے تیری ناک اور کان کو کاٹ ڈالا ہے؟ تو میں یہ جواب عرض کروں کہ اے اللہ! تیرے اور تیرے رسول

Marfat.com

کے دشمنوں نے تیرے اور تیرے رسول کے بارے میں مجھے قتل کر کے میری ناک اور کان کو کاٹ کر میری صورت وشکل بگاڑ دی ہے۔ میرا یہ جواب سن کر پھر اے میرے اللہ! تو صرف اتنا فرما دے کہ اے عبداللہ! تو سچ کہتا ہے۔

آپ کی یہ دعا حرف بحرف قبول ہوئی، چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ میں نے ہی اُن کی دعا پر آمین کہی تھی اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جنگِ اُحد میں کفار نے ان کو شہید کر کے ان کے شکم کو پھاڑ ڈالا اور ان کی ناک، کان اور دوسرے اعضاء کو کاٹ کر ایک دھاگے میں پرو دیا تھا اور اسی حالت میں آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے۔

(کنز العمال ج ۱۶ ص ۹۸ و اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۳۱ وغیرہ)

تبصرہ اللہ اکبر! کس قدر ان شمعِ نبوت کے پروانوں کو شوقِ شہادت تھا؟ اس زمانے میں اسے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا، کیونکہ ایمانی حرارت کی بے حد کمی ہو گئی ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے ؎

شہادت ہے مطلوب ومقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

(۷۲) حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بہت ہی نامور صحابی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ہیں۔ بہت ہی بہادر اور نہایت ہی جنگجو اور سرفروش مجاہد ہیں۔ مسیلمۃ الکذاب سے جنگ کے وقت جس باغ میں یہ جھوٹا مدعی نبوت چھپ کر اپنی فوجوں کی کمان کر رہا تھا۔ اس باغ کا پھاٹک کسی طرح فتح نہیں ہوتا تھا اور وہاں گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی تو آپ نے مسلمان مجاہدین سے فرمایا کہ تم لوگ مجھے اٹھا کر

Marfat.com

باغ کی دیوار کے اس پار پھینک دو۔ میں اندر جا کر پھاٹک کھول دوں گا، چنانچہ مسلمان مجاہدوں نے ان کو اٹھا کر دیوار کے اس پار ڈال دیا اور انہوں نے بالکل تنہا دشمنوں سے لڑتے ہوئے باغ کا پھاٹک کھول دیا اور اسلامی فوج باغ میں داخل ہو گئی۔ یہ واقعہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران ہوا، مگر باغ کا پھاٹک کھولنے کی زبردست لڑائی میں حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر تیر و تلوار اور نیزوں کے زخم جب گنے گئے تو اسی سے کچھ زائد زخم تھے، چنانچہ ان کے علاج کے لیے امیر لشکر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس جگہ ایک ماہ تک رکنا پڑا۔

ان کی اسی دلیرانہ جاں بازیوں کی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں فوجوں کو سخت تاکید فرماتے رہتے تھے کہ "خبردار! براء بن مالک کو کبھی فوج کا سپہ سالار نہ بنایا جائے، ورنہ وہ ساری قوم کو ہلاکت میں ڈال دیں گے، کیونکہ وہ انجام سے بے پروا ہو کر دشمنوں کی صفوں میں گھس جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کے بال پراگندہ اور وہ گرد و غبار میں اٹے ہوئے میلے کچیلے رہتے ہیں اور لوگ ان کی پروا بھی نہیں کرتے، مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس قدر محبوب و مقبول ہوتے ہیں کہ اگر یہ لوگ کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری فرما دے گا اور براء بن مالک انہیں لوگوں میں سے ہیں۔" یہ بہت ہی خوش آواز بھی تھے اور بہترین حُدی خواں تھے جن کے گیتوں کے نغموں پر اونٹ مست ہو کر چلا کرتے تھے اور شتر سوار بھی کیف و نشاط میں رہا کرتے تھے۔ ان کی دلیری اور جوانمردی کے سلسلے میں یہ روایت بہت ہی مشہور ہے کہ عراق کی لڑائیوں میں یہ اپنے بھائی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دشمنوں کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے جو موضع "حریق" میں تھا۔ کفار گرم گرم زنجیروں میں لوہے کے آنکڑے لگا کر قلعہ کی دیوار سے مسلمانوں پر ڈالتے تھے اور ان کو

Marfat.com

آنکڑوں میں پھنسا کر اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ ان کافروں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی آنکڑوں میں پھنسا لیا اور کھینچنے لگے۔ جب حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو تڑپ کر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر جلتی ہوئی زنجیر کو پکڑا اور پھر اس رسی کو کاٹ دیا جس میں زنجیر بندھی ہوئی تھی۔ اس طرح حضرت انس بن مالک کی جان بچ گئی، مگر حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرم زنجیر کو جو ہاتھ سے پکڑا تو ان کی ہتھیلیوں کا پورا گوشت جل گیا اور سفید سفید ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ سنہ ۲۰ھ جنگ تستر میں ایک سو کافروں کو اپنی تلوار سے قتل کر کے خود بھی عروس شہادت سے ہمکنار ہو گئے۔

(اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۷۳ و اصابہ ج ۱ ص ۱۴۳)

کرامت

فتح و شہادت ایک ساتھ

ان کی ایک خاص کرامت دعاؤں کی مقبولیت ہے منقول ہے کہ جنگ "تستر" میں جب طویل جنگ کے باوجود مسلمانوں کو فتح نصیب نہیں ہوئی تو مجاہدین اسلام نے جمع ہو کر ان سے گزارش کی کہ آپ اپنے رب کی قسم دے کر فتح کی دعا مانگیے۔ اس وقت آپ نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! میں تجھ کو تیری ہی قسم دے کر دعا کرتا ہوں کہ تو کفار کے بازو ہم لوگوں کے ہاتھوں میں دے دے اور مجھے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دے۔ فوراً ہی آپ کی دعا مقبول ہو گئی اور اسلامی لشکر فتح یاب ہو گیا اور کفار مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئے اور آپ اسی لڑائی میں شہادت سے سرفراز ہو کر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں باریاب ہو گئے۔

(اصابہ ج ۱ ص ۱۴۶)

Marfat.com

(۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یمن کے قبیلہ دوس سے ان کا خاندانی تعلق ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام "عبدشمس" تھا، مگر جب یہ ۷ھ میں جنگ خیبر کے بعد دامنِ اسلام میں آ گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن رکھ دیا۔ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی آستین میں ایک بلی دیکھی تو آپ نے ان کو یَا اَبَا هُرَیْرَةَ (اے بلی کے باپ) کہہ کر پکارا۔ اسی دن سے ان کا یہ لقب اس قدر مشہور ہو گیا کہ لوگ ان کا اصلی نام ہی بھول گئے یہ بہت ہی عبادت گزار، انتہائی متقی اور پرہیزگار صحابی ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ یہ روزانہ ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے۔ آٹھ سو صحابہ اور تابعین آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے پانچ ہزار تین سو چوہتر حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے چار سو چھیالیس بخاری شریف میں ہیں ۵۹ھ میں اٹھتر سال کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔

(اکمال ص ۶۲۲ و قسطلانی ج ۱ ص ۲۱۲ وغیرہ)

کرامت

کرامت والی تھیلی

ان کو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چند چھوہارے عطا فرمائے اور حکم دیا کہ "ان کو اپنی تھیلی میں رکھ لو اور جب جی چاہے تم اس میں سے ہاتھ ڈال کر نکالو اور خود کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤ، مگر خبردار اس تھیلی کو کبھی خالی کر کے مت جھاڑنا۔ یہ چھوہارے کبھی ختم نہ ہوں گے۔"

سبحان اللہ! یہ تھیلی ایسی بابرکت ہو گئی کہ تیس برس تک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس تھیلی میں سے چھوہارے نکال نکال کر کھاتے رہے اور لوگوں کو کھلاتے رہے

Marfat.com

بلکہ کئی من اس میں سے خیرات بھی کر چکے، مگر چھوہارے ختم نہیں ہوئے، یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن ہنگاموں کی بھیڑ بھاڑ میں وہ تھیلی کمر سے کٹ کر کہیں گر پڑی جس کا عمر بھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے انتہا صدمہ اور رنج وملال رہا۔ راستوں میں روتے ہوئے اور نہایت رقت انگیز اور درد بھرے لہجہ میں یہ شعر پڑھتے ہوئے گھومتے پھرتے تھے ؎

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِيْ فِي الْيَوْمِ هَمَّانِ
فَقْدُ الْجِرَابِ وَقَتْلُ الشَّيْخِ عُثْمَانِ

(یعنی سب کو آج ایک ہی تو غم ہے مگر مجھے دو غم ہیں۔ ایک غم ہے تھیلی کے گم ہونے کا، دوسرا غم حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا۔)

(الکلام المبین)

(۷۴) حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے باشندہ انصاری ہیں جو خاندان "بنی عبد الاشہل" کے ایک بہت ہی نامور شخص ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت سے قبل ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بہت ہی دلیر اور جانباز صحابی ہیں۔ جنگ بدر اور جنگ اُحد وغیرہ کے تمام معرکوں میں بڑی جرأت وشجاعت کے ساتھ کفار سے جنگ آزما ہوئے۔

"کعب بن اشرف" یہودی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بدترین دشمن تھا آپ حضرت محمد بن مسلمہ وابوعبس بن جبر اور ابونائلہ وغیرہ چند انصاریوں کو اپنے ساتھ لے کر اس کے مکان پر گئے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ افاضل صحابہ میں آپ کا شمار ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباد بن بشر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آواز سنی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عباد بن بشر پر

Marfat.com

اپنی رحمت نازل فرمائے۔ ۱۲ھ کی جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے، جبکہ آپ کی عمر شریف صرف پینتالیس سال کی تھی۔ (اکمال ص ۶۰۵ واسد الغابہ ج ۳ ص ۱۰۱)

کرامات

لاٹھی روشن ہو گئی

ایک مرتبہ یہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں دربار رسالت سے کافی رات گزرنے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اندھیری رات میں جب راستہ نظر نہیں آیا تو اچانک ان کی لاٹھی ٹارچ کی طرح روشن ہو گئی اور یہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں کا راستہ الگ الگ ہو گیا تو حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی، اور دونوں روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۰۱)

کرامت والا خواب

جنگ یمامہ میں جبکہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر مسیلمۃ الکذاب کی فوجوں کے ساتھ مصروف جنگ تھا اور مرتدین بہت ہی کثیر تعداد میں جمع ہو کر بہت سخت جنگ کر رہے تھے حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رات میں ایک خواب دیکھا ہے کہ میرے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے۔ اور جب میں آسمان میں داخل ہو گیا تو دروازے بند کر دیے گئے۔ میرے اس خواب کی تعبیر یہی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب ہو گی۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ یمامہ کے دن حضرت عباد بن بشر زور زور سے یہ اعلان کر رہے تھے کہ مخلص مومنین میرے پاس آ جائیں۔ اس آواز پر چار سو انصاری ان کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر آپ حضرت ابودجانہ اور حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لے کر اس باغ کے دروازے پر حملہ آور ہوئے جہاں سے مسیلمۃ الکذاب اپنی فوجوں کی کمان کر رہا تھا۔

Marfat.com

اس حملہ میں انتہائی سخت لڑائی ہوئی، یہاں تک کہ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ ان کے چہرے پر تلواروں کے زخم اس قدر زیادہ لگے تھے کہ کوئی ان کو پہچان نہ سکا ان کے بدن مبارک پر ایک خاص نشان تھا، جس کو دیکھ کر لوگوں نے پہچانا کہ یہ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش ہے۔ (ابن سعد ج ۳ ص ۱۴۲)

تبصرہ اللہ اکبر! جہاد میں یہ جوشِ ایمانی اور یہ جذبۂ سرفروشی مشکل ہی سے اس کی مثال ملے گی۔ اس قسم کی جاں نثاریاں صرف صحابہ کرام اور اہل ایمان مجاہدین اسلام ہی کا طرہ امتیاز ہے صحابہ کرام کی انہی قربانیوں کا صدقہ ہے کہ آج تمام دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ کاش! دشمنانِ صحابہ روافض و خوارج ان چمکتی ہوئی ہدایت آفریں روایتوں سے ایمان کا نور حاصل کرتے۔

(۷۵) حضرت اُسید بن ابی ایاس عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ساریہ بن زنیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے منبر سے پکارا تھا اور وہ نہاوند میں تھے۔ یہ انہیں کے بھتیجے ہیں، یہ شاعر تھے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن بھاگ کر طائف چلے گئے تھے۔ یہ اُن اشتہاری مجرموں میں سے تھے جن کے بارے میں یہ فرمان نبوی تھا کہ یہ جہاں اور جس حال میں ملیں قتل کر دیے جائیں۔ اتفاق سے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طائف میں گزر ہوا جب ملاقات ہوئی تو آپ نے اسید بن ابی ایاس کو بتایا کہ اگر تم بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لو تو تمہاری جان بچ جائے گی۔

اسید یہ سن کر طائف سے اپنے مکان پر آئے اور کرتا پہن کر اور عمامہ باندھ کر خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ کیا آپ نے اسید بن ایاس کا خون مباح فرما دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! انہوں نے عرض کیا کہ اگر وہ مسلمان ہو کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر

Marfat.com

ہوجائے، تو کیا آپ اس کا قصور معاف فرمادیں گے؟ ارشاد ہوا کہ ہاں! یہ سن کر انہوں نے اپنا ہاتھ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ اقدس میں دے کر کلمہ پڑھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اسید بن ابی ایاس میں ہی ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ہی ایک آدمی کو بھیج کر اعلان کرادیا کہ اسید بن ابی ایاس مسلمان ہو گئے ہیں اور سرکارِ رسالت نے ان کو امن کا پروانہ عطا فرمادیا ہے۔ پھر انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا۔ (اسد الغابہ ج ۱ ص ۸۹)

کرامت

چہرہ سے گھر روشن جب یہ مسلمان ہو گئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر ازراہِ کرم ان کے چہرے اور سینے پر اپنا منور ہاتھ پھیرا جس سے ان کو یہ کرامت نصیب ہو گئی کہ یہ جب کسی اندھیرے گھر میں قدم مبارک رکھتے تھے تو اس گھر میں ان کے نورانی چہرے کی روشنی سے اُجالا ہو جایا کرتا تھا۔

(کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۵۳)

تبصرہ سبحان اللہ! جب تک سرکارِ رحمت مدار صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض رہے ان کا خون مباح تھا اور کہیں ان کا ٹھکانا نہیں تھا۔ بھاگتے پھرتے تھے اور جان کی امان نہیں ملتی تھی اور جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خوش ہو گئے تو ان کو دنیا میں کرامت اور آخرت میں جنت دونوں جہان کی دولت مل گئی یہ سچ ہے ؎

جس سے تم روٹھو، وہ سرگشتۂ دنیا ہو جائے
جس کو تم چاہو، وہ قطرہ ہو، تو دریا ہو جائے

Marfat.com

(۷۶) حضرت بشر بن معاویہ بکائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اپنی قوم کے وفد میں اپنے والد معاویہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ان کے والد نے ان سے فرمایا تھا کہ تم بارگاہِ رسالت میں تین باتوں کے سوا کچھ بھی نہ کہنا: (۱) اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (۲) یارسول اللہ! ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم اسلام قبول کر کے آپ کے فرمانبردار بن جائیں (۳) آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ ان کی ان تین باتوں کو سن کر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر جوشِ محبت میں ان کے چہرے اور سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

(اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۹۰)

کرامت

ہاتھ ہر مرض کی دوا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی اپنا دستِ مبارک پھیرا ان کو دو کرامتیں مل گئیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیشہ کے لیے ان کا چہرہ روشن ہو گیا، اور دوسری کرامت یہ ملی کہ یہ جس بیمار پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے فوراً ہی وہ شفایاب ہو جایا کرتا تھا۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۶۷ مطبوعہ حیدر آباد)

حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے "محمد بن بشر" فخر کے طور پر اس بارے میں اشعار پڑھا کرتے تھے جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

وَاَبِي الَّذِيْ مَسَحَ النَّبِيُّ بِرَاْسِهٖ
وَدَعَا لَهٗ بِالْخَيْرِ وَالْبَرَكَاتِ

(یعنی میرے باپ وہ ہیں جن کے سر پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیر کر خیر و برکت کی دعا فرمائی ہے۔) (اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۹۰)

Marfat.com

(۷۷) حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام متبنیٰ حضرت "زید بن حارثہ" رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں۔ ان کی ماں کی کنیت "ام ایمن" اور نام "برکہ" تھا اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب "محبوبِ رسول" ہے۔ وفات اقدس کے وقت ان کی عمر صرف بیس سال کی تھی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اس لشکر کا سپہ سالار بنایا تھا جو رومیوں سے جنگ کے لیے جا رہا تھا اور جس لشکر میں تمام بڑے بڑے صحابہ کرام موجود تھے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفاتِ اقدس کی وجہ سے یہ لشکر واپس آ گیا۔

مگر پھر امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ اس لشکر کو بھیجا جو فتح یاب ہو کر آیا۔ چونکہ یہ "محبوب رسول" تھے، اسی لیے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا بے حد اکرام و احترام فرماتے تھے جب آپ نے اپنے دورِ خلافت میں مجاہدین کی تنخواہیں مقرر فرمائیں تو ان کی تنخواہ ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائی اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تنخواہ صرف تین ہزار درہم مقرر فرمائی۔ صاحبزادے نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! آپ نے حضرت اسامہ کی تنخواہ مجھ سے زیادہ کیوں مقرر فرمائی، جبکہ وہ کسی جہاد میں بھی مجھ سے آگے نہیں رہے۔ اس کے جواب میں امیر المومنین نے فرمایا اس لیے کہ اُسامہ کے باپ "زید" تمہارے باپ "عمر" سے زیادہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور "اسامہ" تم سے زیادہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب ہیں۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۴۱ و اکمال ص ۵۰۵)

بے ادبی کرنے والے کافر ہو گئے

حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع میں طواف زیارت کو اس لیے کچھ موخر کر دیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی حاجت کی وجہ سے کہیں چلے گئے تھے، تھوڑی

Marfat.com

دیر کے بعد حضرت اسامہ واپس آئے لوگوں نے دیکھا کہ چپٹی ناک اور کالے رنگ کا ایک لڑکا ہے، تو یمن کے کچھ لوگوں نے حقارت کے انداز میں یہ کہا کہ کیا اسی چپٹی ناک والے کالے لڑکے کی وجہ سے آج ہم لوگوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طوافِ زیارت سے روک رکھا تھا؟ اس طرح ان یمن والوں نے حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی کی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بے ادبی کرنے ہی کا وبال تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یمن کے یہ بے ادبی کرنے والے لوگ کافر و مرتد ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوجوں نے ان لوگوں سے جہاد کیا، تو کچھ ان میں سے توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے اور کچھ قتل ہو گئے۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۴۳)

(۷۸) حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"نابغہ" ان کا لقب ہے، ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے ان کا نام "قیس بن عبداللہ" اور بعض نے "حبان بن قیس" بتایا ہے۔ یہ زمانہ جاہلیت میں بہت اچھے شاعر تھے، مگر تیس برس کے بعد شعر گوئی بالکل چھوڑ دی۔ اس کے بعد جب دوبارہ شعر کہنا شروع کیا تو اس قدر بلند مرتبہ اور باکمال شاعر ہو گئے کہ ان کے ہمعصروں نے ان کو "نابغہ" (بہت ہی ماہر) کا لقب دے دیا۔ ایک سو اسی برس کی عمر پائی۔

(حاشیہ کنز العمال ج ۶ ص ۱۲۱، مطبوعہ حیدر آباد)

کرامت

سو برس تک دانت سلامت

انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چند اشعار سنائے جو آپ کو بہت ہی زیادہ

پسند آئے۔ آپ نے خوش ہو کر ان کو یہ دعا دی: "اللہ تعالیٰ تیرے منہ کو نہ توڑے" اس دعا نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت ملی کہ تمام عمر ان کے دانت سلامت رہے اور اولے کی طرح صاف اور چمکدار ہی رہے۔ حضرت ابو یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت دیکھا جب کہ وہ سو برس کے ہو گئے تھے مگر ان کے تمام دانت سلامت تھے۔ (بیہقی و اصابہ ج ۳ ص ۵۳۹)

(۷۹) حضرت عمرو بن طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اپنے باپ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں آ کر اسلام سے مشرف ہوئے اور تمام عمر مدینہ منورہ ہی میں رہے۔ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں جبکہ مرتدین سے جہاد کے لیے مسلمانوں کا لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوا، تو یہ دونوں باپ بیٹے بھی اس لشکر میں شامل ہو کر جہاد کے لیے چل پڑے چنانچہ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے اور حضرت عمرو بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک ہاتھ کٹ گیا اور شدید طور پر زخمی ہو گئے، لیکن صحت یاب ہو گئے۔

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یرموک کا معرکہ درپیش ہوا تو حضرت عمرو بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس جہاد میں مجاہدانہ شان کے ساتھ گئے اور کفار سے لڑتے ہوئے جام شہادت سے سیراب ہوئے۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۱۵)

کرامت

نورانی کوڑا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھوڑا ہانکنے کے کوڑے کے بارے میں دعا فرما دی، تو ان کا کوڑا رات کی تاریکی میں اس طرح روشن ہو جایا کرتا تھا کہ یہ اسی کی روشنی میں راتوں کو چلتے پھرتے تھے۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۶۰ مطبوعہ حیدر آباد)

Marfat.com

(۸۰) حضرت عمرو بن مُرّہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ زمانہ جاہلیت میں حج کرنے گئے تو مکہ مکرمہ میں ایک خواب دیکھا اور ایک غیبی آواز سنی جس میں اُن کو نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دلائی گئی۔ یہ اس خواب سے بے حد متاثر ہوئے اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے منتظر رہے۔ چنانچہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو انہوں نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور پھر اپنی قوم میں آکر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور ان کی قوم کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر ان مسلمانوں کو ساتھ لے کر بارگاہِ نبوت میں دوبارہ حاضر ہوئے، بہت ہی بہادر مجاہد بھی تھے اور اکثر اسلامی جہادوں میں شمشیر بکف ہو کر کفار سے جنگ بھی کی۔ آخر میں مدینہ منورہ سے ملک شام میں جا کر سکونت اختیار کر لی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں وفات پائی۔

(اکمال ص۶۰۷ وکنز العمال ج۱۶ ص۱۱۵)

کرامت

دشمن بلاؤں میں گرفتار

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ مستجاب الدعوات تھے، یعنی ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت جلد مقبول ہوا کرتی تھیں، چنانچہ منقول ہے کہ جب اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے تشریف لے گئے تو ایک شخص نے انکی بہت زیادہ ہجو اور مذمت کی اور ان کی شان میں توہین آمیز الفاظ بکنے لگا اور آپ کو جھوٹا کہنے لگا۔ اس وقت آپ نے مجروح قلب کے ساتھ اس طرح دعا مانگی، یا اللہ! اس کی زندگی کو تلخ بنا دے اور اس کی زبان کو گونگی اور اس کی آنکھوں کو اندھی کر دے۔ آپ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ یہ شخص گونگا اور اندھا ہو گیا اور اس قدر بوڑھا ہو گیا کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے

Marfat.com

اور زبان کے شل ہو جانے سے اس کو کسی چیز کا مزہ محسوس نہیں ہوتا تھا۔

(۸۱) حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ انصاری ہیں اور ان کا وطن مدینہ منورہ ہے۔ انہوں نے قبیلہ بنی حارث بنی خزرج میں اپنا گھر بنا لیا تھا۔ یہ بہت ہی پرہیز گار اور عبادت گزار صحابی ہیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے درمیان آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔

(بیہقی، اسد الغابہ ج ۲ ص۲۲۷)

کرامت

موت کے بعد گفتگو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت زید بن خارجہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے بعض راستوں میں ظہر و عصر کے درمیان چلے جا رہے تھے کہ ناگہاں گر پڑے اور اچانک ان کی وفات ہو گئی۔ لوگ انہیں اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور ان کو لٹا کر کمبل اوڑھا دیا۔

جب مغرب و عشاء کے درمیان کچھ عورتوں نے رونا شروع کیا تو کمبل کے اندر سے آواز آئی: "اے رونے والیو! خاموش رہو۔"

یہ آواز سن کر لوگوں نے ان کے چہرے سے کمبل ہٹایا تو وہ بے حد دردمندی سے نہایت ہی بلند آواز سے کہنے لگے: "حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی امی خاتم النبیین ہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔"

اتنا کہہ کر کچھ دیر تک بالکل ہی خاموش رہے، پھر بلند آواز سے یہ فرمایا:۔

"سچ کہا، سچ کہا ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے خلیفہ ہیں، قوی ہیں، امین ہیں۔ گو بدن میں کمزور تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے کام میں قوی تھے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں ہے۔"

اتنا فرمانے کے بعد پھر ان کی زبان بند ہو گئی اور تھوڑی دیر تک بالکل خاموش رہے پھر ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے اور وہ زور زور سے بولنے لگے۔

"سچ کہا سچ کہا درمیان کے خلیفہ اللہ تعالیٰ کے بندے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ نہ اس کی کوئی پروا کرتے تھے اور وہ لوگوں کو اس بات سے روکتے تھے کہ کوئی قوی کسی کمزور کو کھا جائے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔"

اس کے بعد پھر وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہے، پھر ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے اور زور زور سے بولنے لگے۔

"سچ کہا سچ کہا حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو امیر المومنین ہیں اور مومنوں پر رحم فرمانے والے ہیں۔ دو باتیں گزر گئیں اور چار باقی ہیں جو یہ ہیں:

۱۔ لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا اور ان کے لیے کوئی نظام نہ رہ جائے گا۔
۲۔ سب عورتیں رونے لگیں گی اور ان کی پردہ دری ہو جائے گی۔
۳۔ قیامت قریب ہو جائے گی۔
۴۔ بعض آدمی بعض کو کھا جائے گا۔

اس کے بعد انکی زبان بالکل بند ہو گئی۔

(طبرانی و البدایہ والنہایہ ج ۶ ص۱۵۶ و اسد الغابہ ج ۲ ص۲۲۷)

Marfat.com

(۸۲) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور شجرۂ نسب یہ ہے: رافع بن خدیج بن عدی بن زید بن جشم بن حارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس۔ یہ انصاری ہیں اور ان کا وطن مدینہ منورہ ہے۔ یہ جنگِ بدر میں کفار سے لڑنے کے لیے آئے تو ان کو کم عمری کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر میں شامل کرنے سے انکار کر دیا، لیکن جنگ اُحد میں اسلامی فوج میں شامل کر لیے گئے اور خوب جم کر کفار سے لڑتے رہے، پھر جنگِ خندق وغیرہ اکثر لڑائیوں میں یہ مصروف جہاد رہے۔ عمر بھر مدینہ منورہ ہی میں رہے اور اسلامی لڑائیوں میں سر بکف اور کفن بردوش ہو کر کافروں سے لڑتے رہے اور اپنی قوم کے سردار اور مکھیہ بھی رہے۔ ۷۳ھ یا ۷۴ھ میں چھیاسی برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (اکمال ص ۵۹۴ و کنز العمال ج ۱۶ ص ۵ و اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۵۱)

کرامت

برسوں حلق میں تیر چبھا رہا

۳ھ میں جنگ اُحد میں کفار نے آپ کے حلق پر تیر مارا اور یہ تیر آپ کے حلق میں چبھ گیا۔ ان کے چچا ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو ہم اس تیر کو نکال دیں اور اگر تم کو شہادت کی تمنا ہو تو تم اس تیر کو نہ نکلواؤ۔ تم جب بھی اور جہاں کہیں بھی وفات پاؤ گے شہیدوں کی صف میں تمہارا شمار ہوگا انہوں نے درجہ شہادت کی آرزو میں تیر نکلوانا پسند نہیں کیا اور اسی حالت میں ستر برس تک زندہ رہے اور زندگی کے تمام معمولات پورے کرتے رہے، یہاں تک کہ لڑائیوں میں کفار سے جنگ بھی کرتے رہے اور ان کو کسی قسم کی اس تیر کی وجہ سے تکلیف بھی

Marfat.com

نہیں رہتی تھی، لیکن ستر برس کی مدت کے بعد ۴۳ھ میں تیر کا یہ زخم خود بخود پھٹ گیا اور اسی زخم کی حالت میں ان کا وصال ہو گیا۔ بلاشبہ یہ ان کی بہت بڑی کرامت ہے جو بہت زیادہ مشہور ہے۔ (کنز العمال وحاشیہ کنز العمال ج ۱۲ ص ۵ و اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۵۱)

(۸۳) حضرت محمد بن ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت محمد بن ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کے شکم میں تھے تو ان کے والد نے ان کی والدہ کو طلاق دے دی۔ ان کی والدہ نے غصہ میں ان کی پیدائش کے بعد یہ قسم کھالی کہ میں اس بچے کو ہرگز ہرگز دودھ نہیں پلاؤں گی۔ اس کا باپ اس کو دودھ پلانے کا انتظام کرے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دربار نبوت میں لائے اور پورا واقعہ عرض کیا۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے کر پہلے اپنا مقدس لعابِ دہن اس بچے کے منہ میں ڈالا۔ پھر عجوہ کھجور چبا کر اس بچے کے منہ میں ڈالی اور "محمد" نام رکھا اور ارشاد فرمایا کہ اس کو گھر لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کو رزق دینے والا ہے۔

کرامت

بچے کو دودھ کیسے ملا

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لیے ہوئے کسی دودھ پلانے والی عورت کی تلاش میں سرگرداں تھے مگر کوئی دودھ پلانے والی عورت نہیں ملی۔ یہ اسی فکر میں حیران و پریشان پھر رہے تھے کہ ناگہاں ایک عربی عورت ان سے ملی اور پوچھا کہ ثابت بن قیس کون شخص ہیں؟ اور ان سے کہاں ملاقات ہو گی؟ انہوں نے پوچھا: تم کو ثابت بن قیس سے کیا کام ہے؟ عورت نے کہا میں نے گزشتہ رات یہ خواب دیکھا کہ میں ثابت بن قیس کے بچے کو دودھ پلا رہی ہوں

Marfat.com

یہ سُن کر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ثابت بن قیس میں ہی ہوں اور میرا لڑکا محمدؒ یہی ہے جو میری گود میں ہے۔ عورت نے فوراً بچے کو گود میں لے لیا اور دودھ پلانے لگی۔ محمد بن ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۳ھ میں جنگِ حرّہ کے دن مدینہ منورہ میں یزید بن معاویہ کی منحوس فوجوں کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔

(کنز العمال وحاشیہ کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۹۹ واسد الغابہ ج ۴ ص ۳۱۳)

(۸۴) حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کرامت

چہرہ آئینہ بن گیا حیان بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر ایک مرتبہ اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ اس کے بعد ان کو یہ کرامت مل گئی کہ یہ بہت ہی بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کے بدن کے ہر حصے پر ضعیفی کے آثار نمودار تھے۔ لیکن ان کے چہرے پر بدستور جوانی کا جمال باقی تھا اور ان کا چہرہ اس قدر چمکتا تھا کہ میں ان کی وفات کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس وقت ایک عورت ان کے سامنے سے گزری۔ اس وقت میں نے اس عورت کا عکس ان کے چہرے میں اس طرح دیکھ لیا، گویا میں آئینہ میں اس کا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ (اصابہ ج ۳ ص ۲۲۵)

(۸۵) حضرت مُعاویہ بن مقرّن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے ان کے والد کا نام "معاویہ" اور بعض نے "مقرن" لکھا ہے۔ اسی طرح ان کے قبیلہ کے نام میں بھی اختلاف ہے کہ یہ

Marfat.com

"مزنی" یا "لیثی"، ہیں حضرت ابوعمر نے اس قول کو درست قرار دیا ہے کہ یہ "معاویہ بن مقرن" مزنی ہیں۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام جس وقت غزوہ تبوک میں تشریف فرما تھے ان کا وصال ہو گیا۔

کرامت

دو ہزار فرشتے نماز جنازہ میں

ان کی یہ مشہور کرامت ہے کہ جب مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مقام تبوک میں آکر دربارِ رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) معاویہ مزنی کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا ہے اور ہمارے لیے مناسب ہے کہ ہم لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھیں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں بے شک ضرور ہم لوگ نماز جنازہ پڑھیں گے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس قدر زور سے اپنا بازو زمین پر مارا کہ تمام شجر و حجر ٹیلے اور پہاڑیاں ہلنے لگیں اور تمام حجابات اس طرح اُٹھ گئے کہ ان کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں کے سامنے آ گیا اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تو صحابہ کرام کے تیس ہزار مجمع کے علاوہ فرشتوں کی بھی دو صفیں تھیں اور ہر صف میں ایک ایک ہزار فرشتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر صف میں ساٹھ ہزار فرشتے تھے۔ نماز کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس صحابی کو اتنا عظیم رتبہ کون سے عمل کی وجہ سے عطا فرمایا؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ شخص سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ط سے بے حد محبت رکھتا تھا اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اس سورہ کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۸۹)

تبصرہ اللہ اکبر! سورہ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) کی تلاوت کرنے والوں کی فضیلت

Marfat.com

اوران کے اجر وثواب اور فضل وکرامت کا کیا کہنا؟

خداوند کریم جل وعلا ہم مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ اس مقدس سورہ کی تلاوت کا شرف عطا فرمائے۔ (آمین)

(۸۶) حضرت اہبان بن صیفی غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت ابو مسلم ہے، ان کی صاحبزادی حضرت عدیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جنگ کی نوبت آن پڑی تو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے والد کے مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم اس جنگ میں میرا ساتھ دو اور اب تک تم کو کون سی چیز میری حمایت سے روکے ہوئے ہے؟ تو میرے والد حضرت اہبان بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین! بس صرف یہی ایک رکاوٹ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اے اہبان! جب مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگیں تو تم اس وقت لکڑی کی تلوار بنالینا، چنانچہ میں نے ارشاد نبوی کے مطابق لکڑی کی تلوار بنالی ہے۔ آپ دیکھیے وہ لٹک رہی ہے۔ اب لکڑی کی تلوار سے بھلا میں کس طرح جنگ کر سکتا ہوں؟ یہ کہہ کر وہ بالکل ہی اس لڑائی میں غیر جانبدار بن گئے۔

کرامت

قبر سے کفن واپس

یہ صاحب کرامت صحابی تھے، چنانچہ ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں فقط دو ہی کپڑے دیے جائیں، مگر لوگوں نے ان کی وصیت پر عمل نہیں کیا، اور ان کے کفن میں تین کپڑے شامل کر کے ان کو دفن کر دیا۔ گھر والے جب صبح کو نیند سے بیدار ہوئے تو یہ

Marfat.com

دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تیسرا کپڑا قبر سے واپس ہو کر کھونٹی پر لٹک رہا ہے۔

(اسد الغابہ ج ۱ صـ۱۳۸)

(۸۷) حضرت نضلہ بن معاویہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کرامت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی

حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ قادسیہ میں امیر لشکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں جہاد کے لیے تشریف لے گئے۔ ناگہاں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان آیا کہ حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو "حلوان العراق" میں جہاد کے لیے بھیج دیا جائے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو تین سو مجاہدین کا افسر بنا کر بھیج دیا اور انہوں نے مجاہدانہ حملہ کر کے "حلوان العراق" کی بہت سی بستیوں کو فتح کر لیا اور بہت زیادہ مالِ غنیمت لے کر وہاں سے روانہ ہوئے۔

درمیان راہ میں ایک پہاڑ کے پاس نمازِ مغرب کا وقت ہو گیا۔ حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان پڑھی اور جیسے ہی اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا تو پہاڑ کے اندر سے کسی جواب دینے والے نے بلند آواز سے کہا، لَقَدْ كَبَّرْتَ كَبِيْرًا يَا نُضْلَةُ اسی طرح آپ کی پوری اذان کے ہر ہر کلمہ کا جواب پہاڑ کے اندر سے سنائی دیتا رہا۔ آپ حیران رہ گئے کہ آخر اس پہاڑ کے اندر کون ہے جو میرا نام لے کر اذان کا جواب دے رہا ہے پھر آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے شخص! خدا تم پر رحم فرمائے تو کون ہے؟ تو فرشتہ ہے یا جن یا رجال الغیب میں سے ہے؟ جب تو نے اپنی آواز ہم کو سنا دی ہے تو پھر اپنی صورت بھی ہم کو دکھا دے، کیونکہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نمائندہ ہیں

Marfat.com

آپ کے یہ فرمانے ہی پہاڑ پھٹ گیا اور اس کے اندر سے ایک نہایت ہی بوڑھے اور بزرگ آدمی نکل پڑے اور انہوں نے سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا؛ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صحابی اور ان کا وصی ہوں۔ میرے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے لیے درازی عمر کی دعا فرما دی ہے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم میرے آسمان سے اترنے کے وقت تک اسی پہاڑ میں مقیم رہنا۔ چنانچہ میں اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے انتظار میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ آپ مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے میرا سلام کہہ دیں اور میرا یہ پیغام بھی پہنچا دیں کہ اے عمر! صراط مستقیم پر قائم رہو اور خدا کا قرب ڈھونڈتے رہو۔ پھر چند دوسری نصیحتیں فرما کر وہ بزرگ ایک دم اسی پہاڑ میں غائب ہو گئے۔

حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سارا واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لکھ کر بھیجا اور انہوں نے اس کی اطلاع دربارِ خلافت میں بھیج دی تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام یہ فرمان بھیجا کہ تم اپنے پورے لشکر کے ساتھ "حلوان العراق" میں اس پہاڑ کے پاس جاؤ، اگر تمہاری ان بزرگ سے ملاقات ہو جائے تو ان سے میرا سلام کہہ دینا۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ اس مقام پر پہنچے اور چالیس دن تک مقیم رہے، مگر پھر وہ بزرگ نہ ظاہر ہوئے، نہ ان کی آواز کسی نے سنی۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ ص ۱۶۷ تا ص ۱۶۸)

تبصرہ وہ بزرگ بھلا کیونکر اور کس طرح پھر ظاہر ہوتے؟ ان سے ملاقات اور شرفِ ہم کلامی کی کرامت تو حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے نصیب میں لکھی ہوئی تھی جو انہیں مل گئی۔ مثل مشہور ہے کہ:۔

لِکُلِّ رَجُلٍ نَصِیْبٌ وَالنَّصِیْبُ یُصِیْبُ

Marfat.com

(۸۸) حضرت عمیر بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انصار کے قبیلہ اوس سے ان کا خاندانی تعلق ہے اور ان کا اصلی وطن مدینہ منوّرہ ہے۔ ملکِ شام کی فتوحات کے سلسلے میں جتنی لڑائیاں ہوئیں۔ ان سب جنگوں میں انہوں نے بڑے بڑے بہادرانہ کارنامے انجام دئے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ان کو ملکِ شام میں حمص کا گورنر مقرر فرمادیا تھا۔ یہ اس قدر عابد و زاہد تھے کہ ان کی عبادت و ریاضت اور ان کا زہد و تقویٰ حدِ کرامت کو پہنچا ہوا تھا، یہاں تک کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کاش! "عمیر بن سعد" جیسے چند اشخاص مجھے مل جاتے جن کو میں مسلمانوں پر حاکم بناتا۔ (حاشیہ کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۶۲ بحوالہ ابن سعد)

کرامت

زاہدانہ زندگی

ان کی زاہدانہ و عابدانہ زندگی بلاشبہ ایک بہت بڑی کرامت ہے، جس کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

محمد بن مزاحم کہتے ہیں کہ جن دنوں حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ "حمص" کے گورنر تھے، ناگہاں ان کے پاس امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک فرمان پہنچا۔ جس کا مضمون یہ تھا:

"اے عمیر بن سعد! ہم نے تم کو ایک اہم عہدہ سپرد کرکے "حمص" بھیجا تھا، مگر کچھ پتا نہیں چلا کہ تم نے اپنے اس عہدہ کو خوش اسلوبی کے ساتھ سنبھالا ہے یا نہیں، لہٰذا جس وقت میرا یہ فرمان تمہارے پاس پہنچے، فوراً جس قدر مالِ غنیمت تمہارے خزانہ میں جمع ہے، سب کو اونٹوں پر لدوا کر اور اپنے ساتھ لے کر مدینہ منوّرہ چلے آؤ اور میرے سامنے حاضر ہو جاؤ"

Marfat.com

دربارِ خلافت کا یہ فرمان پڑھ کر فوراً ہی آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی لاٹھی میں اپنی چھوٹی سی مشک اور خوراک کی تھیلی اور ایک بڑا پیالہ لٹکا کر لاٹھی کندھے پر رکھی اور ملکِ شام سے پیدل چل کر مدینہ منورہ پہنچے اور دربارِ خلافت میں حاضر ہو گئے اور امیر المومنین کو سلام کیا۔ امیر المومنین نے ان کو اس خستہ حالی میں دیکھا، تو حیران رہ گئے اور فرمایا: کیوں اے عمیر بن سعید! تمہارا حال اتنا خراب کیوں ہے؟ کیا تم بیمار ہو گئے تھے؟ یا تمہارا شہر، بدترین شہر ہے؟ یا تم نے مجھے دھوکہ دینے کے لیے یہ ڈھونگ رچایا ہے؟ امیر المومنین کے ان سوالوں کو سن کر انہوں نے نہایت ہی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ عرض کیا: اے امیر المومنین! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کے چھپے ہوئے حالات کی جاسوسی سے منع نہیں فرمایا؟ آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ میرا خراب حال ہے؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ میں بالکل تندرست و توانا ہوں اور اپنی پوری دُنیا کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے آپ کے دربار میں حاضر ہوں۔ امیر المومنین نے فرمایا اے عمیر بن سعد! دُنیا کا کون سا سامان تم لے کر آئے ہو؟ میں تو تمہارے ساتھ کچھ بھی نہیں دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! دیکھئے یہ میری خوراک کی تھیلی ہے، یہ میری مشک ہے جس سے میں وضو کرتا ہوں اور اسی میں اپنے پینے کا پانی رکھتا ہوں اور یہ میرا پیالہ ہے اور یہ میری لاٹھی ہے جس سے میں اپنے دشمنوں سے بوقتِ ضرورت جنگ بھی کرتا ہوں اور سانپ وغیرہ زہریلے جانوروں کو بھی مار ڈالتا ہوں۔ یہ سارا سامان میری دنیا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہ سن کر امیر المومنین نے فرمایا: اے عمیر بن سعد! خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے، تم تو عجیب ہی آدمی ہو۔

پھر امیر المومنین نے رعایا کا حال دریافت فرمایا اور مسلمانوں کی اسلامی زندگی اور ذمیوں کے بارے میں پوچھ گچھ فرمائی، تو انہوں نے جواب دیا کہ میری حکومت کا ہر مسلمان ارکانِ اسلام کا پابند اور اسلامی زندگی کے رنگ میں رنگا ہوا ہے اور میں ذمیوں سے جزیہ لے کر ان کی پوری پوری حفاظت کرتا ہوں اور میں اپنے عہدہ کی ذمہ داریوں کو نباہنے کی بھرپور کوشش کرتا

Marfat.com

رہا ہوں۔

پھر امیر المومنین نے خزانہ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ خزانہ کیسا؟ میں ہمیشہ مال دار مسلمانوں سے زکوٰۃ وصدقات وصول کر کے فقراء ومساکین میں تقسیم کر دیا کرتا ہوں۔ اگر میرے پاس فاضل مال بچتا، تو میں ضرور اس کو آپ کے پاس بھیج دیتا۔

پھر امیر المومنین نے فرمایا کہ اے عمیر بن سعد! تم "حمص" سے مدینہ منورہ تک پیدل چل کر آئے ہو۔ اگر تمہارے پاس کوئی سواری نہیں تھی، تو کیا تمہاری سلطنت کی حدود میں مسلمانوں اور ذمیوں میں بھلا آدمی کوئی بھی نہیں تھا جو تم کو سواری کا ایک جانور دے دیتا۔ آپ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا ہے کہ میری اُمت میں کچھ ایسے حاکم ہوں گے کہ اگر رعایا خاموش رہے گی، تو یہ حکام ان کو برباد کریں گے اور اگر رعایا فریاد کرے گی، تو یہ حکام ان کی گردنیں اڑا دیں گے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا ہے کہ تم لوگ اچھی باتوں کا حکم دیتے رہو اور بُری باتوں سے منع کرتے رہو، ورنہ اللہ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط فرما دے گا جو بدترین انسان ہوں گے۔ اس وقت نیک لوگوں کی دعائیں مقبول نہیں ہوں گی۔ اے امیر المومنین! میں ان بُرے حاکموں میں سے ہونا پسند نہیں کرتا اس لیے مجھے پیدل چلنا گوارا ہے، مگر اپنی رعایا سے کچھ طلب کرنا یا ان کے عطیوں کو قبول کرنا ہرگز ہرگز پسند نہیں ہے۔

اس کے بعد امیر المومنین نے فرمایا: اے عمیر بن سعد! میں تمہاری کارگزاریوں سے بے حد خوش ہوں، اس لیے تم اپنی گورنری کے عہدہ پر بحال ہو کر پھر حمص جاؤ اور وہاں جا کر حکومت کرو۔ آپ نے نہایت ہی لجاجت کے ساتھ گڑگڑا کر عرض کیا: اے امیر المومنین! میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر اب اس عہدہ کو قبول کرنے سے معافی کا طلب گار ہوں اور اب میں ہرگز ہرگز کبھی بھی اس اہم عہدہ کو قبول نہیں کر سکتا، لہٰذا آپ مجھے معاف فرما دیجیے۔

Marfat.com

یہ سُن کر امیر المومنین نے فرمایا کہ اچھا اگر تم اس عہدہ کو قبول نہیں کر سکتے ہو، تو پھر میری طرف سے اجازت ہے کہ تم اپنے گھر والوں میں جا کر رہو، چنانچہ یہ مدینہ منورہ سے تین دن کی مسافت کی دوری پر ایک بستی میں جہاں ان کے اہل و عیال رہتے تھے، جا کر مقیم ہو گئے۔

اس واقعہ کے کچھ دنوں کے بعد امیر المومنین نے ایک سو اشرفیوں کی ایک تھیلی اپنے ایک مصاحب کو جس کا نام "حبیب" تھا، یہ کہہ کر دی کہ تم عمیر بن سعد کے مکان پر جا کر تین دن تک مہمان بن کر رہو۔ پھر تیسرے دن یہ تھیلی میری طرف سے ان کی خدمت میں پیش کر کے کہہ دینا کہ وہ ان اشرفیوں کو اپنی ضروریات میں خرچ کریں۔

چنانچہ حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشرفیوں کی تھیلی لے کر حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر پہنچے اور امیر المومنین کا سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور امیر المومنین کی خیریت دریافت کی اور ان کی حکمرانی کی کیفیت کے بارے استفسار کیا۔ پھر امیر المومنین کے لیے دعائیں کیں۔

حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن تک ان کے مکان پر مقیم رہے اور ہر روز کھانے میں دونوں وقت ایک ایک روٹی اور زیتون کا تیل ان کو ملتا رہا۔ تیسرے دن حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے حبیب! اب تمہاری مہمانی کی مدت ختم ہو گئی، لہٰذا آج اب تم اپنے گھر جا سکتے ہو۔ ہمارے گھر میں بس اتنا ہی خوراک کا سامان تھا جو ہم نے خود بھوکے رہ کر تم کو کھلا دیا۔ یہ سُن کر حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشرفیوں کی تھیلی پیش کر دی اور کہا کہ امیر المومنین نے آپ کے خرچ کے لیے ان اشرفیوں کو بھیجا ہے۔ آپ نے تھیلی ہاتھ میں لے کر یہ ارشاد فرمایا:

"اے حبیب! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے سرفراز ہوا، لیکن اس وقت دنیا کی دولت سے میرا دامن کبھی داغدار نہیں ہوا۔ پھر میں نے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت

Marfat.com

اٹھائی، لیکن ان کے دور میں بھی دولتِ دُنیا کی آلودگیوں سے میں محفوظ ہی رہا، لیکن یہ زمانہ میرے لیے بدترین دور ثابت ہوا کہ میں امیر المومنین کے حکم سے مجبور ہو کر بادلِ ناخواستہ "حمص" کا گورنر بنا اور اب امیر المومنین نے یہ دُنیا کی دولت میرے گھر میں بھیج دی ہے۔"

اتنا کہتے کہتے ان کی آواز بھرّا گئی اور وہ چیخ مار کر زار زار رونے لگے اور ان کے آنسوؤں کی دھاراں کے رخسار پر موسلادھار بارش کی طرح بہنے لگی اور انہوں نے اشرفیوں کی تھیلی واپس کر دی۔ یہ دیکھ کر گھر میں سے ان کی بیوی صاحبہ نے کہا کہ آپ اس تھیلی کو واپس نہ کیجئے، کیونکہ یہ جانشینِ پیغمبر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عطیہ ہے۔ اس کو رد کر دینے سے حضرت امیر المومنین کی بہت بڑی دل شکنی ہو گی اور یہ آپ کی شان کے لائق نہیں ہے کہ آپ حضرت امیر المومنین کے قلب کو صدمہ پہنچائیں، اس لیے آپ اس تھیلی کو لے کر حاجت مندوں کو دے دیجئے۔ بیوی صاحبہ کے مخلصانہ مشورہ کو قبول کرتے ہوئے آپ نے تھیلی اپنے پاس رکھ لی اور فوراً ہی فقراء و مساکین کو بلا کر تمام اشرفیوں کو تقسیم کر دیا اور اس میں سے ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔

حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس منظر کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر جب حضرت امیر المومنین سے سارا ماجرا عرض کیا، تو امیر المومنین پر بھی رقت طاری ہو گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور دیر تک روتے رہے۔ پھر جب ان کے آنسو تھم گئے، تو فوراً ہی ان کی طلبی کے لیے ایک فرمان لکھا اور ایک قاصد کے ذریعے یہ فرمان ان کے گھر بھیج دیا۔

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمان پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ امیر المومنین کے حکم کی اطاعت مجھ پر واجب ہے، یہ کہا اور فوراً پیدل مدینہ منورہ کے لیے گھر سے نکل پڑے اور تین دن کا سفر کر کے دربارِ خلافت میں حاضر ہو گئے۔

Marfat.com

امیرالمومنین نے فرمایا کہ اے عمیر بن سعد! جو اشرفیاں میں نے تمہارے پاس بھیجی تھیں، ان کو تم نے کہاں کہاں خرچ کیا؟ عرض کیا: اے امیرالمومنین! میں نے اسی وقت ان سب اشرفیوں کو خدا کی راہ میں خرچ کر دیا۔

امیرالمومنین حیرت واستعجاب کے عالم میں ان کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ پھر اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ تم بیت المال میں سے دو کپڑے لا کر عمیر بن سعد کو پہنا دو اور ایک اونٹ پر کھجوریں لاد کر ان کو دے دو۔ آپ نے عرض کیا: اے امیرالمومنین! کپڑوں کو تو میں قبول کر لیتا ہوں، کیونکہ میرے پاس کپڑے نہیں ہیں، مگر کھجوریں میں ہرگز نہ لوں گا کیوں کہ میں ایک صاع کھجوریں اپنے مکان پر رکھ آیا ہوں جو میری واپسی تک میرے اہلِ وعیال کے لیے کافی ہیں۔ پھر حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیرالمومنین سے رخصت ہو کر اپنے مکان پہ چلے آئے اور اس کے چند ہی دنوں بعد ان کا وصال ہو گیا۔

جب امیرالمومنین کو آپ کی رحلت کی خبر پہنچی، تو آپ بے اختیار رو پڑے اور حاضرین سے فرمایا کہ اب تم سب لوگ اپنی اپنی بڑی تمناؤں کو میرے سامنے بیان کرو۔ فوراً ہی تمام حاضرین نے اپنی اپنی بڑی سے بڑی تمناؤں کو ظاہر کر دیا۔ سب کی تمناؤں کا ذکر سن کر آپ نے فرمایا لیکن میری سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ کاش! عمیر بن سعد! جیسے صاف باطن و پاک باز اور پیکرِ اخلاص چند مسلمان مجھے مل جاتے، تو میں اُن سے مسلمانوں کے کاموں میں مدد لیتا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عمیر بن سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

(کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۶۲ تا ص ۱۶۶ مختصراً)

Marfat.com

(۸۹) حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا اصلی نام جندرہ بن خیشنہ ہے، مگر یہ اپنی کنیت "ابو قرصافہ" سے زیادہ مشہور ہیں۔ یہ قریشی نسل سے ہیں۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں یتیم بچے تھے اور ان کی والدہ اور خالہ دونوں نے ان کی پرورش کی۔ یہ بچپن میں بکریاں چرانے جایا کرتے تھے اور ان کی والدہ اور خالہ ان کو سخت تاکید کیا کرتی تھیں کہ خبردار! تم مکہ میں کبھی ان کی صحبت میں نہ بیٹھنا جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر یہ بکریاں چراگاہ میں چھوڑ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں ہر روز چلے جایا کرتے اور بکریوں کے چرانے پر زیادہ دھیان نہیں دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ بکریاں لاغر ہو گئیں اور ان کے تھن خشک ہو گئے۔

ان کی والدہ اور خالہ نے جب اس معاملہ کے بارے میں ان سے سخت باز پرس کی تو انہوں نے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ نے ان کی بکریوں کے خشک تھنوں پر اپنا دست مبارک لگا دیا تو سب بکریوں کے خشک تھن دودھ سے بھر گئے۔ جب ان کی والدہ اور خالہ نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک لگا دینے کا واقعہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیم اور معجزات کا تذکرہ کر دیا۔

یہ سن کر ان کی والدہ اور خالہ نے کہا، اے میرے پیارے بیٹے! تم ہم کو بھی ان کے دربار میں لے چلو۔ چنانچہ ان کی والدہ اور خالہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئیں اور جمالِ نبوت دیکھتے ہی کلمہ پڑھ کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئیں اور اپنے گھر پہنچ کر ان دونوں نے یہ کہا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تھے تو ان کے دہن مبارک سے ایک نور نکلتا تھا اور ہم نے حسنِ اخلاق اور جمالِ صورت و کمالِ سیرت کے اعتبار سے کسی انسان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر اور خوشتر نہیں دیکھا۔

Marfat.com

یہ آخری عمر میں ملک شام کے شہر فلسطین میں مقیم ہو گئے تھے اور شاہی محدثین ان کے حلقۂ درس میں شامل ہوا کرتے تھے۔ امام طبرانی نے ان کو نسبت کے اعتبار سے "لیثی" تحریر فرمایا ہے اور ان کو "بنی لیث بن بکر" کا آزاد کردہ غلام لکھا ہے۔

(کنز العمال ج ۲ ص ۲۲۹ مطبوعہ حیدر آباد و اسد الغابہ ج ۱ ص ۳۰۷) (واللہ تعالیٰ اعلم)

کرامت

سینکڑوں میل دور آواز پہنچتی تھی

ان کی یہ کرامت تھی کہ رومی کفار نے ان کے ایک فرزند کو گرفتار کر کے جیل خانہ میں بند کر دیا تھا۔ حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کا وقت آتا تو عسقلان کی چار دیواری پر چڑھتے اور بلند آواز سے پکار کر کہتے کہ اے میرے پیارے بیٹے! نماز کا وقت آ گیا ہے اور ان کی اس پکار کو ہمیشہ ان کے صاحبزادے سن لیا کرتے تھے حالانکہ وہ سینکڑوں میل کی دوری پر رومیوں کے قید خانہ میں قید تھے۔ (طبرانی)

تبصرہ

یہ کرامت امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے بزرگوں سے بھی منقول ہے اور یہ کرامت بھی اس امر کی دلیل ہے کہ محبوبان خدا ہوا پر بھی حکومت فرمایا کرتے ہیں، کیونکہ آواز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا ہواؤں کے تموج ہی کا کام ہے، جس پر پہلے صفحات میں بھی ہم روشنی ڈال چکے ہیں۔

اس قسم کی کرامتوں سے پتا چلتا ہے کہ خداوند قدوس نے اپنے اولیائے کرام کو عالم میں تصرفات کی ایسی حکمرانی و بادشاہی بلکہ شہنشاہی عطا فرمائی ہے کہ وہ کائناتِ عالم کی ہر ہر چیز پر باذن اللہ حکومت کرتے ہیں۔

Marfat.com

(۹۰) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ قبیلہ انصار کے خاندان خزرج کے بہت ہی نامی گرامی شخص ہیں اور دربار رسالت کے خاص الخاص شاعر ہونے کی حیثیت سے تمام صحابہ کرام میں ایک خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز ہیں۔ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں بہت سے قصائد لکھے اور کفار مکہ جو شانِ رسالت میں ہجو لکھ کر بے ادبیاں کرتے تھے۔ آپ اپنے اشعار میں ان کا دندان شکن جواب دیا کرتے تھے حضور شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے خاص طور پر مسجدِ نبوی میں منبر رکھواتے تھے، جس پر کھڑے ہو کر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں نعت خوانی کرتے تھے۔

ان کی کنیت "ابوالولید" ہے اور ان کے والد کا نام "ثابت" اور ان کے دادا کا نام "منذر" اور پردادا کا نام "حرام" ہے اور ان چاروں کے بارے میں ایک تاریخی لطیفہ یہ ہے کہ ان چاروں کی عمریں ایک سو بیس برس کی ہوئیں جو عجائبات عالم میں سے ایک عجیب نادر الوجود اعجوبہ ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سو بیس برس کی عمر میں سے ساٹھ برس جاہلیت اور ساٹھ برس اسلام میں گزرے۔ سنہ ۵۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال ص ۵۹۰ و مشکوٰۃ باب البیان والشعر ص ۴۱۰ وحاشیہ بخاری بحوالہ کرمانی ج ۲ ص ۵۹۴)

کرامات

حضرت جبرائیل علیہ السلام مددگار

ان کی ایک خاص کرامت یہ ہے کہ جب تک یہ نعت خوانی فرماتے رہتے تھے، حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی امداد و نصرت کے لیے ان کے پاس موجود

Marfat.com

رہتے تھے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(یعنی جب تک حسان میری طرف سے کفار کو مدافعانہ جواب دیتے اور میرے بارے میں اظہارِ فخر کرتے رہتے ہیں، حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی مدد فرماتے رہتے ہیں۔

(مشکوٰۃ باب البیان والشعر ص۴۱۰)

کرامت والی قوتِ شامہ

جبلہ غسانی جو خاندانِ جفنہ کا ایک فرد تھا۔ اُس نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہدیہ کے طور پر کچھ سامان حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیہ سپرد کرنے کے لیے بلایا۔ جب حضرت حسان بارگاہ خلافت میں پہنچے تو چوکھٹ پر کھڑے ہو کر سلام کیا اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین! مجھے خاندانِ جفنہ کے ہدیوں کی خوشبو آرہی ہے جو آپ کے پاس ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جبلہ غسانی نے تمہارے لیے ہدیہ بھیجا ہے جو کہ میرے پاس ہے، اسی لیے میں نے تم کو طلب کیا ہے۔

اس واقعہ کو نقل کرنے والے کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حیرت انگیز و تعجب خیز بات میں کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتا کہ انہیں اس ہدیہ کی کسی نے پہلے سے کوئی خبر نہیں دی تھی۔ پھر آخر انہیں چوکھٹ پر کھڑے ہوتے ہی اس ہدیہ کی خوشبو کیسے اور کیونکر محسوس ہو گئی؟ اور انہوں نے اس چیز کو کیسے سونگھ لیا کہ وہ ہدیہ خاندانِ جفنہ سے یہاں آیا ہے۔ (شواہد النبوۃ ص۲۳۲)

تبصرہ

بلا خوشبو والے سامانوں کو سونگھ کر جان لینا اور پھر یہ بھی سونگھ لینا کہ ہدیہ دینے والا کس خاندان کا آدمی ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں سونگھنے کی

Marfat.com

نہیں ہیں، پھر بھی ان کو سونگھ لینا، اس کو کرامت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

(۹۱) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے، لیکن آپ نے ان کو آزاد فرما کر اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا اور اپنی باندی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کا نکاح فرما دیا تھا جن کے بطن سے ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے ان کی ایک بڑی خاص خصوصیت یہ ہے کہ ان کے سوا قرآن مجید میں دوسرے کسی صحابی کا نام مذکور نہیں ہے۔ یہ بہت ہی بہادر مجاہد تھے۔ غلاموں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی اسلام قبول کیا۔ "جنگِ موتہ" کی مشہور لڑائی میں جب آپ تمام اسلامی افواج کے سپہ سالار تھے۔ ۸ھ میں کفار سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

(اکمال ص۵۹۵ و اسد الغابہ ج ۲ ص۲۲۴ تا ص۲۲۷)

کرامت

ساتویں آسمان کا فرشتہ زمین پر آپ کی ایک کرامت بہت زیادہ مشہور اور مستند ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے سفر کے لیے طائف میں ایک خچر کرایہ پر لیا۔ خچر والا ڈاکو تھا۔ وہ آپ کو سوار کر کے لے چلا اور ایک ویران دسنسان جگہ پر لے جا کر آپ کو خچر سے اتار دیا اور ایک خنجر لے کر آپ کی طرف حملہ کے ارادہ سے بڑھا۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں ہر طرف لاشوں کے ڈھانچے بکھرے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص! تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو ٹھہر! مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ اس بدنصیب نے کہا کہ اچھا تو نماز پڑھ لے۔ تجھ سے پہلے بھی بہت سے مقتولوں نے نمازیں پڑھی تھیں، مگر ان کی

Marfat.com

نمازوں نے ان کی جان نہ بچائی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو وہ مجھے قتل کرنے کے لیے میرے قریب آگیا تو میں نے دعا مانگی اور یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا، غیب سے یہ آواز آئی کہ اے شخص! تو ان کو قتل مت کر۔ یہ آواز سن کر وہ ڈاکو ڈر گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا جب کوئی نظر نہیں آیا تو وہ پھر میرے قتل کے لیے آگے بڑھا تو میں نے پھر بلند آواز سے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا اور غیبی آواز آئی۔ پھر تیسری مرتبہ جب میں نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے اور اس کے ہاتھ میں نیزہ ہے اور نیزے کی نوک پر آگ کا ایک شعلہ ہے۔ اس شخص نے آتے ہی ڈاکو کے سینے میں اس زور سے نیزہ مارا کہ نیزہ اس کے سینے کو چھیدتا ہوا اس کی پشت کے پار نکل گیا اور ڈاکو زمین پر گر کر مر گیا۔ پھر وہ سوار مجھ سے کہنے لگا کہ جب تم نے پہلی مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا، تو میں ساتویں آسمان پر تھا اور جب دوسری مرتبہ تم نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں آسمانِ دنیا پر تھا اور جب تیسری مرتبہ تم نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں تمہارے پاس امداد و نصرت کے لیے حاضر ہو گیا۔

(استیعاب ج ۱ ص ۵۴۸)

تبصرہ اس سے سبق ملتا ہے کہ خداوند قدوس کے اسماء حسنیٰ اور مومنین کی دعاؤں سے بڑی بڑی بلائیں ٹل جاتی ہیں اور ایسی ایسی امداد اور آسمانی نصرتوں کا ظہور ہوا کرتا ہے جن کو خداوند کریم کے فضلِ عظیم کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا، مگر افسوس کہ آج کل کے مسلمان مصیبتوں کے ہجوم میں بھی مادی وسائل کی تلاش میں بھاگے بھاگے پھرتے ہیں اور لیڈروں، حاکموں اور دولت مندوں کے مکانوں کا چکر لگاتے رہتے ہیں مگر ارحم الراحمین اور احکم الحاکمین کے دربارِ عظمت میں گڑگڑا کر اپنی دعاؤں کی عرضی نہیں پیش کرتے اور خلاقِ عالم جل جلالہٗ سے امداد و نصرت کی بھیک نہیں مانگتے، حالانکہ ایمان

Marfat.com

یہ ہے کہ بغیر فضلِ ربانی کے کوئی انسانی طاقت کسی کی بھی کوئی امداد و نصرت نہیں کر سکتی۔
افسوس! سچ کہا ہے، کسی حقیقت شناس نے ؎

اس طرف اٹھتے نہیں ہاتھ جہاں سب کچھ ہے
پاؤں چلتے ہیں اُدھر کو کہ جہاں کچھ بھی نہیں

(۹۲) حضرت عُقبہ بن نافع فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں ان کو افریقہ کا گورنر مقرر فرما دیا تھا اور انہوں نے افریقہ کے کچھ حصوں کو فتح کر لیا اور بربری لوگ جو اس ملک کے اصلی باشندہ تھے، ان کے بہت سے باشندے دامن اسلام میں آگئے۔ انہوں نے اس ملک میں اسلامی فوجوں کے لیے ایک چھاؤنی بنانے اور ایک اسلامی شہر آباد کرنے کا ارادہ فرمایا، لیکن اس مقصد کے لیے ماہرینِ حربیات وعمرانیات نے جس جگہ کا انتخاب کیا، وہاں ایک نہایت ہی خوفناک اور گنجان جنگل تھا جو جنگلی درندوں اور ہر قسم کے موذی اور زہریلے حشرات الارض اور جانوروں کا مسکن اور گڑھ تھا۔ اس موقع پر حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک عجیب کرامت کا ظہور ہوا۔

کرامات

ایک پکار سے درندے فرار

مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس لشکر میں اٹھارہ صحابی موجود تھے۔ آپ نے ان مقدس سب صحابیوں کو جمع فرمایا اور ان بزرگوں کو اپنے ساتھ لے کر اس خوفناک اور گھنے جنگل میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے یہ اعلان فرمایا۔

Marfat.com

مہ اے درندو! اور موذی جانورو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں اور ہم اس جگہ اپنی بستی بسا کر آباد ہونا چاہتے ہیں؛ لہٰذا تم سب یہاں سے نکل جاؤ ورنہ اس کے بعد ہم تم میں سے جس کو یہاں دیکھیں گے، قتل کر دیں گے۔"

اس اعلان کے بعد اس آواز میں خدا ہی جانتا ہے کہ کیا تاثیر تھی کہ سب درندوں اور حشرات الارض میں ہل چل مچ گئی اور غول در غول اس جنگل کے جانور نکلنے لگے۔ شیر اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے، بھیڑیے اپنے پلوں کو لیے ہوئے سانپ اپنے سپنولیوں کو کمر سے چمٹائے ہوئے جنگل سے باہر نکلے چلے جا رہے تھے اور یہ ایک ایسا عجیب ہیبت ناک اور دہشت انگیز منظر تھا جو نہ اس سے قبل دیکھا گیا نہ کسی کے وہم و گمان میں تھا۔ غرض پورا جنگل جانوروں سے خالی ہو گیا اور صحابہ کرام اور پورے لشکر نے اس جنگل کو کاٹ کر ۵۰ھ میں ایک شہر آباد کیا، جس کا نام "قیروان" ہے۔ یہ شہر اسی لیے مسلمانوں میں بہت زیادہ قابل احترام شمار کیا جاتا ہے کہ اس شہر کی آبادکاری میں صحابہ کرام کے مقدس ہاتھوں کا بہت زیادہ حصہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہزاروں جلیل القدر علماء و مشائخ اس سرزمین کی آغوشِ خاک سے اٹھے اور پھر اسی مقدس زمین کی آغوش لحد میں دفن ہو کر اس زمین کا خزانہ بن گئے۔ (معجم البلدان تذکرہ قیروان)

گھوڑے کی ٹاپ سے چشمہ جاری

حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت بھی بہت ہی حیرت انگیز اور عبرت خیز ہے کہ افریقہ کے جہادوں میں ایک مرتبہ ان کا لشکر ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا، جہاں دور دور تک پانی نایاب تھا۔ جب اسلامی لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا اور تمام لوگ تشنگی سے مضطرب ہو کر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے تو حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگی۔ ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ آپ کے گھوڑے نے اپنے کھر سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا۔ آپ نے

Marfat.com

اٹھ کر دیکھا، تو مٹی ہٹ چکی تھی اور ایک پتھر نظر آ رہا تھا۔ آپ نے جیسے ہی اس پتھر کو ہٹایا تو ایک دم اس کے نیچے سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا اور اس قدر پانی بہنے لگا کہ سارا لشکر سیراب ہو گیا اور تمام جانوروں نے بھی پیٹ بھر کر پانی پیا اور لشکر کے تمام سپاہیوں نے اپنی اپنی مشکوں کو بھی بھر لیا اور اس چشمہ کو بہتا ہوا چھوڑ کر لشکر آگے روانہ ہو گیا۔

(معجم البلدان تذکرہ قیروان)

(۹۳) حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوزید ان کی کنیت ہے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کا نام "سعید بن عمیر" ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام "قیس بن سکن" ہے۔ ان کا خاندانی تعلق قبیلۂ انصار سے ہے اور ان کا وطن مدینہ منورہ ہے۔ یہ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں حافظ قرآن ہو چکے تھے۔

کرامت

سو برس کا جوان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ایک مرتبہ ان کے سر پر پھیرا اور ان کو یہ دعا دی کہ یا اللہ! اس کے حسن و جمال کو ہمیشہ قائم رکھ۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سو برس سے کچھ زائد عمر کے ہو گئے تھے، لیکن ان کے سر اور ڈاڑھی کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا، نہ ان کے چہرے پر جھریاں پڑی تھیں۔ وفات کے وقت تک ان کے چہرے پر جوانی کا جمال برقرار رہا جو بلاشبہ ان کی ایک کرامت ہے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم صہ ۱۶۶)

Marfat.com

(۹۴) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی کنیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کی کنیت "ابو عبدالرحمٰن" ہے اور بعض کے نزدیک "ابو حماد" اور کچھ لوگوں نے کہا کہ "ابو عمرو" ہے۔

اسلام لانے کے بعد سب سے پہلا جہاد جس میں انہوں نے شرکت کی، وہ جنگِ خیبر ہے۔ یہ بہت ہی جاں باز اور مجاہد صحابی تھے۔ فتح مکہ کے دن قبیلہ اشجع کا جھنڈا انہیں کے ہاتھ میں تھا۔ ملک شام کی سکونت اختیار کرلی تھی اور حدیث میں کچھ صحابہ اور بہت سے تابعین ان کے شاگرد ہیں۔ شہر دمشق میں ۷۳ھ کے سال میں ان کا وصال شریف ہوا۔

(اسد الغابہ ج ۴ ص۱۵۶)

کرامت

پکار پر مویشی دوڑ پڑے

حضرت محمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار نے گرفتار کرکے انہیں تانتوں سے باندھ رکھا تھا۔ ان کے والد مالکِ اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا تم اپنے بیٹے عوف کے پاس کسی قاصد کے ذریعے یہ کہلا دو کہ وہ بکثرت لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھتے رہیں۔

چنانچہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ وظیفہ پڑھنے لگے۔ ایک دن ناگہاں ان کی تمام تانتیں ٹوٹ گئیں اور وہ رہا ہو کر کفار کی قید سے نکل پڑے اور ایک اونٹنی پر سوار ہو کر چل پڑے۔ راستہ میں ایک چراگاہ کے اندر کفار کے سیکڑوں اونٹ چر رہے تھے۔ آپ نے ان اونٹوں کو پکارا، تو وہ سب کے سب دوڑتے بھاگتے

Marfat.com

ہوئے آپ کی اونٹنی کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ انہوں نے مکان پر پہنچ کر اپنے والدین کو پکارا تو وہ سب اُن کی آواز سن کر ماں باپ اور خادم دوڑ پڑے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹوں کے زبردست ریوڑ کے ساتھ موجود ہیں سب خوش ہو گئے۔

ان کے والد حضرت مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوت میں پہنچ کر سارا قصہ سنایا اور اونٹوں کے بارے میں بھی عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان اونٹوں کو تم جو چاہو کرو، تمہارا بیٹا ان اونٹوں کا مالک ہو چکا، میں ان اونٹوں میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رزق ہے جو تمہیں عطا کیا گیا۔

روایت ہے کہ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسْبُہٗ ط

(سورہ طلاق پ ۲۸)

ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے مضرتوں سے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے، جہاں اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۰۵ و تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۸۰)

(۹۵) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے زیادہ پیاری بیٹی ہیں۔ ان کا لقب سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ (سارے جہان کی عورتوں

Marfat.com

کی سردار ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ فاطمہ میری بیٹی میرے بدن کا حصہ ہے جس نے اس کا دل دکھایا، اس نے میرا دل دکھایا اور جس نے میرا دل دکھایا اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ ان کے فضائل و مناقب میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ رمضان ۲ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کا نکاح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا اور ذوالحجہ ۲ھ میں رخصتی ہوئی۔ ان کے بطن سے حضرت امام حسن و امام حسین و امام محسن تین صاحبزادگان اور حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔ ۲۸ برس کی عمر میں عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما ہوئیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رات کو سپرد خاک کی گئیں۔ مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔ (اکمال ص ۶۱۳ وغیرہ)

کرامات

برکت والی سینی

آپ کی کراماتوں میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ ایک دن ایک بوٹی اور دو روٹیاں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی کے اس تحفے کو قبول فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے لخت جگر تم اس سینی کو اپنے ہی گھر میں لے کر چلو۔ پھر خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر رونق افروز ہو کر اس سینی کو کھولا، تو گھر کے تمام افراد یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنّٰی لَکِ هٰذَا (اے بیٹی! یہ سب تمہارے لیے کہاں سے آیا؟) تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ط (یعنی یہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، بے شمار روزی دیتا ہے)

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور دوسرے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر سب کے ساتھ سینی میں سے کھانا تناول فرمایا۔ پھر بھی اس کھانے میں اس قدر حیرت ناک اور تعجب خیز برکت ظاہر ہوئی کہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی رہ گئی اور اس کو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پڑوسیوں اور دوسرے مسکینوں کو کھلایا۔

(روح البیان آل عمران ص۲۲۳)

شاہی دعوت

روایت ہے کہ ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہنشاہ مدینہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی جب دونوں عالم کے میزبان، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر رونق افروز ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے آپ کے قدموں کو گننے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، میری تمنا ہے کہ حضور کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم و تکریم کے لیے ایک ایک غلام آزاد کروں چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان تک جس قدر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم پڑے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی ہی تعداد میں غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دعوت سے متاثر ہو کر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: اے فاطمہ! آج میرے دینی بھائی حضرت عثمان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی ہی شان دار دعوت کی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میری بھی تمنا ہے کہ کاش! ہم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسی طرح شان دار دعوت کر سکتے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

نے اپنے شوہر نامدار حضرت علی دُلدُل کے سوار کے اس جوش تاثر سے متاثر ہو کر کہا بہت اچھا، جائیے۔ آپ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی قسم کی دعوت دیتے آئیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں بھی اسی قسم کا سالا انتظام ہو جائے گا۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر دعوت دے دی اور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت کو ساتھ لے کر اپنی پیاری بیٹی کے گھر میں تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا خلوت میں تشریف لے جا کر خداوند قدوس کی بارگاہ میں سربسجود ہو گئیں اور یہ دعا مانگی۔

"یا اللہ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب اور محبوب کے اصحاب کی دعوت کی ہے۔ تیری بندی کا صرف تجھ ہی پر بھروسا ہے۔ لہٰذا اے میرے رب! تو آج میری لاج رکھ لے اور اس دعوت کے کھانوں کا تو عالمِ غیب سے انتظام فرما۔"

یہ دعا مانگ کر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہانڈیوں کو چولہوں پر چڑھا دیا۔ خداوند تعالیٰ کا دریائے کرم ایک دم جوش میں آ گیا اور اس رزاقِ مطلق نے دم زدن میں ان ہانڈیوں کو جنت کے کھانوں سے بھر دیا۔

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکالنا شروع کر دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام کے ساتھ کھانا کھانے سے فارغ ہو گئے، لیکن خدا کی شان کہ ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہیں ہوا اور صحابہ کرام ان کھانوں کی خوشبو اور لذت سے حیران رہ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تحیر دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ نہیں، یا رسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لیے جنت سے بھیج دیا ہے۔

Marfat.com

پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گوشۂ تنہائی میں جا کر سجدہ ریز ہوگئیں اور یہ دُعا مانگنے لگیں کہ یا اللہ! حضرت عثمان نے تیرے محبوب کے ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے، لیکن تیری بندی فاطمہ کو اتنی استطاعت نہیں ہے۔ لہٰذا اے خداوند عالم! جہاں تو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے، وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں اپنے محبوب کی امت کے گنہ گار بندوں کو تو جہنم سے آزاد فرما دے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوں ہی اس دُعا سے فارغ ہوئیں، ایک دم ناگہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ بشارت لے کر بارگاہ رسالت میں اتر پڑے کہ یا رسول اللہ! حضرت فاطمہ کی دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گنہ گاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا۔

(جامع المعجزات سعری ص ۶۵ بحوالہ سچی حکایات)

(۹۶) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ آپ کی محبوبہ ہیں۔ ان سے بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔ فقہی معلومات میں بھی ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے مسائل دریافت فرمایا کرتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ اور دوسری عبادتوں و ریاضتوں میں بھی آپ ازواجِ مطہرات میں خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز تھیں۔

۵۷ھ یا ۵۸ھ میں بمقام مدینہ منورہ دنیائے فانی سے عالم آخرت کی طرف ان کی رحلت ہوئی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(اکمال ص ۶۱۲)

Marfat.com

کرامات

حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کو سلام کرتے تھے

ان کی ایک کرامت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کو سلام کرتے تھے، چنانچہ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو تم کو سلام کہتے ہیں، تو آپ نے جواب میں عرض کیا وَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

(بخاری ج ۱ ص ۵۳۲)

ان کے لحاف میں وحی اتری

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا میری کسی دوسری بیوی کے کپڑوں میں مجھ پر وحی نہیں اتری اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لحاف میں سوتے رہتے تھے اور آپ پر خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوا کرتی تھی۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۷۳ و کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۹۷)

آپ کے توسل سے بارش

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں بارش نہیں ہوئی اور لوگ شدید قحط میں مبتلا ہو کر بلبلا اٹھے جب لوگ قحط کی شکایت لے کر حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدس میں پہنچے، تو آپ نے فرمایا کہ میرے حجرہ میں جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور ہے۔ اس حجرہ مبارکہ کی چھت میں ایک سوراخ کر دو تاکہ حجرہ منورہ سے آسمان نظر آنے لگے، چنانچہ جیسے ہی لوگوں نے چھت میں سوراخ بنایا، فوراً ہی بارش شروع ہو گئی اور اطراف مدینہ منورہ کی زمین سرسبز و شاداب ہو گئی اور اس سال گھاس اور چارو رکی

Marfat.com

کا چارہ بھی اس قدر زیادہ ہوا کہ کثرتِ خوراک سے اونٹ فربہ ہو گئے اور چربی کی زیادتی سے ان کے بدن پھول گئے۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۴۵)

(۹۷) حضرت اُمِّ اَیمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا نام "برکۃ" ہے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی باندی تھیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے والد ماجد کی میراث میں سے ملی تھیں۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن میں بہت زیادہ خدمت کی ہے یہی آپ کو کھانا کھلایا کرتی تھیں، کپڑے پہنایا کرتی تھیں، کپڑے دھویا کرتی تھیں۔ اعلان نبوت کے بعد جلد ہی انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ ان کے بطن سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے، جن سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر زیادہ محبت فرماتے تھے کہ عام طور پر صحابہ کرام حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو "محبوب رسول" کہا کرتے تھے۔

کرامت

کبھی پیاس نہیں لگی

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ جب میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے روانہ ہوئی تو میرا کھانا پانی راستہ میں سب ختم ہو گیا اور میں جب "مقام روحاء" میں پہنچی تو پیاس کی شدت سے بے قرار ہو کر زمین پر لیٹ گئی، اتنے میں مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے سر کے اوپر کچھ آہٹ ہو رہی ہے۔ جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو یہ نظر آیا کہ ایک پانی سے بھرا ہوا چمکدار رسی میں بندھا ہوا آسمان سے زمین پر ایک ڈول اتر رہا ہے، میں نے

Marfat.com

پک کراس ڈول کو پکڑ لیا اور خوب جی بھر کر پانی پی لیا اس کے بعد میرا یہ حال ہے کہ مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔ میں سخت گرمیوں میں روزہ رکھتی ہوں اور روزہ کی حالت میں شدید چلچلاتی ہوئی دھوپ میں کعبہ معظمہ کا طواف کرتی ہوں تاکہ مجھے پیاس لگ جائے لیکن اس کے باوجود مجھے کبھی پیاس نہیں لگتی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ صہ ۸۶۴ بحوالہ بیہقی)

(۹۸) حضرت اُمِ شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ قبیلہ دوس کی ایک صحابیہ ہیں جو اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلی آئی تھیں

کرامات

غیبی ڈول یہ اپنے قبیلہ دوس سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہی تھیں اور روزہ دار تھیں، شام کو ایک یہودی کے مکان پر پہنچیں تاکہ پانی پی کر روزہ افطار کرلیں۔ دشمن اسلام یہودی کو جب ان کے مسلمان اور روزہ دار ہونے کا علم ہوا تو اس ظالم نے ان کو مکان کی ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا تاکہ ان کو ایک قطرہ پانی بھی نہ مل سکے جس سے یہ روزہ افطار کرسکیں۔ حضرت اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا بند کوٹھڑی میں لیٹی ہوئی تھیں اور بے حد متفکر تھیں، سورج غروب ہو چکا ہے اور کوٹھڑی میں کھانے پینے کی کوئی چیز موجود نہیں ہے آخر میں کس چیز سے روزہ افطار کروں؟ اتنے میں بند اور اندھیری کوٹھڑی میں اچانک کسی نے ان کے سینے پر ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا ڈول رکھ دیا اور انہوں نے اس پانی کو پی کر روزہ افطار کر لیا۔ (حجۃ اللہ ج ۲ صہ ۸۶۵)

خالی کپہ گھی سے بھر گیا روایت ہے کہ حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چمڑے کا ایک کپہ تھا جس کو وہ اکثر لوگوں کو عاریۃً دے دیا کرتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے اس کپہ میں پھونک مار کر

Marfat.com

اس کو دھوپ میں رکھ دیا تو وہ گھی سے بھر گیا۔ پھر ہمیشہ اس کپہ میں سے گھی نکلتا رہا۔ اس بات کا پورے شہر اور دیار و امصار میں اس قدر چرچا ہو گیا تھا کہ لوگ عام طور پر یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت اُم شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کپہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۷۵ بحوالہ ابن سعد)

(۹۹) حضرت اُمِّ سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ایک ضعیفہ نابینا صحابیہ تھیں جو اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلی آئی تھیں۔

کرامت

دُعا سے مُردہ زندہ ہو گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیٹا نو عمری میں اچانک انتقال کر گیا۔ ہم لوگوں نے اس لڑکے کی آنکھوں کو بند کر کے اس کو ایک کپڑا اڑھا دیا اور ہم لوگوں نے اس کی ماں کے پاس پہنچ کر لڑکے کی موت کی خبر سنائی اور تعزیت و تسلی کے کلمات کہنے لگے۔ حضرت اُم سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹے کی موت کی خبر سن کر چونک گئیں، اور آبدیدہ ہو گئیں۔ پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر اس طرح دعا مانگی۔

"یا اللہ! میں تجھ پر ایمان لائی اور میں نے اپنا وطن چھوڑ کر تیرے رسول کی طرف ہجرت کی ہے، اس لیے اے میرے خدا! میں تجھ سے دعا کرتی ہوں کہ تو میرے لڑکے کی مصیبت مجھ پر مت ڈال۔"

یہ دعا ختم ہوتے ہی حضرت ام سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مردہ لڑکا اپنے چہرہ

Marfat.com

سے کپڑا اٹھا کر اٹھ بیٹھا اور زندہ ہو گیا۔

(ابن ابی الدنیا و بیہقی والبدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۴ و ص ۲۵۹)

تبصرہ اس قسم کی کرامت بہت سے بزرگان دین خصوصاً حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اولیاء امت سے بارہا ظہور میں آچکی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی دعاؤں اور ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو اپنے فضل و کرم سے رد نہیں فرماتا، چنانچہ کسی حق شناس نے کہا ہے ؎

جو وجد کے عالم میں نکلے لب مومن سے

وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

(۱۰۰) حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کرامت

اندھی آنکھیں روشن ہو گئیں یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھرانے کی لونڈی تھیں۔ اسلام کی حقانیت ان کے دل میں گھر گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، جونہی حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپے سے باہر ہو گئے اور انہوں نے خود بھی ان کو خوب مارا اور ان کے گھر کے افراد بھی برابر مارتے رہے، یہاں تک کہ مکہ کے کفار نے سر بازار ان کو اس قدر مارا کہ ضربات کے صدمات سے ان کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی اور یہ نابینا ہو گئیں۔ اس کے بعد کفارِ مکہ نے طعنہ دینا شروع کیا کہ اے زنیرہ! چونکہ تم ہمارے معبودوں یعنی لات و عزیٰ کو برا بھلا کہتی تھیں، اس لیے ہمارے ان بتوں نے

Marfat.com

تمہاری آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے۔ یہ خون کھولا دینے والا طعنہ سن کر حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کی رگوں میں اسلامی خون جوش مارنے لگا اور انہوں نے کہا :

”ہرگز ہرگز نہیں ! خدا کی قسم تمہارے لات و عزیٰ میں ہرگز ہرگز یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ میری آنکھوں کی روشنی چھین سکیں۔ میرا اللہ جو وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے وہ جب چاہے گا، میری آنکھوں میں روشنی آجائے گی۔“

ان الفاظ کا ان کی زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ بالکل ایک دم ہی اچانک ان کی آنکھوں میں روشنی واپس آگئی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص۸۶۶ بحوالہ بیہقی و زرقانی علی المواہب ج ۱ ص۲۷۰)

Marfat.com

تصانیف
شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی قدس سرہٗ

جنتی زیور	منتخب حدیثیں مجلد
ایمانی تقریریں	غرائب القرآن
قرآنی تقریریں	جواہر الحدیث
حقانی تقریریں	مسائل القرآن
نورانی تقریریں	کراماتِ صحابہ
عرفانی تقریریں	روحانی حکایات
عجائب القرآن	جہنم کے خطرات قیامت کب آئے گی

تقسیم کار

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار، لاہور
فون: ۷۲۲۴۸۹۹-۷۳۱۲۱۷۳

109

Marfat.com